



ٳڷؾٚڋؽٳڎؙ ڣٛٵؙڮڒٳڶۊؙ۪ؖڵڹٛ



## وَلَقَدُ يَسَّرُنَا الْقُرُانَ لِللِّاكُم فَهَلُ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۞ (القمر: ١٥)

التبينات في المرالة إلى المرادي

الأستاذ مخسم وعلما بوبي

اردوتر جمه

مُوامِ مُرابِهِ مِنفَعَيْ



### ترجےاورتر تیب وغیرہ سمیت اس اشاعت کے جملہ حقوق بجق مترجم محفوظ ہیں

نام كتاب : اردوتر جمه التميان في علوم القرآن

مؤلف : استادمجم على الصابوني

مترجم : مولا نامحمد ابراهيم فيضي

كتابت قرآني آيات: سيداشرف عليُّ

تعداد : گياره سو

اشاعت اول : رئيج الاول ٢٦ ١٣ ١٥ مري ٢٠٠٥ ء

صفحات : ۴۰۴۳

قيمت : ۱۲۰ روپي

ناشر : القلم \_ فرحان ٹیرس ، ناظم آبا دنمبر۲ \_ کراچی

فون: 0300-2257355

﴿ مِلْنِ کِ بِتِ ﴾

اردوبازار، کراچی

اردوبإزار، کراچی، فون:۲۲۱۲۹۹۱

نیوٹاؤن، کراچی،فون:۴۹۲۷۱۵۹ گاه سدار

گلشن ا قبال ، بالقابل اشرف المدارس ، كراچي

اردوبازارکراچی،نون۲۲۱۰

نز دصابری مسجد،گلستان کالونی مرزا آ دم خان روڈ ،

لياري، کراچي فون: ۲۱۴۰۸۶۵ ۲۰۰۰-۴۰۰۰

قاسم سينشر،ار دوبازار، كراچي ، ٢٢١٧٧٧

الكريم ماركيث،اردو بإزارلا بهورفون٢٢٢٢٢،

فرسٹ فلور،الحمد مارکیٹ،ار دوبازار، لا مور \_فون: ۲۳۲۰ ۳۱۸ سا

۱۹۰، ناركلي له بور، فون: ۲۳۵۳۲۵۵،۷۲۳۳۹۹۱

اردوبازارلا مور، نون ۸۵-۲۲۵

در بار مارکیث ، لا بور ، فون ۲۳۲۳۹۸۸

نز د جامعه خیر العلوم، خیر پورٹامیوالی۔ بھاولپور

دارالاشاعت

فضلی بک سپر مارئیب اسلامی کتب خانه،

بيت الكتب

ضياءالقرآن يبلى كيشنز

مكتبها لبخاري

مكتبه فيض القرآن مكتبه سيداحد شهبيد

سلبہ میرا مراہیر کتاب سرائے

ادارهٔ اسلامیات

ضیاءالقرآن پبلی کیشنز مکتبدجمال کرم

مكتبيه القادر

# فهرست عنوانات

٣٢	دوسرااشكال	11	<u>پش</u> لفظ
	قال،شراب اور طعام کے بارے میں	۱۳	تعارف
٣٢	اولين آيات	14	عرض مترجم
ra	فصل دوم:اسباب نزول	IA	مقدمه
٣2	اسباب نزول کی معرفت کے فوائد	19	فصل اول: علوم قِرآن
	اسباب ِنزول کی معرفت کے فوائد کی	19	تمهيد
۳۸	مثاليس	<b>r•</b>	علوم ِقرآن ہے مقصود
ای	آیت کریمہ کے مفہوم کی وضاحت	rı	قرآن کی تعریف
۲۲	سبب نزول کی تعریف	ri	فضائل قرآن
المالم	سبب نزول کی معرفت کا طریقه	۲۲	آيات کريمه
గాప	سبب نزول كالتعدد	۲۲	احاديث شريفه
۵٠	عموم لفظ كااعتبار موتاب بإخصوص سبب كا؟	۲۳	قرآن کریم کے اسا
	فصل سوم: قرآن كريم كے تھوڑ اتھوڑ انازل	۲۳	وجبشميه
۵۲	ہونے میں حکمت	44	نزول قر آن کی ابتدا -
۵۲	نزول قرآن کریم	14	صحیح بخاری کی روایت
۵۲	نزول قر آن کی کیفیت	49	اوّل وآخرنازل ہونے والی آیات
۵۳	نزول اول		نزول کے اعتبار ہے آیۃ المائدہ کامتاخر
۵۵	نزول ثانی	۳+	·tor
۲۵	قرآن کریم کے بتدریج نزول میں حکمت	۳۱	اغتباه
	نبی صلی اللّٰدعلیہ وسلم پرعطائے قرآن	٣	يبلااشكال
	- •		

	النبيان في علوم القرآن		4 فهرست	نوانات_
	طبقه مفسرين اللعماق	١١٧	اعجاز قرآن کی پہلی وجہ	ILL .
	حضرت حسن بصرى رضى الله عنه		تاریخ سے مثالیں	۱۳۵
	حضرت مسروق بن الاجدع ْرضى اللَّدعنه	IJΛ	اعجاز قرآن کی دوسری وجه	10+
	حضرت قناده بن دعامه رضى اللدعنه	119	خصائص اسلوب قرآن	ا۵ا
	حضرت عطاءالخراساني رضى اللدعنه	15+	اسلوبی قرآن کے خصائص کی	
	حفرت مرة البمذاني رضى الله عنه	111	توضيحي مثاليس	IDT
	فصل مفتم: اعجاز قرآن	144	اعجاز قرآن کی تیسری وجه	101
	قرآن عظيم كي تعليم وتدريس مين مكمل توجه	122	اصمعی اورا یک لڑ کی کاواقعہ	109
	قرآن مجرصلی الله علیه وسلم کا دائمی معجزه	155	اعجاز قر آن کی چوتھی وجہ	1411
	اعجاز قرآن کے معنی	IFA	دورحاضر کی مثالیں	142
	اعجاز کا تحقق کب ہوتا ہے؟	179	۵۔اعباز قرآن کی پانچویں وجہ	149
	تحدّی (چیلنج) میں قر آن کااسلوب	11-	بعض غيبى خبرين	179
	تحدى كى اقسام	111		124
	اعجازقر آن پرمثال	IMA.	فصل مشتم قرآن كريم كعلمي معجزات	IΔA
•	معجزة البهيي شرائط	1179	اوّل: وحدت کون	IΔA
	نبهلی شرط	114	دوم:عالم کون کا وجود میں آنا 	14+
	دوسری شرط	114	سوم:اییم کی تقسیم	1/4
	تيسری شرط		چهارم:آنسيجن کی کمی	IAI
	چونھی شرط	100	پنجم : ہر شے کا جوڑا 	fAt
	پانچوین شرط	114	* - 1	IAM
	قر آن کریم کے اعجاز کا بیان	111	ہفتم: ہواؤں کے ذریعہ باروری م	IAM
	ابل صرفه کاند هب		هشتم:منوی جاندار (حیوان )	IAM
	اعجازِ قرآن میں علماء کی آراء		تنهم انسانی انگلیوں کے نشانات	۱۸۵
	قرآن کریم کے وجو واعجاز	١٣٣	اعجاز قرآن کی چوتھی وجہ	144

	* •a •		
انات —	۸ فهرست عنو		التبيان في علوم القرآن
119	مفسر کے لیے ضروری علوم	114	اعجاز قرآن کی آٹھویں وجہ
11.	اوّل جلم لغت	191	اسلامي عقيده
777	عجيب داقعه	191	يهود كاعقيده
۲۲۳	دوم:علوم البلاغه	1917	نصاري كاعقيده
777	مراتب تفيير	194	اعجاز قرآن کی نویں دجہ
<b>۲1</b> ′	اونیٰ مرتبہ '	191	اعجاز قر آن کی دسویں وجہ
<b>77</b> Z	وجوةنفسير	<b>r</b> +1	اعجاز قر آن کی گیار هویں وجہ
. (	تفسير بالرائے كے جواز ميں علماء كے اقوال	<b>**</b> **	صرفہ کے شبہ کار د
117	ببهلا مكتب فكر	**	کیانسی نے قرآن کے معارضہ کی کوشش کی؟
777	د وسرا مکتب فکر	<b>*</b> • <b>*</b>	مسيلمة الكذاب
777			مسيمه ملعون كي طرف سيصورة العاديات
, rta	تفسیر بالرائے کے مجوزین کے دلائل	۲+۵	كامعارضه
779	مانعین کے دلائل کارو	<b>r</b> +4	· اسودعنسی
۲۳۱	امام غزالی کے کلمات	<b>r•</b> ∠	طلحه بن خو بلدالاسدي
rmm	علامه راغب اصفهانی کاخیال	<b>r•</b> ∠	نضر بن الحارث
۲۳۳	امام قرطبی کی تقریر	<b>r</b> •A	چنددیگر
۲۳۳	تيسرى فتم تفسيرا شارى اورغرائب النفسير	r+ 9	بہائی وقادیانی
۲۳۵	تفسيراشاري كامعني	r+ 9	اعجاز قرآن کے متعلق شبہات اوران کارد
rra	تفسيراشارى علماء كى نظرمين	710	فتم ثانی :تفسیر بالدرایه( تفسیر بالرائے )
۲۳٦	تفسیراشاری کے مجوزین کے دلاکل	۵۱۲	تفسير بالرائح كالمعنى
172	تفسيراشاري كيمتعلق علاء كےاقوال	414	تفيير بالرائح كى اقسام
የተለ	''البرهان' میں علامہ زرکشی کا تبصرہ	۲I۷	تفسير محمود
429	علامنهفى اورعلامة تفتازانى كاتبصره	<b>11</b>	تفيير فدموم
rma	''الا تقان''میں علامہ سیوطی کی تقریر	119	امهمات تفسير

البيان في الراق		71	
تفبيراشاري كے متعلق وار دحدیث كامعنی	rr+	۸_تفسیر سیوطی	ודין
تفسيراشاري كي قبوليت كي شرائط	اماء	مشہور کتب تفاسیر بالرائے (بالدرایہ)	777
تفسیراشاری پرشخ زرقانی کی قدررائے	۲۳۲	كتب تفاسير بالرائح اوران كيمولفين	rymb
حجة الاسلام امام غزالي كانتصره		تعارف	
تفسيراشاري فاسدى مثاليس	۲۳۳	ايتفبيرالفخرالرازي	242
خلاصة بحث	۲۳۵	۲_تفسيرالبيصاوي	744
غرائب تفيير	444	٣ تفسيرالخازن	٣٦٣
غرائب كى مثاليں		م يفيرالن <sup>ق</sup> ي	ran
شیعة تفسیر کے نمونے	MM	۵ تفسیر النیسا بوری	۲۲۳
ا ثناعشری شیعوں کی تفسیر وں کے نمونے	<b>r</b> 0+	۲ يقسيرا بي السعو د	240
سبائی شیعہ کی تفاسیر کے نمونے	10.	۷۔ تفسیرانی حیان	440
باطنوں کی تفسیریں	rat	۸_تفسیرآ لوی	440
مشهور کتب تفاسیراوران کےمو کفین	rom	مشهورتفاسيرآيات الاحكام	777
مشهورتفاسير مانؤره	102	مشهور كتب تفسيراشارى	<b>77</b> 4
تفاسير ماثوره اوران كيمؤ كفين كالمختضر	ra_	معتزلهاورشيعه كي مشهور تفاسير	AFT
تعارف		عصرحا ضركى بعض مشهور تفاسير	749
ا تفسیرابن جریر		فصل:قرآنی سورتوں کے فضائل میں	14.
تفسيرابن جرمر كے امتيازات	<b>7</b> 02	موضوع احاديث پرانتباه	121
۲_تفییر سمر قندی	ran	قرآن كريم مين غيرعر بي الفاظ	121
۳ یفیرنغلبی	۲۵۸	جمہور کے دلائل	<b>1</b> 2 m
۴ تفسیر بغوی	ran	<i>ڙي</i>	120
۵ تفییرابنعطیه	109	ترجمة القرآن كي بحث	144
۲ تفییراین کثیر	109	ترجيح كالمعنى	<b>1</b> 41
۷_تفسيرالجواهر	<b>۲</b> 4•	ترجح كى اقسام	<b>1</b> 44

190

492

**49**4

791

مشهورقر اءات

قراءات کی تعریف <sup>،</sup>

كباعهد صحابه مين قرّ اء تھے؟

## يبش لفظ

حا فظ سيد فضل الرحمٰن ☆

قرآن کریم کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لاَ يَاتُتِيُهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيُنِ يَـدَيُهِ وَلاَ مِنْ خَلُفِهِ تَنْزِيُلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدِ O (حمالسجده: ۲۲)

(بیقر آن کریم ایباہے کہ) جس میں باطل ندآ کے سے داخل ہوسکتا ہے نہ پیچھے ہے، یہ تعلیم وحمید کی طرف سے نازل شدہ ہے۔

علامهابن كثيررحمه اللهاس كاتفسير مين فرمات بين:

اى ليس للبطلان اليه سبيل لانه منزل من رب العالمين ـ

(النفير،ج٧٩،٩٤٢)

یعنی باطل کے لیے اس میں دخل اندازی کا کوئی راستنہیں ہے، کیونکہ یہ رب العالمین کی طرف سے نازل فرمودہ ہے۔

اس آیت کریمہ میں ایک تو ماضی کے بارے میں پیخبردی گئی ہے کہ بیقر آن حکیم ماضی میں اندرونی اور پیرونی ہر طرح کے اثر ات سے محفوظ رہا ہے، اور دوسرے اس میں مستقتبل کے حوالے سے بیپیٹین گوئی کی گئی ہے کہ آئندہ بھی اللہ تعالیٰ کی حفاظت کی وجہ سے بیمحفوظ ومصوّن رہے گا۔ (آلوی/روح المعانی، ج۲۲ میں ۱۲۷)

قرآن تھیم کی حفاظت کا بیرنظام اس کی حقانیت اور اس کے من جانب اللہ ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے، اسے اندرونی مداخلتوں، اور بیرونی ملاوٹوں سے اللہ تعالیٰ نے اس طرح محفوظ رکھا ہے کہ کوشش وخواہش کے باوجود آج تک کوئی بھی اس سلسلہ میں ذرہ برابر کا میابی محفوظ رکھا ہے کہ کوشش وخواہش کے باوجود آج تک کوئی بھی اس سلسلہ میں ذرہ برابر کا میابی محفوظ رکھا ہے کہ کوشش وخواہش کے باوجود آج تک کوئی بھی اس سلسلہ میں ذرہ برابر کا میابی

حاصل نہیں کر سکا ، اللہ تعالی نے قرآن تھیم کی حفاظت کے بارے میں دوسرے مقام پر فر مایا ہے: إِنَّا نَحُنُ نَوَّ لُناَ اللّهِ بُحُرُو إِناَّ لَهُ لَحاً فِظُونَ ۞ (الحجر: ٩)

> ہم ہی نے اس ذکر (قرآن حکیم) کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

مختلف حوالوں اور مختلف انداز سے قر آن حکیم کی خدمت اس کی نزول کے روز اول ہی سے جاری ہے، ہر صاحبِ تو فیق شخص اپنے ذوق اور صلاحیت کے اعتبار سے اس خدمت میں مصروف ہے، اور جیسا کہ قر آن نے کہا:

> قُلُ لَّوُ كَانَ الْبَحُرُ مِدَادًا لِّكَلِمْتِ رَبِّى لَنَفِدَ الْبَحُرُ قَبُلَ اَنُ تَنْفَدَ كَلِمْتُ رَبِّى وَلَوُ جِنْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا ۞ (الكَهِفَ-١٠٩)

> آپ کہدد بیجئے کداگر میرے رب کے کلمات لکھنے کے لیے سمندر سابی بن جائے تو میرے رب کے کلمات پورے ہونے سے پہلے ہی سمندر خرج ہو جائے گا،اگر چہ ہم اس سمندر کی مانندا یک اور سمندر مدد کے لیے لے آئیں۔

قر آن حکیم کی حکمتوں ، دقائق ، نکات اور معارف ومسائل پر لکھنے والے اور علوم قر آن کے سلسلے میں اپنی خدمات انجام دینے والے اپنی کاوشوں میں مصروف رہیں گے مگر قر آن کریم کے کمالات ، اس کے علوم ، اس کے اسرار و معارف اور دقائق نکات کا بھی احاط نہیں کیا جاسکے گا ،خو دزیر نظر کتاب التبیان کے مؤلف نے کتاب کے آغاز میں یہی لکھ کرقر آن حکیم کی عظمت کا اظہار کیا ہے کہ

ومع كل هذه الجهود المبذولة، في القديم والحديث، فان القرآن يبقى بحراً ذاخراً يحتاج الى من يغوص في اعماقه، ليستخرج منه اللآلئ والدرر ـ (ص)

تا ہم ( اہل علم کی ) ان کی تمام تر کا وشوں اور صدیوں کی سعی پیہم کے باوصف قر آن مجید بحرنا پیدا کنار ہے، جب بھی کوئی صاحب علم اس میں غوطہ زن ہوگا تو اس کے جواہر اور موتیون سے اپنے دامن کو مالا مال پائے گا۔

در حقیقت قر آن حکیم اپنے اندر سے بے ثنار معارف واسرار رکھتا ہے، اس میں موجود

علوم وفنون کا شار بھی ممکن نہیں ، ان قرآنی علوم وفنون اور ان کے دقائق وغوام علی پر کھنے والے ہر دور میں اپنی محنت ، مطالعے اور ریاضت کا حاصل قارئین کے سامنے پیش کرتے رہے ہیں جس کے نتیج میں ''علوم القرآن'' کا عنوان علیحدہ موضوع کے طور پر ہمارے سامنے آیا۔ اس سلسلے کی غالبًا سب سے قدیم کتاب جس کا سراغ ملتا ہے وہ ابن الجوزی رحمہ اللہ کی ' فنون الافنان فی علوم القرآن' ہے ، لیکن اس موضوع پر سب سے زیادہ جامع اور مقبول ترین کتاب علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (ما ۹۱ ھے) کی تالیف' الاقتان فی علوم القرآن' ہے ، جس کا اردو سمیت بہت کی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔

اس موضوع پرار دومیں بھی گئی کتب دستیاب ہیں، جناب مولا ناعبدالحق حقانی رحمہ الله کی التبیان،مولا نامنٹس الحق افغانی رحمہ الله کی علوم القرآن،مولا نامحمہ ما لک کا ندھلوی رحمہ الله کی منازل العرفان اورمولا نامفتی محمر تق عثانی کی علوم القرآن زیاد ہ معروف ہیں۔

زیرنظر کتاب علامہ صابونی کی تالیف ہے اور علوم القرآن پر مشمل ہے' التبیان فی علوم القرآن اپنے اسلوب اور جامعیت کی وجہ ہے اہمیت کی حامل ہے، کتاب کی اسی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے محترم جناب مولانا حافظ محمد ابراہیم فیضی صاحب نے اس کوار دوزبان میں منتقل کر کے اس سے استفاد ہے کو مہل بنا دیا ہے، اب طلبا کے ساتھ ساتھ عوام الناس کا وہ طبقہ بھی علامہ صابونی کی اس کاوش سے مستفید ہوسکتا ہے جوعر بی زبان سے واقفیت نہیں رکھتا، کتاب کا ترجمہ سلیس اور با محاورہ ہونے کے باوجود اصل عبارت سے قریب تر ہے، جس سے دونوں متعلقہ زبانوں عربی اورار دویر فاضل مترجم کی گرفت کا اظہار ہوتا ہے۔

ہمیں یقین ہے کہ بیتر جمہان شاءاللہ العزیز ایک علمی ضرورت کو پورا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کا وش کو قبول فر مائے اور قر آن وعلوم قر آن کی تعلیم ، تبلیغ اور ترویج میں خلوص سے کوشاں ہر شخص کی مساعی کو بابر کت اور ذخیر ہ آخرت بنائے ، آمین

وصلى الله تعالئ على خير خلقه مصهد واله واصعابه اجععين

سيدفضل الرحملن

### تعارف

مولانا قارى محمر حنيف جالندهري ☆

لاریب قرآن علیم ایک زندہ جاوید اور ابدی سچائی ہے۔ یہ بی رحمت ہادی اعظم علیہ وہ دائی معجزہ ہے جس کی تازگی، تابندگی اور تا خیر آج بھی چودہ صدی قبل کی طرح لافانی ہے، جس کا حرف حرف صدافت کا شاہ کاراور علوم ومعارف کا گنجیئہ گرال مایہ ہے، اور اس بات میں قطعاً کوئی مبالغہ نہیں کہ منداس کے معارف وعلوم کم ہوسکتے ہیں، نداس کے جواہر کو پوری نسل انسانی ہاہم مل کر شار بی کرسکتی ہے۔ یہ جملہ کسی انسانی فکر بلند کا کمال نہیں، خودقر آن اپنیارے میں گواہی دیتا ہے:

قُلُ لَّوْ کَا نَ الْبَحْورُ مِدَادًا لِکَلِمْتِ رَبِّی لَنَفِدَ الْبَحُورُ قَبُلَ اَنُ تَنْفَدَ کَلِمْتُ رَبِّی وَلَوْ جِنْنَا بِمِشْلِهِ مَدَدًا (کہف، ۱۰۹)

قُلُ لَّوْ کَا نَ الْبَحُورُ مِدَادًا لِکَلِمْتِ رَبِّی لَنَفِدَ الْبَحُورُ قَبُلَ اَنُ اللّٰ عَدر اللّٰ مِدْدًا (کہف، ۱۰۹)

لِنَّ سَمَدر وشَالَی ہو جا کیں تو قبل اس کے کہ میرے رہ کی با تیں لیوری ہوں، سمندر دوشالی ہو جا کیں تو قبل اس سے کہ میرے رہ کی با تیں پوری ہوں، سمندر دھی لے آئیں گے، اگر چہ ہم اس سمندر کی با تیں پوری سمندر بھی لے آئیں ہے، اگر چہ ہم اس سمندر کی با تیں ہوں۔

یبی نہیں بلکہ اس نے یہ دعویٰ بھی کیا اور اس دعوے کی صدافت کے لئے یبی کافی ہے کہ قرآن تکیم کا پیدو دہ صدیوں سے برابر قائم ہے، اور نہ ماننے والوں کو سلسل چیننج دے رہا ہے کہ اگراسے کلام آلمی نہیں ماننے تو اس جیسازیادہ نہیں تھوڑ ابہت ہی کلام تم بھی بنالا وَ، قرآن کہتا ہے: قُلُ لَٰئِن اجْتَمَعَتِ اُلاِنُسُ وَ الْحِنُّ عَلَى اَنْ یَّاتُو اَ بِعِثْلِ هَلَااً

<sup>🖈</sup> ناظم اعلى و فاق المدارس العربية بإكسّان مبتهم جامعه خيرالمدارس، ملمّان

الْقُوُانِ لَایَاتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوُ كَانَ بَعُضُهُمُ لِبَعْضٍ ظَهِیُرًا ۞ (الاسراء:٨٨)

آپ کہدد بیجئے کہ اگرتمام انسان اور جن مل کربھی اس قرآن کی مانند لانا چاہیں تب بھی اس جیسا نہ لاسکیس گےخواہ وہ ایک دوسرے کے ( کتنے ہی) مددگار کیوں نہ ثابت ہوں۔

بلاشبقرآن مكيم كاريجى اعجازے كه ضخامت ميس مختصر بونے كے باوجوداس ميس بيان کردہ علوم وفنون کو آج تک شار میں محدود اور اعداد میں قیرنہیں کیا جاسکا۔قر آن حکیم ہے استنباط و انتخراج ،اس کی تدریس وتعلیم اوراس سے استفادے کے ساتھ ساتھ اس کے علوم وفنون پر بھی مسلمان اہل قلم نے ہردور میں خامہ فرسائی کی ہے،اوروہ اپنی تحقیق اور کاوش کے نتائج قارئین کے سامنے پیش کرتے رہے ہیں ،ای بنا پر علوم القرآن پر چھوٹی بڑی متعدد کتب عربی میں موجود ہیں ۔ خود اردو میں بھی اس حوالے سے متعدد کتب شائع ہو چکی ہیں، علامہ جلال الدین سیوطیؓ کی ''الانقان''اس حوالے سے سب سے زیادہ معروف اور متداول کتاب کہی جاسکتی ہے،جس کا اردو ترجمہ بھی عرصے سے قارئین کی تشکی بجھانے کا سامان کر رہاہے، کیکن الاتقان قدر سے خینم ہے اس لئے دری ضرورتوں کواس ہے پورا کرنامشکل نظر آتا ہے،ای بناپروفاق المدارس العربيه پاکستان نے حال ہی میں اپنے نصاب میں علوم قرآنی کی ضرورت واہمیت کا احساس کرتے ہوئے علامہ محمد على صابوني كي "التيان في علوم القرآن" كوشامل كيا ب-علامه صابوني رحمه الله ني مكمرمه ميس '' كلية الشرعية والدراسات الاسلاميهُ' ميں عرصه درا ذيك بحثيت استاذ تفسير و حديث خدمات انجام ویں علوم قرآن وحدیث میں آپ رحمہ الله کو وافر حصہ نصیب ہوا۔قرآن کریم کی ایک جامع تفییر''روائع البیان'' تالیف فرمائی جوعلمی حلقوں میں''تفییر صابونی'' کے نام ہے معروف ہے، تفسیر کے مقدمے میں انہوں نے لکھا ہے کہ میں نے اس کی تالیف میں کتب لغت وحدیث کے علاوہ پندرہ معتمد علیہ تفاسیر کا مطالعہ کیا ہے۔ آپ رحمہ اللہ کی دوسری تالیف' النبیان فی علوم القرآن' بھی اس یائے کی کتاب ہے جواختصار وجامعیت کاعمدہ نمونہ ہے۔

چونکہ بیہ کتاب دری ضرورتوں کو ندنظر رکھ کرتح رہے گئی ہے اس لئے اس مقصد کے لئے بہ کافی مفید ثابت ہوگی۔ان شاءاللہ

اب فاضل مترجم جناب مولا نامحدا براجیم فیضی صاحب نے اس کوار دو کے قالب میں ڈھال کراسا تذہ وطلبا کے لئے خصوصیت سے ایک سہولت پہنچائی ہے جس پروہ ہم سب کی جانب سے ہدیہ تیمریک کے مستحق ہیں۔

یے ترجمہ روال، شستہ اور سادہ ہے مگر مفہوم کوخوبی کے ساتھ منتقل کرنے میں کا میاب ہے۔ اس بنا پرامید ہے کہ بیکا وش نہ صرف اساتذہ وطلبا میں مقبول ہوگی بلکہ عام قارئین بھی اس سے بھر پوراستفادہ کریں گے۔ اللہ تعالی اسے مصنف، مترجم اور ناشر سب کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے اور اسے قبول عام عطافر مائے۔ آمین

محمد حنيف جالندهري

# عرض مترجم

الحمد لله رب العالمين و الصلوة والسلام على سيد الانبياء و المرسلين و على اله الطيبين و اصحابه المكرمين

ا بعد: تقریبا ساڑھے چودہ سوسال کا عرصہ بیت گیا جب جبل نور کے غارحرا کی تنہائیوں میں بعد از خدا بزرگ تر شخصیت علیہ الصلوۃ والسلام پر اولین وحی کا نزول ہوا، اور سورۃ العلق کی ابتدائی پانچ آیات جن میں پڑھنے پڑھانے، کیھنے کھانے اور تعلیم وتعلم کوعرو ن انسانیت کا مدار قرار دیا گیا، وحی کی صورت میں رحمت ربانی کا پیغام بن کرآئیں ۔وہ دن اور آئ کا دن است مسلمہ کے لا تعداد افراداس پیغام ربانی اور وحی البی کے رموز واسرار کی عقدہ کشائی میں مصروف ہیں۔

صدیوں پرصدیاں بیتی چلی جاتی ہیں مگر قرآن کریم کے متنوع علوم وفنون اوراس کے معارف ومعانی ہنوزروز اول کی طرح دعوت فکر دیے رہے ہیں،اور قرآن کا ہر طالب علم یہ اعلان کرنے پرمجبور ہے کہ ہے۔

> وفتر تمام گشت و به پایان رسید عمر ماهم چنان در اول وصف تو مانده ایم

اس سلسلے کی ایک کڑی استاذ محمد علی الصابونی کی کتاب التبیان فی علوم القرآن کا اردو ترجمہ حاضر ہے ،استاذ صابونی اہل علم کے درمیان جانی پہچانی شخصیت میں ،فکر رسا کے ما لک اور قرآنی علوم کے طلبہ کی ضرورتوں ہے بخو بی واقف میں ۔

ترجے میں کوشش کی گئی ہے کدان کے محسوسات کوآسان الفاظ میں بیان کیا جائے تا کداردو دان احباب کو دفت ندہو، نیز کتاب میں درج احادیث کی تخ تئے بھی کر دی گئی ہے تا کہ طلب کوآسانی رہے۔اس میں کہاں تک کامیابی ہوئی ہے اس کے لئے اہل علم حضرات کی آرا کا انتظار رہےگا۔

محمدا برابيم فيضى

# ۱۸ بسم اللّٰدالرحمٰن الرحيم

### مقدمه

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على المبعوث رحمة للعالمين وعلى الهو اصحابه والتابعين لهم باحسان الى يوم الدين

وبعد۔ یہ مکہ مکرمہ میں کلیۃ الشریعۃ والدراسات الاسلامیہ کے طلبہ کے لئے تح بر کردہ یاداشتیں ہیں، جن کو میں نے علم کے بیاسوں کے لئے فائدہ مندسجھتے ہوئے کتابی شکل دی ہے، تا کہ حصول علم میں ہمہ تن مصروف میرے عزیز طلبہ اس سے فائدہ اٹھائیں اور میری بیکا وش فروغ علم میں معاون ہو۔

اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہوں کہ وہ میری اس کاوش کوا خلاص ہے ہم کنارفر مائے اور بروز قیامت جمییں اس ہےنفع ہائے فر مائے۔جس دن مال اوراولا دنفع نہ دیں گےمگر جو ہارگا ورب العزت میں قلب ملیم لے کرآئے گا۔ (وہی مام ادبوگا)۔

وهو حسبنا و نعم الوكيل

محرعلى الصابوني استادكلية الشريعة والدراسات الاسلاميه مكه مكرمه رجب ۱۳۹۰ه

### فصيل اول

# علوم قرآن

تمهيد

علم تفسیر ہم ہے اس بات کا نقاضا کرتا ہے کہ ہم علوم قرآن سے متعلق ان تمام مباحث کو اختصار کے ساتھ مرتب و مدون کریں اور ان تمام کا وشوں سے واقفیت حاصل کریں جونز ول قرآن کے زمانے ہے آج تک جلیل القدر علاء اور ذی مرتبت اساتذ و کرام نے اس بزرگ و برتر کتاب کی خدمت کے سلسلے میں سرانجام دی ہیں، اور اپنی زندگیوں کو اس کتاب عزیز کی حفاظت کی را ہوں میں لٹایا ہے۔ یہ گرال ماین خز انداور میش بہامیراث جن کی حیات مستعار کی اولین نزجی ربی اور وہ اپنی اس میں منظل ہو گئے، لیکن ہمارے لئے ایک اور وہ اپنی اس میں منظل ہو گئے، لیکن ہمارے لئے ایک زبر دست علمی دولت و نزوت جیوڑ گئے کہ جس کے روال دواں چشمے بھی خشک نہ ہوں گے۔ روز و شب کی گردش جن کے آب دار جواہر کا بھی اختیام نہ پائے گی۔ تا ہم ان تمام ترکا وشوں اور شب کی گردش جن کے آب دار جواہر کا بھی اختیام نہ پائے گی۔ تا ہم ان تمام ترکا وشوں اور ضد یول کی میں چیم کے باوصف قرآن مجید بحرنا پیدا کرنار ہے، جب بھی کوئی صاحب علم اس میں خوطہ زن ہوگائی کے جواہر اور موتیوں سے اپنا وامن مالا مال یائے گا۔

نزول قرآن کے دور ہمایوں سے آئ تک نصحاء، بلغاء، حکماء اور شعراء قرآن کریم کی تعریف میں اپنے اپنے منفروا نداز میں رطب اللمان رہے ہیں، اس کے فضائل ومحاس میں زور قلم اور زور بیان صرف کرتے رہے ہیں لیکن قرآن کریم کے وصف میں رسول گرامی صلی الله علیہ وہلم نے جو کلمات ارشاد فرمائے ہیں، کسی اویب وشاعر اور فصیح و بلیغ کی وہاں تک رسائی نہیں۔ رسول الله علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں،

الله كى كتاب اس ميس تم يني پيلوں كى خبري ميں اورآنے والےوقت

کی پیشین گوئیاں ،اورتمہارے حال کے لئے مکمل رہنمانی بھی ، یہ فیصلہ کن کتاب ہے کوئی مذاق کی چیزئہیں، جو جابر ومغرورا ہے جیموڑے گا اللہ اس کو ملاک کروے گا اور جو اس ہے ہے کرکہیں اور رشد و مداہت تلاش کرے گا اللہ اسے تیج راستہ ہے مثانے ہے گا ، یہ کتاب اللہ کی مضبوط ری ۔ ہے، دانش مندانہ بند ونفنحت ہے اور یہی صراط منتقیم ہے۔ یہ وہ ( کتاب ) ہے جس کے سبب خواہشات کو غلط کاری ہے روکا حاسکتا ہے، ز ما نیں اس میں کسی طرح خلط ملط نہیں کرسکتیں ، علاءاس ہے سرنہیں ہوتے ، بار بار دہرانے ہے اس میں کہنگی نہیں آ سکتی ،اس کے عجائب (علوم ومعارف) تبھی ختم نہیں ہو سکتے ، یہ وہی قرآن ہے کہ جب جنات نے اے سناتو وہ یہ کیے بغیر ندرہ سکے کہ'' ہم نے قرآن سنا،عجیب چیز ہے جورشدو مدایت کی رہنمائی کرتا ہے' 'سوہم اس پرانیان لائے مہیں جواس کے مطابق کھے گاوہ ہے گئے جواس رغمل کرے گاا ہے اجریلے گا اور جو ایں سے فیصلہ کرے گاانصاف کا فیصلہ کرے گااور جولوگوں کوای کی طرف ملائے گاوہ سید ھے راستہ کی رہنمائی کرے گا۔(۱)

## علوم قرآن ميم مقصود

علوم قرآن کا مقصدان امور سے بحث کرنا ہے جن کا تعلق اس بمیشہ برقرار رہنے والی باعظمت کتاب سے ہے مثلاً نزول قرآن، جن ، تدوین، ترتیب، اسباب نزول، مکی اور مدنی آیات، ناسخ ومنسوخ کی بیچان، محکم، متشابہ وغیم بالیہ وہ بحث جس کا بالواسطہ بابلا واسط قرآن مجید سے تعلق ہے وہ علوم قرآن سے متعلق ہے۔ اس کی فرض و منایت اللہ مزوجل سے کلام کی رسول اللہ علیہ وسلم کے بیان و توضح کی روشی میں فہم ومعرفت، آیات کر بھہ کی تفییہ میں صفا بہ گرام اور تابعین سے منقول روایات، مضرین کے طریقۂ کار، ان کے متنوع اسالیب سے روشانی، نیز

مشاہیرمفسرین کا ذکر ،ان کے تفسیری خصائص ،شرا اُطا وغیرہ دیگر علمی باریکیوں کا تذکرہ ہے۔

## قرآن كى تعريف

الله کام مجز کلام جوخاتم الانبیاء والمرسلین صلی الله علیه وسلم پر جریل امین کے واسطے سے نازل کیا گیا۔ مصاحف میں لکھا گیااور (آپ صلی الله علیه وسلم سے ) تواتر أبهاری طرف منقول ہے۔ اس کی تلاوت عبادت ہے، اس کی ابتدا سورة الفاتحہ سے اور اختیام سورة الناس پر ہے۔

قرآن مجید کی پتعریف علاء اوراصولیوں کے ہاں متفق علیہ ہے۔اللہ تعالی نے قرآن مجید کوامت کے لئے دستورالعمل مخلوق کی ہدایت،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق کی علامت آپ کی نبوت ورسالت پرروشن دلیل اور قیامت تک اپنی قائم ودائم ججت کے طور پر نازل فر مایا ہے۔اس کی ہرآ یت اس پر گواہ ہے کہ بیر حکمت والے رب حمید کا نازل فرمودہ ہے، بلکہ بیہ مقدس کتاب ہمیشہ برقر ارر بنے والا مجرہ ہے جس کا چیلنے صدیوں کے سفر کے باوجود آج بھی باتی ہے اور تا ابد باقی رہ کا اگر کسی قوم اور امت میں دم خم ہے تو اس کی مثال لاکر دکھائے۔شوقی نے کیا خوب کہا ہے۔ انبیاء کرام مجردات لے کرآئے جو ان کے ساتھ رخصت ہوئے اور آپ ہمارے مارے کے ایک کتاب لائے جو جانے اور رخصت ہوئے والی نہیں۔ اس کی آیات طویل عرصہ گزرنے کے باوجود تر وتازہ ہیں۔ قد امت اور مست مونے والی نہیں۔ اس کی آیات طویل عرصہ گزرنے کے باوجود تر وتازہ ہیں۔ قد امت اور مست وعمد گلے سے مزین ہیں۔

## فضائل قرآن

قرآن مجید کے فضائل اورعلوم کے بارے میں بکثرت آٹار مروی ہیں، جن میں سے بعض کا تعلق تعلیم و تعلم سے، بعض کا قرات و ترتیل سے اور بعض کا حفظ اور دہرائے ہے ہے۔ اس طرح کتا بہ اللہ میں متعدد الیں آیات ہیں جن میں اہل ایمان کو نور وفکر کی دعوت دی گئی ہے، قرآنی احکام میں تطبق اور بوقت تلاوت قرآن کو کمل توجہ اور خاموثی سے ساعہ ن کرنے کا تلم دیا گیا ہے۔اس سلسلے میں بعض آیات کریمہ اوراحادیث شریفہ درج ذیل ہیں:

#### آیات کریمه:

ارشاور بانی ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يَتُلُونَ كِتَبَ اللَّهِ وَ آقَامُوا الصَّلْوَةَ وَ ٱنْفَقُوامِمَّا

رَزَقْنَهُمْ يِتَرًا وَعَلانِيةً يُرْجُونَ يَجَارَةً ثَنْ تَبُوْرَ ۞

پیٹک جولوگ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور چو گئے جو گئے ہیں اور جو گئے گئے گئے ہیں اور جو گئے ہیں اور جو گئے ہیں اور کا نیپر خرج کرتے ہیں، وہ الیمی تجارت کے امیدوار ہیں جس میں کبھی خسارہ نہ ہوگا۔ (۲)

وَإِذَا قِرْئَ الْقُرُانُ فَاسْقِعُوا لَهُ وَ انْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحُونَ ٥

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو کان لگا کرسنواور خاموش رہوتا کہتم پر رحم کیا جائے ۔ (۳)

أَفُلا يَتَنَا بُرُونَ الْقُرُانَ اَمْ عَلَى قُلُوبِ اَقَفَالُهُا @

کیا پاوگ قرآن میں غورنہیں کرتے یاان کے داوں پرتا لے پڑ گئے ہیں (۴)

#### أحاديث شريفه

رسول الله صلى الله عليه وسلم نے فر مايا:

ا۔ تم میں بہتروہ ہے جس نے قرآن سکھااور سکھایا۔ (۵)

۲۔ قرآن کا ماہر باعزت نیکو کار لکھنے والوں کے ساتھ ہے اور جوقر آن پڑھتا ہے اور وہ
 اس کے گئے دشوار ہوتا ہے (اس کی زبان انگتی ہے )اس کے لئے دہراا جرہے۔ (۲)
 سو۔ میری امت کے معزز ترین لوگ حاملین قرآن ہیں۔ (۷)

(۱) والم ۱۲۹۰ (۲) الماهوات ۱۰۰۰ (۱) هم المعاد (۱) والدي والديم الموادي الموادي والمدين الموادي والمدين الموادي الدول في دائل الله والمراجع المدين المواد والمراجع والمدين المواد والمراجع والمراجع والمدون المواد في المراجع و ۱۸۹۸ ما والمرافق في المراجع والمراجع والمراجع والمراجع والمراجع والمراجع والمراجع والمراجع والمراجع والمراجع و م ۔ قرآن بڑھو کیونکہ بیقیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کی شفاعت کرے گا۔ (۸)

۵۔ اس مؤمن کی مثال جوقر آن کی تلاوت کرتا ہے نارنگی کی طرح ہے جس کی خوشبو پاکیزہ
 اور مز وعمدہ ہوتا ہے۔ (۹)

۲ \_ قرآن الله كادسترخوان ب، الله كے دسترخوان سے جتنا سكھ سكتے ہو يكھو \_ (١٠)

علوم قرآن کا درس لینے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ قرآنی آ داب سے مؤ د ب اور قرآنی اخلاق ہے تخلق ومزین ہو،حصول علم کے بعد اس کا ملم نظر رضائے الٰہی کا حصول اور دار آخرت کی کا مرانی ہو، دنیاوی ساز وسامان کا حصول اس کے پیش نظر ندر ہے،قرآنی احکام پڑمل پیرار ہے تاکہ قیامت کے دن قرآن اس کے قشیں ججت ہو، حدیث شریف میں ہے:

قرآن تیرے حق میں یا تیرے خلاف جمت ہوگا۔ (۱۱)

فيخ الاسلام ابن تيميدر حمد الله في كها ب

جس نے قرآن نہیں پڑھااس نے قرآن کو چھوڑ دیا، جس نے قرآن پڑھا اور اس کے مفاہیم ومعانی میں غور وفکر نہیں کیا اس نے قرآن کو چھوڑ دیا، اور جس نے قرآن کو پڑھا، اس کے مفاہیم ومعانی میں تفکر و تد ہر کیالیکن اس پڑھل نہیں کیا اس نے بھی قرآن کو چھوڑ دیا۔ ہاللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی طرف اشارہ ہے:

وَ قَالَ الرَّسُولُ لِيُرَبِّ إِنَّ قَوْمِي الْتَعَنَّلُواْ هٰذَا الْقَدُّانَ مَهْجُورًا ۞ اوررسول كيم كارات مير عرب بيشك ميرى قوم ني تواس قرآن كو ميوز ركها تفار ۱۲)

## قرآن کریم کے اساء

قرآن کریم کے متعدد نام ہیں، یہ تمام نام قرآن کی رفعتِ شان علومر تبت اوراس کے علی الاطلاق کتِ ساویہ سے اشرف ہونے پر دلالت کرتے ہیں، قرآن، فرقان، تنزیل، ذکر، (۸) نظم خواس مدد، فرمند مراحت کرتے ہیں، قرآن، فرقان، تنزیل، ذکر، مدار کے اللہ میں مدد، فرمند مراحت کرتے ہیں، قرآن مدد کے اللہ میں مدد، فرمند کے اللہ میں مدد کرتے ہیں مدد کے اللہ میں مدد کے اللہ مدد کے اللہ مدد کے اللہ مدد کے اللہ میں مدد کے اللہ میں مدد کے اللہ مدد کے

کتاب وغیرہ۔ای طرح الله تبارک وتعالیٰ نے قر آن کریم کے متعدد اوصاف جلیله بیان فرمائے میں مثلاً نور، ہدایت، رحمت، شفاء، موعظت،عزیز، مبارک، بشیراور نذیر وغیرہ، بیاور دیگرتمام اوصاف قرآن کریم کی عظمت اور یا کیزگی کوظا ہرکرتے ہیں۔

وجدتشمييه

قرآن كريم كے لئے" قرآن" كانام بہتى آيات ميں آيا ہے مثلاً: قَيْمُ وَالْقُدُانِ الْمُعَدِّدِيْ

ق تسم ہے بزرگ والے قرآن کی۔ (۱۳)

اِنَ هٰذَا الْقُرُانَ يَهُونَى لِلَّتِي هِيَ اَقُومُ وَ يُبَيِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ اللَّهُ وَمِنِيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اللَّهُ مُؤَمِّرًا كَبَيْرًا فَ

بے شک بیقر آن ایبا راستہ بتاتا ہے جوسب سے سیدھا ہے اور ایمان والوں کو جو نیک کام کرتے ہیں خوشخری سنا تا ہے کہ بے شک ان کے لئے (اللہ کے بال) بہت بزااجرہے ۔ (۱۴)

> قر آن کا نام فرقان درج ذیل ارشا در بانی میں آیا ہے: تیک کو کوئن شرقیکا کروڈ فوٹیا کہ ہے کا ایست کے میں وسیموں

تَبْرُكُ الَّذِي نَزُّلُ الْفُرُقُ أَن عَلَى عَبْدِهِ لِيتَكُونَ لِلْعَلِمَيْنَ نَذِيرًا ﴿ اللَّهِ اللَّهُ اللَّ

نازل کی تا کہ وہ تمام جہانوں کوخبر دار کرنے والا بن جائے۔ (۱۵)

مندرجه ذيل آيات مِن قرآن مجيد كوتنزيل، ذكراور الكتاب فرمايا كياب: وَإِنَّهُ لَتَكُنُونِكُ دَبِّ الْعَلْمِينُ ۞ نَزَلَ بِهِ الْدُّوْمُ الْرُمِينُ۞

اور بیقر آن تو رب العالمین کا نازل کیا ہوا ہے،اس کوروح الا مین کے کر اثرابہ (۲۶)

رِتًا نَعْنُ نَزَلْنَا الذِّكُرُ وَإِنَّا لَهُ لَحْفِظُونَ ۞

بے شک ہم بی نے ذکر ( قرآن ) اتارا ہے اور بے شک ہم بی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ (۱۷)

ڂڂۧڂؙۉٲڰؚؾڮ ٵؙؽؙؠؽؙۑ۞ٞٷٞٲٵٛڗٛڷؽۮ؈ٚؽۜؽۊ۪۫ۺڗػۊ۪۞ڴؽٵ ؙ**مُن**ڒۣڔؽڹؘ۞

خم م متم ہاں واضح کتاب کی ، یقینا ہم نے اس کوایک بابر کت رات میں نازل کیاہے، بیشک ہم (عذاب سے ) ڈرانے والے میں۔(۱۸)

متعدد آیات میں قرآن مجید کے اوصاف (صفاتی اساء) وارد ہیں، بہت کم ایی سورتیں ہیں جن میں اس کتاب مقدس کے شاندار، تعجب خیز اوصاف کا ذکر نہیں ہے، جس کورب العزت نے دائی معجزہ کی صورت میں خاتم النہیں کا اللہ میں اللہ

اللَّكُونُ نُورًا خُسْنًا ﴿

ا ےلوگو! یقینا تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے دلیل آ چکی اور ہم نے تمہاری طرف واضح نور ( قر آن ) نازل کیا۔ (19)

وَنُنْزِلُ مِنَ الْقُرُانِ مَا هُوَشِفًا ۚ وَرَحْمَةٌ لِتَمُوُّمِنِيْنَ ۗ وَلا يَزِيْدُ الظِّيمِيْنَ

إلَّاخَسَادًا⊙

اور ہم قرآن میں ایس چیزیں نازل کرتے ہیں جوایمان والوں کے لئے شفااور رحمت ہیں اور ظالموں کوتواس سے نقصان ہی بڑھتا ہے۔ (۲۰) قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰ مَنُوْا هُلَّ بِي وَ شِيغًا ۚ ﴿ \*

آپ كهدد يجئ كديرة ايمان والول كے لئے مدايت اور شفا ہے۔ (٢١) يَالَهُا النّاسُ قَدُ جَاءَتُكُمُ مَّوْعِظَدٌ مِّنْ مَّنِ بَرِّبُكُمُ وَشِفَاءٌ يَسَافِي الصَّدُودِ فَو هُدًى وَرَحْمَهُ يُرْاَدُمُ وَمِنْ السَّدُودِ فَي السَّادُ وَاللّهِ اللّهِ اللّهِ اللّ ا الوگو! تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس ایک چیز آ چکی جو (برائی سے بیخ کے لئے ) نصیحت ہے اور دلول کے امراض کے لئے شفاءاور مومنوں کے لئے ہدایت ورحمت ہے۔(۲۲)

بعض علماء کے نز دیک لفظ قرآن لفظ قسو أحقى طرح قسو أكامصدر ہے،ان كى دليل بيآيت

کریمہ ہے:

إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْانَهُ أَمَّ فَإِذَا قَرَانَهُ فَاتَّبِعُ ثُوْانَهُ فَ

اس کو جمع کرنا اور اس کو (آپ کی زبان سے) پڑھوا نا ہمارے ذیہے ہے، پس جب ہم اسے پڑھ لیس تو آپ اس کوائی طرح پڑھا کریں۔ (۲۳) اس صورت میں لفظ قرآن مشتق ہوگا۔

بعض دیگرعلماء کے خیال میں بیاسم قسر اُ ہے مشتق نہیں بلکہ تو رات اور انجیل کی طرح اس کتاب مقدس کا اسم علم ہے، اہام شافعی رحمہ اللّٰہ کی یہی رائے ہے۔ (۲۴۳)

## نزول قرآن کی ابتدا

قرآن کریم کے نزول کی ابتداسترہ رمضان کو ہوئی اس وقت رسول النسطانیہ کی عمر مبارک چالیس برس تھی، بنی امی حضرت محمط فیلیہ غار حراء میں مصروف عبادت تھے کہ جریل امین قرآن حکیم کی آیات لے کرنازل ہوئے، انہول نے تین بارآپ کو اپنے سینے سے بھینچ کرآپ کو چھوڑ ااور ہر بارآپ سے پڑھنے کو کہا، رسول النسطانیہ نے ہر بارما اما بقادی (میں پڑھنانہیں جانتا ہوں) سے جواب دیا۔ تیسری بار جریل نے آپ سے کہا:

إِثْرَأُ بِالسَّمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنَ عَلَقِ ۚ إِثْرَا وَ رَبُّكَ الْآكُرُمُ۞ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ۞ عَلَمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمُ يَعْلَمُ۞

اس این رب کا نام لے کر پڑھے جس نے (سب کھ ) پیدا کیا، جس نے

و ۱۳ و در این ۱۸ و ۲۳ ( ۲۳ ) انتهای ایدار ۲۳ ) انتهای شد این در کیک در اکاره ما این القطالی و بادی القرادی

انسان کوخون کے لوقعڑے سے پیدا کیا، پڑھئے اور آپ کا رب بڑا کریم ہے، جس نے قلم سے تعلیم دی، جس نے انسان کو وہ سکھایا جسے وہ نہیں جانباً تھا۔ (۲۵)

میزول و کی اور زول قرآن کی ابتدائتی ۔ اس سے پہلے بعض ارہا صات (اشارات، دلائل) کا نزول ہوا جوزول و کی کے قرب اور رسول کریم اللہ کے کے لیے تحقق نبوت کی دلیل تھ، مثل سے خواب، رسول اللہ اللہ جو بھی خواب دیکھتے وہ بعیتہ اس طرح وقوع پذیر ہوتا تھا۔ اس طرح آپ خواب ، رسول اللہ اللہ تھے جو بھی خواب دی گئی، آپ غار حراء میں جاتے اور اس میں اپنے رب کی عبادت میں مطروف رہتے تھے۔

### صمیم بفاری کی زوایت

امام بخاری کی صحیح میں باب بدہ الموصی کے زیرعنوان قل کردہ دوایت اس جانب اشارہ کرتی ہے۔ امام بخاری اپنی سند سے ام المومنین حصرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ درسول اللہ مقالیہ پر وہی کی ابتداء نیند میں اجھے خوابوں سے ہوئی آپ جو بھی خواب در کھتے تھے وہ سپیدہ ہوئی کی طرح طائم ہوتا تھا پھر آپ کو تنہائی محبوب ہوگئی، آپ عارتراء میں تو شہ لے کر جاتے وہ اس کئی دا تیں عبادت میں گذارتے پھر (حصرت) خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس والیس تشریف لاتے اور تقریباً استے ہی دنوں کے لئے پھر تو شہ لے جاتے یہاں تک کہ آپ کے پاس حق آب اور آپ عارتراء میں تھے۔ آپ کے ہاس سی پڑھنے والا اور آپ عارتراء میں تھے۔ آپ کے پاس فرشتہ آیا اور اس نے کہا پڑھے۔ آپ نے کہا میں پڑھنے والا نہیں ہوں ، آپ فرماتے ہیں اس نے جھے پیر کر جھے میری پوری تو ت سے جھنچا پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھے۔ میں نے کہا میں پڑھنے والانہیں ہوں ، اس نے جھے تیسری ہار جھنچ کر چھوڑ اور کہا پڑھے۔ اس کے الگور کی حکمت تیسری ہار جھنچ کر جھوڑ اور کہا پڑھے۔ میں نے کہا میں پڑھنے والانہیں ہوں ، اس نے جھے تیسری ہار جھنچ کر جھوڑ ااور کہا پڑھنے ۔ اس کے الگور کی حکمت تیسری ہار جھنچ کر جھوڑ ااور کہا پڑھئے ۔ اس کے الگور کی حکمت تیسری ہار جھنچ کر جھوڑ اور کہا پڑھئے۔ میں نے کہا میں پڑھنے والانہیں ہوں ، اس نے جھے تیسری ہار جھنچ کر جھوڑ ااور کہا پڑھے۔ میں کے کہا تھی گور کی حکمت تیسری ہار جھنچ کر کھوڑ ااور کہا پڑھے ۔ میں کے کہا تھی گور کی کھوڑ الگور کی حکمت کیسری کیا گھر کھوڑ اور کہا گور کے کہا گور کی کہا گھر کی کھوڑ اگور کھر کے کھر کھر کھر کے کھوڑ الگور کھر کے کہا تھی کہا کہ کھر کے کھر کھر کھر کے کہا تھی کے کہا گھر کھر کے کہا تھی کہا کہ کہر کہا گھر کہا گھر کھر کے کہا تھی کے کہر کی کھر کے کہر کہر کے کہر

این رب کا نام لے کر پڑھئے جس نے (سب کھے) پیدا کیا، جس نے

انسان کوخون کے لوقھڑ ہے ہے پیدا کیا، پڑھئے اور آپ کا رب بڑا کریم ہے، جس نے قلم سے تعلیم دی، جس نے انسان کو وہ سکھایا جسے وہ نہیں جانبا تھا۔ (۲۲)

رسول السَّعَلِيْفَة والبِس آئے آپ کادل کانپ رہاتھا۔ (۲۷)

ماهِ رمضان مِيْن زول قرآن كَ بار عِيْن كَتَاب الله مِين فصصرت به ارتبادِر بانى ب: شَهَّرُ دُمَضَانَ الَّذِي أَنْ أُنْزُلَ فِيهِ الْقُرُّ الْنُهُلَّى يِلْنَا مِي وَبَيْنَاتٍ مِيْنَ الْهُدُلِى وَ الْفَدُّ قَانَ \*

> رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں لوگوں کی ہدایت کے لئے قرآ اُن نازل کیا گیااوراس ( قرآن ) میں کھلی نشانیاں پیں اور وہ چق و ہاطل میں ۔ فرق کرتا ہے۔(۲۸)

وحی لے کرآنے والا فرشتہ جریل علیہ السلام تھا، یہ بھی قرآن کی نص صریح سے ثابت ہے،ارشاور بانی ہے:

نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِينُ ﴿عَلَى قَلْبِلَكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنْذِدِنِينَ ﴿ الْمُنْذِدِنِينَ ﴿ الْمُنذِدِنِينَ ﴿ الْمُنذِدِنِينَ ﴿ الْمُنذِدِنِينَ ﴿ اللَّهُ اللّ

اس کوروح الامین لے کرآپ کے دل پراترا، تاکرآپ ڈرانے والوں میں ہے ہوجا کیں۔ (یقرآن) ساف عربی زبان میں ہے۔ (۲۹) قُلُ نَزَّلَهُ مُوْمَ الْقُدُس مِنْ مَرَیْكَ بِالْحَقَ لِیُتَبَتَ الْکَالِیْنَ اٰمَنُوا وَ هُدًی وَ بُسُنْری یِلْسُنْلِمِینَ ﴿ الْکَالِیْنَ اٰمَنُوا وَ هُدًی وَ بُسُنْری یِلْسُنْلِمِینَ ﴿ (اے نِی عَظِیلَةً) کہددیجے کراس کو قروح القدس نے آپ کے دب کی طرف ہے تن (عیانی) کے ساتھ تازل کیا ہے تاکہ جولوگ ایمان لا چکے

ہیں ان کو ثابت (قدم) رکھے اور فرماں برداروں کے حق میں ہدایت و خوشخبری ( ثابت ) ہو۔ (۳۰ )

روح الامین یا روح القدس سے بدا تفاق مفسرین جبریل علیہ السلام مراد ہیں، وہ وحی ربانی پراللہ کے امین ہیں وہ تمام انبیاء ومرسلین صلوت اللہ علیهم اجمعین پروحی لے کرنازل ہوئے ہیں۔

## اوّل وآخرنا زل ہونے والی آیات

صیح بخاری کی سابقہ روایت کے مطابق قرآن کریم کی سب سے پہلے نازل ہونے والی آیات سورۃ العلق کی ابتدائی آیات ہیں اورسب ہے آخر میں نازل ہونے والی آیت ہیہ:

> وَ اللَّهُ اللَّهِ اللّ مَا كَسَبَتْ وَهُمُ الرَّيْظُلَمُونَ ﴿

اوراس دن سے ڈرتے رہوجس میں تم اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے پھر ہر شخص کو وہ پورا پورا دیا جائے گا جواس نے کمایا تھاا در لان پرکسی قتم کاظلم نہ ۔۔۔ ہوگا۔ (۳۱)

راج اور جج وی ہے، جمر الامت معنرت عبداللد بن عباس رضی الله عنہا ہے اور بیگر علماء نے ای کوتر جج وی ہے، جمر الامت معنرت عبداللد بن عباس رضی الله عنها ہے بھی بہی منقول ہے، نسائی نے از عکر مداز ابن عباس رضی الله عنها روایت کیا ہے کہ قرآن کی سب سے آخر میں نازل ہونے والی آیت یہی وَ اللّٰهِ عَنُول یَوْمُ اللّٰهِ عَنُول فِیْدا لَحْ ہے۔ (۳۲) وَ اللّٰهُ عَنُولُ فِیْدا لَحْ ہے۔ (۳۲)

اس آیت کریمہ کے نزول کے بعدر سول اللہ اللہ فور اتیں بقید حیات رہے، اور تین رئے الاوّل بیرکی رات کو آپ نے انتقال فرمایا۔ ( ۳۳ )

بعض علماء کا میقول درست نہیں کہ نزول کے اعتبار سے قرآن کی آخری آیت سور ق المائدہ کی بیآیت ہے: ٱلْيَوْمَ ٱكْمَلْتُ لَكُمُرْ دِيْنِكُمْ وَ ٱتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِغْمَتِىٰ وَ · رَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنِنَا \*

آج میں نے تہارے لئے تہارادین کامل کر دیا اور تم پراپی نعت تمام کر دی اور میں نے تہارے لئے دین اسلام کو پیند کرلیا۔ (۳۴)

کونکہ یہ آیت کریمہ ججۃ الوداع میں نازل ہوئی ہے،اس وقت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ میں وقب رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ میں وقب نے۔اور آپ کی وفات سے صرف نورا تیں قبل سورۃ البقرۃ کی خدکور الصدر آیت نازل ہوئی،سونزول کے اعتبار سے آخری آیت سورۃ البقرہ کی خدکورہ بالا آیت المام ہے۔المائدہ کی خدکور الصدر آیت سانہیں، یہی رائے صح ہے۔

اس آیت کریمہ کے نزول کے ساتھ ہی وقی کا سلسلہ منقطع ہوگیا، بیآ سان سے زمین کا آخری اتصال تھا۔ نزول قرآن کے اختیام کے بعدرسول الله صلی الله علیہ وسلم امانت کی ادائیگی، تبلیغ رسالت اورلوگوں کی اللہ کے دین کی طرف رہنمائی فریا کررفیق اعلیٰ کی طرف منتقل ہو گئے۔

## نزول کے اعتبار ہے آیۃ المبائدہ کا متاخر ہونا

سورۃ المائدہ کی اس آیت کریمہ کے ججۃ الوداع میں نزول پرضیح ابخاری کی درج ذیل روا سے داالت کرتی ہے۔ ایک یہودی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اوراس نے کہا امیر المؤمنین! آپ کی کتاب میں ایک آیت ہے اگریدآ یت ہم یہود پر نازل ہوتی تو ہم اس کے نزول کے دن کوعید قرار دیتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا کون می آیت؟ کہا اللہ تبارک وتعالی کا ارشاداً کیو م آئے ملک اکٹم النے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بخدا میں اس مقام اور اس گھڑی کو جانبا ہول جہاں اور جس وقت یدآ یت کریمہ نازل ہوئی ، یدآ یت جعہ کے روزنماز عصر کے بعد میدان عرفات میں نازل ہوئی ہے۔ (۲۵)

یعنی یہ آیت ایسے دن میں نازل ہوئی ہے جواہل اسلام کی عظیم ترین عید کا دن ہے اور اس آیت کا نزول عید برعید ہے۔

#### اننتاه

علامہ سیوطی نے''الانقان فی علوم القرآن'' میں قرآن مجید میں اول اور آخر نازل ہونے والی آیات کے سلسلے میں بعض اعتراضات اوران کے مسکت جوابات تحریر کئے ہیں ، ان کا خلاصہ پیہ ہے:

### يطا اشكال

صحیحین میں حضرت جابرین عبداللہ رضی اللہ عنہات مروی ہان سے باعتبار نزول قرآن کریم کی اولین آیت کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: یَآیُنها المُمَدَّثِرُ (٣٦) آپ سے کہا گیا بلکہ بیآ یہ ہے: اِفْوَا بِایسْمِ دَبِک الّذِی حَلَق (٣٧) جابرض اللہ عنہ نے فرمایا: میں آم کو وہی بتا تا ہوں جو ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے، رسول الله علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں غار حراء میں گوش نشین کے بعد میں نیچ اتر ا، مینی وادی کے وسط میں بہنچاتو جھے ندا کی گئی، میں نے آئے بیچھے اور دائیں بائیں دیکھا۔ پھر میں نے آسان کی طرف نگاہ اٹھائی تو جھے جریل نظر آئے، مجھ پرکیکی طاری ہوگئی، میں خدیج کے پاس آیا اور نہیں عکم دیا کہ مجھ پرکیکی طاری ہوگئی، میں خدیج کے پاس آیا اور نہیں عکم دیا کہ مجھ پرکیکی طاری ہوگئی، میں خدیج کے پاس آیا اور نہیں عکم دیا کہ مجھ پرکیکی وادر ہونے، پردالت کرتی ہے۔ یہ میں دیکھ میں کہارکہ مورز الواس وقت اللہ نے بیآ یت کریمہ یا بھا المعد شرنازل کی۔ (۳۸) بی صدیمی میارکہ مورز الم الواس وقت اللہ نو بیان نازل ہونے، پردالت کرتی ہے۔ یہ میں میں میارکہ مورز الم الواس وقت اللہ نو بیان نازل ہونے، پردالت کرتی ہے۔ یہ میں میارکہ مورز المورز قالمہ شرکی ہوئی بیان کی طرف کورن کی میں میں ہوگئی میں کہا کہا کہا کہا کہا کہا کہ کورن کورا کی کورن کی میں کہا کہ کورن کیا کہا کہا کہ کورن کی دراس کی کھورن کی کہا کہ کورن کی کہا کہ کورن کی کہا کہ کورن کی کہا کہا کہ کورن کی کورن کی کہا کہ کھورن کی کھورن کے کھورن کی کھورن

علامہ سیوطی نے اس اعتراض کے جواب میں کہا ہے کہ اس صدیث کے متعدد جوابات دینے گئے ہیں۔ ایک جواب ہیں کہا ہے کہ اس صدیث کے متعدد جوابات و نئے گئے ہیں۔ ایک جواب ہیں ہی اسائل کا سوال پوری سورت کے نزول کے بارے میں تھا، اور حضرت جاہر رضی اللہ عنہ نے بیان کر ڈیا کہ سورۃ العلق کی سحیل سے قبل سورۃ العلق کی شروع کی صرف پانچ آیات اس سے قبل نازل ہوئیں۔ اس کی تائید صحیحین ہی میں مروی حضرت جاہر بن عبداللہ رضی اللہ عنہا کی اس صدیث سے ہوتی ہے کہ میں نے صول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فترت وتی کے بارے میں بیارشاد فریاتے سا ہے کہ اس اثنا میں کہ سور بار باتھا میں نے آسان سے آواز تنی میں بنے نگاہ اٹھا کر دیکھا اچا تک و ہی فرشتہ نظر آیا جو بخار

حراء میں میرے پاس آیا تھاوہ آ سمان اور زمین کے درمیان کری پر بیٹھا تھا، میں واپس بلیٹ آیا، میں نے کہا کہ مجھے کمبل اڑھاؤ،اس وقت الله تعالیٰ نے سورۃ المدثر کونازل فرمایا۔ (۳۹) رسول الله صلی الله علیہ وسلم کا بہارشاد کہ'' وہ فرشتہ جومیرے پاس غارِحراء میں آیا تھا''

رسول الله صلی الله علیه و سلم کابیارشاد که'' وه فرشته جومیرے پاس غار حراء میں آیا تھا'' اس کی دلیل ہے کہ بیوا قعہ غار حراء میں اِقُد اُ اِبالسُم دَ بِیّکَ الَّذِی حَلَق َ کے نزول کے بعد کا ہے۔ علامہ سیوطی نے چنداور جوابات بھی ذکر کئے ہیں، جن کے ذکر کی یہاں ضرورت نہیں۔

### دو سرا اشکال

سورۃ الْمَائدہ کی آیت الْمُیوْمَ اَکسَمَلُٹُ لَکُمْ دِیْنَکُم 'اسْبَات کی دلیل ہے کہ دین کامل اور ککمل ہوگیااب اس کے بعد دیگر آیات کا نزول اور ان کا باعتبار نزول آخری آیات ہو تا کیا معنیٰ رکھتا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں فرائض ، احکام ، حلال اور حرام ہے متعلق امت کی ضروریات کی تحمیل بیان فرمائی ہے کہ اب ان میں مزید ترمیم و تنیخ نہ ہوگی بلکہ تفصیلی احکام روز روشن اور ججت واضحہ کی طرح واضح ہو چکے۔ یہ چیز اس کے منافی نہیں کہ اس آیت کے بزول کے بعد بعض الیمی آیات کریمہ کا نزول ہوجن میں لوگوں کو عذاب اللمی ہے ڈرایا جائے ، اللہ کے حضور حاضری کے بارے میں خبر دار کیا جائے ۔ قیامت کا ہول ناک ون جس میں جائے ، اللہ کے حضور حاضری کے بارے میں خبر دار کیا جائے ۔ قیامت کا ہول ناک ون جس میں قلب سلیم کے علاوہ مال اور اولا دنفع نہ دیں گے گی تذکیر کی جائے ، علاء کی ایک جماعت نے اس کی تصریح کی ہے بہاں تک کہ بقول سڈی اس کے بعد حلال وحرام کے بارے میں کوئی آیت نازل نہیں ہوئی ۔ (۴۰۰)

## قال،شراب اورطعام کے بارے میں او لین آیات

قال کے متعلق متعدد آیات کا نزول ہوا،لیکن بیتمام آیات مدنی بین، کیونکہ مگہ سرمہ میں مسلمان کمزور تھے، ان کا جہاد اسلحہ کی بجائے زبان سے تھا، وہ ججرت کے بعد اعدات ویت ہے قال کے قابل ہوئے، مدینہ منورہ میں اُن کی تقویت کا سامان فراہم ہوا ان کی تعداد بڑھی، اسلامی سلطنت کی بنیاد پڑی توان کو قال کی اجازت ملی ،اوراس سلسلہ میں سب ہے پہلے سورۃ الج کی بیآیات کریمہ نازل ہوئیں:

أَذِنَ لِلْآذِيْنَ يُفْتَكُونَ بِالَهُمُ ظُلِمُوا ﴿ وَإِنَّ اللّهَ عَلَى نَصَرُهِمُ الْمُونَ لِلّذِيْنَ اللّهَ عَلَى نَصَرُهِمُ اللّهَ اللّهَ عَلَى نَصَرُهِمُ اللّهَ اللّهُ عَلَى نَصَرُهُمُ اللّهَ اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللّهُ اللّهُ اللّهُ عَلَى اللّهُ اللّهُ اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ عَلَى اللّهُ اللللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ ا

ان لوگوں کو جنگ کی اجازت دے دی گئی جن سے کا فرقبال کرتے ہیں کیوں کہ ان پرظلم کیا گیا اور بے شک اللہ ان کی مدد پر قادر ہے۔ بیدوہ لوگ ہیں جو ناحق اپنے گھروں سے نکال دیئے گئے مجھن ہے کہنے پر کہ ہمارا رب اللہ ہے اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے سے نہ ہٹا تا رہتا تو خانفا ہیں اور (عیسا ئیوں کے) گر جے اور (یہود کے) عبادت خانے اور وہ صجد یں جن میں اللہ کا نام کڑت سے لیا جاتا ہے، سب منہدم ہو چکے ہوتے ، اور پیشک اللہ بھی ای کی مدد کرے گا جو اللہ کی مدد کرے گا۔ بلا شبہ اللہ بڑی قوت والا (اور) بڑے غلے والا ہے۔ (اس)

ملاحظہ سیجے ان آیات کر بہہ میں قبال کی اجازت کی حکمت بیان فر مائی گئی ہے کہ اس کا سبب ظلم و زیادتی کا دفعیہ ہے۔مظلوموں کے دفاع اور ظالموں کوظلم و تعدی سے رو کئے اور باز رکھنے کے لئے اس کا اذن مرحمت فر مایا گیا ہے۔

۲۔ شراب کے بارے میں بھی متعدد آیات نازل ہوئیں سب سے پہلے سورۃ البقرہ میں اللہ تعالیٰ کا بیفر مان نازل ہوا:

يَسْتُكُونَكَ عَن الْخَنْرُ وَالْمَيْنِيرُ قُلُ فِيهِمَاۤ اِنْمُ كَبِيْرٌ وَمَنَافِحُ

### لِلنَّاسُ وَإِثْمُهُمَّا أَكْبُرُ مِنْ تَغْيِهِمَا

(اے پیغیر میلانی ) لوگ آپ سے شراب اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں۔ آپ کہدد ہیجئے کہان دونوں میں بڑا گناہ ہے اورلوگوں کے لئے پچھ فائد ہے بھی ہیں اوران کا گناہ ان کے فائدے سے بڑھ کرہے۔ (۲۲)

٣ ـ اشياۓ خوردونوش كِ متعلق سب سے پہلے سورة الانعام كى بيآ يت نازل ہو كى: قُلُ لَّاۤ آجِدُ فِي مَاۤ اُوْجِى إِنَّىَ مُحُرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ مِتَّطِعْمُكُ ۚ إِلَّاۤ اَنَ يَكُونَ مَيْنَتَةً اُوْ دَمَّا مَّسْفُوْتًا اَوْ لَحْمَ خِنْرُيْرٍ وَالْقَادُ رِجُسُ اَوْفِسْقًا اُهِلَ لِعَيْرِ اللهِ بِهِ فَمِن اضْطُرَّ غَيْرَ بَائِجَ وَ لَا عَاجٍ فَانَ مَرَبِّكَ خَفُورٌ وَحِيْدٌ ﴿

آپ کہدد ہے کہ جو کچھ میری طرف وجی کیا گیا ہے، میں اس (قرآن) میں کھانے کے لئے کوئی حرام چیز نہیں پاتا، سوائے اس کے کہ وہ مردار ہو یا بہتا ہوا خون ہو یا سور کا گوشت ہو، کیونکہ یہ بالکل ناپاک ہے یا ناجا کر ذبیحہ جس پراللہ کے سواکسی اور کا نام لیا جائے۔ پھر جو کوئی اضطرار (مجبوری) میں (ان ہے) کچھ کھالے بشر طیکہ وہ لذت کا طالب نہ ہواور نہ وہ حاجت سے زیادہ کھانے والا ہوتو آپ کارب معاف کرنے والا مہر بان ہے۔ (۲۳۳)

یبعض احکام شرعیہ کے مخصوص اوائل ہیں جن میں احکام قرآنی کا نزول ہوا ہے، ان کی معرفت ضروری ہے تا کہ انسان تشریع اسلامی کی ان دقیق حکمتوں سے واقف ہوجن میں لوگوں کی ضرور توں اور انسانیت کی فلاح و بہبود کا خیال رکھا گیا ہے، جن کا تعلق ان حکیما نہ اساسوں سے ہے جن کو اسلام نے معاشروں کی اجتاعی بیاریوں کا علاج قرار دیا ہے اور دورِ جا ہلیت کے ان عوارض کا دفعیہ بنایا ہے جوان کے رگ و یے میں رج بس گئے تھے۔ مزید تفصیل ان شاء اللہ آگے آئے گی۔

<sup>(</sup>۲۲) البقري: ۴۱۹، (۲۳) البانيء ١٥٥

## فحملهوم

# اسباب نزول

آیات کریمہ کی تغییم کے لئے اسباب نزول سے داقفیت نہایت ضروری ہے، یہی وجہ ہے کہ علاء کی کثیر نقداد نے اسباب نزول کی طرف اپنی توجہ مبذول کی ہے اور اس موضوع پر تصانیف کی صورت میں گراں قد رسر مایی فراہم کیا ہے، اس موضوع پر امام بخاری رحمہ اللہ کے شخ علی بن المد پنی کوشرف اولیت حاصل ہے، انہوں نے ہی سب سے پہلے اس منفر دموضوع پر کتاب کصی، تاہم اس فن میں سب سے مشہور کتاب واحدی کی ''اسباب النزول' ہے۔ شخ الاسلام علامہ ابن حجر نے اور بعد از ال علامہ سیوطی نے بھی ''لباب النزول فی اسباب النزول' کے نام سے نہایت وقع کتب تالیف کی ہیں علوم قر آن سے متعلق اس علم کی اہمیت اور ضرورت کے بیش نظر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ بعض آیات کا فہم اور ان میں موجود احکام کی معرفت اسباب نزول کی روشی کے بغیر ناممکن ہے، مثلاً ارشاد باری تعالی ہے۔

وَ يِلْهِ الْمُشْيِرِقُ وَالْمَغْيِرِبُ ۚ فَآيَكُمُا تُوَلُّوا فَتُمَّرَوَجُهُ اللهِ مِنْ اللهِ مِنْ الله واسِعُ عَلِيْمٌ ۞

اورمشرق ومغرب تو الله تعالیٰ ہی کا ہے۔ سوجس طرفتم منہ کروتو الله تعالیٰ کارخ بھی ادھر ہی ہے، بے شک الله تعالیٰ وسعت والاخبر دارے ۔ (1)

اس آیت کریمہ سے بظاہر بیمعلوم ہوتا ہے کہ نماز میں غیر قبلہ کی طرف متوجہ ہونا (منہ کرنا) جائز ہے حالانکہ بیفکر غلط ہے کیونکہ نماز میں استقبال قبلہ شرط ہے، اس کے بغیر نماز صحیح نہیں موتی ، اس آیت کے سبب نزول کی معرفت سے واضح ہوتا ہے کہ بیر آیت کریمہ ایسے مسافر کے حق میں ہے جو قبلے کی صحیح سمت نہیں جانتا تح کی اور کوشش کے بعد کسی خاص سمت کوست قبلہ سمجھ کرنماز اوا کرتا ہے، سووہ جس سمت کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرے گااس کی نماز صحح ہوگی اور نماز کی تکمیل کے بعد سیجے ست قبلہ معلوم ہونے کے باوجود نماز کا اعادہ نہیں کرے گا۔معلوم ہوا بیآیت عمومی تھم پر مشمل نہیں بلکداس کاتعلق صرف اس شخص سے ہے جس کوشیح سب قبلہ معلوم نہیں ہے۔

آیت کریمہ کی تفہیم کے لئے اسباب نزول کی معرفت کی اہمیت کی دوسری مثال بیہ ارشادِر ہانی ہے:

> كَيْسَ عَلَى الَّذِينَ أَفَنُوا وَعَمِلُوا الصَّلِحَاتِ حُنَاحٌ فِنْمَا طَعِمُواۤ آذَا مَا اتَّقَوْا وَ أَمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّلِحْتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَأَمَنُوا تُمَّ اتَّقَوْا وَ أَحْسَنُواْ وَاللَّهُ يُعِبُّ الْمُحْسِنَانَ ٥

> اور جولوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے تو جو کچھ وہ پہلے کھا چکے اس میں ان پر کچھ گناہ نہیں جبکہ وہ ( آئندہ ) پر ہیز گار ہو گئے اور ایمان لائے اور وہ نیک کام کرنے لگے۔ پھروہ ڈرتے رہےاورایمان پر ( قائم ) رہے۔ پھروہ پر ہیز گاراور نیک ہو گئے اوراللہ تعالیٰ نیکوں ہے محبت رکھتا ہے۔ (۲)

یہآیت کر بیمہ شراب سے متعلق ہے، اس آیت سے شراب نوش کی اباحت معلوم ہوتی ہے بعض جہلانے اس آیت کریمہ ہے استدلال کرتے ہوئے شراب کے میاح ہونے کا قول کیا ہے۔اگر بدلوگ اس آیت کریمہ کے سبب نزول سے داقف ہوتے تو قرآن پراییا بہتان نہ ہاند ھتے ۔م وی ہے جب شراب کی حرمت کے متعلق بدآیت کریمہ نازل ہوئی: بَأَيُّهُا الَّذِينَ إِمَنُوْآ إِنَّمَا الْخَبْرُوْ الْمَنْيِمُ وَالْآنْصَابُ وَالْآزْرُاهُمْ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطِينِ فَاجْتَنِبُوُهُ لَعَنَّكُمُ تُفْلِحُوْنَ ۞ اے ایمان والو! بے شک شراب اور جوا اور بت اوریا نسے محض گندے اور شیطانی کام میں ۔ پس تم ان سے بچتے رہوتا کہتم فلاح یاؤ۔ (۳)

تورسول الڈسلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ نے عرض کیا کہ ان لوگوں کا کیا ہوگا جواس تھم سے قبل شراب پینے تھے اور وہ را و خدا میں شہید ہوگئے؟ تب بیآیت کریمہ نازل ہوئی اوراس کی وضاحت فرمائی گئی کہ جس نے تحریم خمر کے تھم سے قبل اسے نوش کیا اللہ تعالیٰ نے اس کومعاف فرمادیا اس پرکوئی گناہ اور جواب دہی نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ قبل از اسلام یا قبل از حکم تحریم اعمال پرمواخذہ نہیں فرمائے گا۔

سبب نزول سے واقفیت آیت کریمہ کے مفہوم کو واضح کر رہی ہے اور شراب نوشی کی حرمت پرنص قطعی کا تھم باتی اور برقر ارر بتاہے۔

### اسباب نزول کی معرفت کے فوائد

بعض لوگوں کا خیال ہے اس فن کو بہت زیادہ اہمیت دینے اوراس موضوع پر زیادہ بحث مباحثہ کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ تاریخ اور قصص و واقعات میں بیٹلم چنداں مؤثر نہیں ہے، ان کی رائے میں کتاب اللہ کی تفسیر میں بیٹلم ضروری نہیں ہے ۔لیکن بیخیال فاسد بیرائے باطل اور بیقول مردود ہے، کتاب اللہ کا عالم اور مفسرین کے اقوال سے واقف ایسی غلط بات بھی نہیں کہ سکتا، یہاں ہم پہلے بعض علماء کی آرافقل کریں گے پھراسباب نزول کے فوائد پرایک نظر ڈالیں گے۔

واحدی کے بقول جب تک واقعے کے بارے میں آگا ہی اور نزول کا سبب معلوم نہ ہوآیت کی تغییر ناممکن ہے۔

ابن وقیق العید کے بقول قرآن کے معانی کی تفہیم کے لئے سببنزول کا بیان قوی راستہ ہے۔

ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ سبب نزول کی معرفت آیت کے مفہوم کو متعین کرتی ہے کیونکہ سبب کے علم سے مسبّب کاعلم ہوتا ہے۔

ان جلیل القدرعلاء کی آ راء ہے آپ علوم قرآن میں اسباب نزول کےعلم کی اہمیت کا انداز ولگا کیلتے ہیں۔

اسباب نزول کے فوائد کو مختصر طور پراس طرح بیان کیا جاسکتا ہے:

ا: محمی علم کے مشروع ہونے کی حکمت اور سبب کی معرف**ت مامل** ہوتی ہے۔

ب: سبب کے ساتھ حکم کی تخصیص (ان لوگوں کے لئے جوخصوص سبب کا عتبار کرتے ہیں)

ج: بظاہر حمر معلوم ہونے کے وہم کا دفعیہ۔

د: اس شخص کے نام کا تعین جس کے بارے میں آیت نازل ہوئی اورمہم کی تعین ۔وغیرہ

#### اسبابِنزول کی معرفت کے فوائد کی مثالیں

ا ۔ مروان بن الحکم براس آیت کریمہ کامفہوم مشکل ہو گیا:

لَا تَخْسَبَنَ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَا ٱلْتُوْا وَ يُحِبُّوُنَ آنُ يُخْمَدُوْا بِمَالَمْ يَفْعَلُواْ فَلاَ تَخْسَبَنَهُمُ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَلَابِ وَلَهُمُ عَذَاكُ اللّٰهُ هَاتُ الْ

(اے محمد عطائیہ ) آپ یہ نہ جھیں کہ جولوگ اپنے کئے پرخوش ہوتے ہیں اور جو کا م انہوں نے بین کیا اس پر وہ جائے ہیں کہ ان کی تعریف کی جائے (تو اللہ ان کوچھوڑ دے گا) آپ ہرگزیہ خیال نہ فرما ئیں کہ وہ عذاب ہے چھوٹ جائیں گے اوران کے لئے تو در دناک عذاب ہے۔ (م)

اس نے اپنے فادم کو حضرت ابن عباس رضی الله عنهما سے بید دریافت کرنے کو بھیجا کہ:
اگر ہر فرد کی اس پر گرفت ہوگی کہ وہ کسی عطا پرخوش ہوا اور ناکر دہ فعل پر اپنی تعریف چاہی تو پھر تو ہم
سب عذا ب میں گرفتار ہوں گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب میں فر مایا کہ بیر آیت
اہل کتاب یہود کے بارے میں نازل ہوئی ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کسی چیز کے متعلق
دریافت فر مایا تو انہوں نے اسے چھپایا اور دوسری بات بتا دی اور تاکثر بیددیا کہ انہوں نے آپ کو
مسئولہ بات کا جواب دیا ہے اور اس پرحمد کی ، تب بیر آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (۵)

۱ \_ حضرت عروو بن زبیر رضی الله عنهما پراس آیت کریمه کی تغلیم دشوار بهوگئی:

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَالِدِ اللَّهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ

<sup>(</sup>٣) آل عمران: ١٨٨. (۵) بخاري جه بش ١٩٢٥، رقم ٢٩٦٠ مسلم! جه بش ٢١٣٣، رقم ٢٧٧٨،

آواعْتَكَرَفَلَاجُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَوَّفَ بِهِمَامُ

بیشک صفا اور مروہ ، اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ پس جو شخص سیت اللّٰہ کا ج یا عمرہ کر ہے تو اس پران دونوں (پہاڑوں کے درمیان) طواف (سعی) کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔ (۲)

کیونکہ آیت کریمہ کا ظاہر صفا و مروہ کے درمیان سعی کے عدم و جوب کا اشارہ کررہا ہے، عروہ رضی اللہ عنہ نے اپنی خالہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ فرما تا ہے : فلا جناح علیہ ان یطوف بھما اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ صفا و مروہ کی سعی ترک کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ بھانچ! تو نے غلط کہا اگر اس کا وہی مفہوم ہوتا جو تو نے بیان کیا ہے تو اللہ تعالیٰ ارشا دفرما تا : فلا جناح علیہ الا یطوف اگر اس کا وہی مفہوم ہوتا جو تو نے بیان کیا ہے تو اللہ تعالیٰ ارشا دفرما تا : فلا جناح علیہ الا یطوف بھی ما چر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عروہ کو تا یا کہ دو رِجا بلیت میں لوگ صفا اور مروہ کے درمیان دو بتوں کے لئے سعی کرتے تھے ان میں اساف نامی بت صفا اور نا کلہ نامی بت مروہ پر تھا، جب لوگ اسلام میں داخل ہوگے تو بعض صحابہ نے دور جا بلیت کی عبادت کے التباس سے بیخنے کے لئے اس میں داخل ہوگے تو بعض صحابہ نے دور جا بلیت کی عبادت کے التباس سے بیخنے کے لئے اس میں حرج سمجھا، تب بیآ یت کریمہ نازل ہوئی جس نے ان سے گناہ اور حرج کے تصور کوختم کردیا اور بیت کے اللہ کے بجائے اللہ کے لئے اللہ عبور کوختم کردیا ور

حضرت عائشاً نے آیت کے سبب نزول سے ہی حضرت عروہ کے خیالات کی تر دید فر مائی۔ ۳۔ بعض ائمہ پراس آیت کریمہ میں شرط کے مفہوم پراشکال پیدا ہوا: تر دالاوں ترقیق میں موسوق نے دور و مساموم میں دویوں توجی کیا ہوئی

وَالَّكُ يَبِسُنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنُ نِسَآ إِلَكُهُ إِنِ ارْتَبَّتُمُ فَعِدَّ تَهُنَّ ثَافَةُ الثَّهُوٰ

اورتمہاری (مطلقہ )عورتوں میں سے جوحیف سے نامید ہو پھی ہیں اگر (ان کی عدت کے متعلق)تم کوشبہ ہوتوان کی عدت تین مہینے ہے۔(4)

اس سے ظاہر یہ نے بیکہا کہ آئیہ (بوڑھی خاتون، بڑھاپے کی وجہ سے جس کوچش نہ آتا ہو) پر عدت نہیں ہے کیونکہ اس میں شک ہی نہیں ہے، ان کے فہم کی یفلطی سبب نزول سے

<sup>(</sup>٢)البقره:١٥٨، (٧)الطلاق:٣

عدم واقفیت کا شاخسانہ ہے،اس لئے کہ آیت میں اس شخص سے خطاب ہے جوان کی عدت کے تھم سے ناواقف ہے،اوراس شک میں مبتلا ہے کہ ان پر عدت ہے پانہیں؟ابان ارتبتہ کا معنیٰ ہوگا کہ اگرتم کوان کی عدت کا تھم معلوم نہیں اور تم ان کی عدت کے بارے میں مشکل میں پڑ گئے ہوتو ان کے لئے بیتھم ہے۔

یہ آیت کریمہ بعض صحابہ کے اس قول کے بعد نازل ہوئی کہ قر آن مجید میں بعض عورتوں کی عدت کا ذکر نہیں ہے اور وہ کم س لڑکیاں اور آئسہ خوا تین ہیں، تب بیآیت کریمہ نازل ہوئی اور اس میں تمام خواتین کی عدت کا حکم بیان فر مایا گیا۔ واللہ اعلم۔

م۔ سبب نزول کے فوائد میں حصر کے وہم کا خاتمہ بھی شامل ہے، جبیبا کہ امام شافعی رحمہ اللہ سے اس آیت کریمہ کے متعلق مروی ہے:

> قُلُ لَآ آجِدُ فِي مَآ آوُجِي إِنَّى مُحَرِّمًا عَلَىٰ طَاعِمٍ تَيْفُعَمُكَ آلِآآنَ . تَكُوُنَ مَيْنَتَةً آوُدَمًا مَّسْفُوْجًا آوُلَخُمَ خِنْزِيْرِ فَإِنَّهُ رِجُسٌ آوْفِسُقًا آهِلَّ لِغَيْرِ الله بِهُ

آپ کہد دیجئے کہ جو پچھ میری طرف وقی کیا گیا ہے، میں اس (قرآن) میں کھانے والے کے لئے کوئی چیز حرام نہیں پاتا، سوائے اس کے کہ وہ مردار ہویا بہتا ہواخون ہویا سور کا گوشت ہو، کیونکہ یہ بالکل نا پاک ہے یا ناجائز ذبیحہ جس پراللہ کے سواکسی اور کانام لیاجائے۔(۸)

آپ نے فرمایا کہ کفار نے جب اللہ تعالیٰ کے حلال کردہ کوحرام اور اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ کو حلال قرار دیا اور وہ ضد، ہٹ دھرمی اور عداوت میں ڈوبے ہوئے تھے۔ توبیآ یت کریمہ، ان کی غرض فاسد کے توڑ کے لئے نازل ہوئی، گویا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ حلال ہے جس کوتم نے حرام کردیا ہے اور وہ حرام ہے جے تم نے حلال قرار دیا ہے، مقصوداس سے علاوہ کو حلال قرار دینانہیں بلکہ مقصود تحریم کا ثبات ہے، حلال قرار دینے کا اثبات نہیں۔

امام الحرمین کہتے ہیں بینہایت حسین توجیہ ہے اگرامام شافعیؓ اس مفہوم کی طرف سبقت

نه فر ماتے تو ہم امام مالک کے اس آیت کے تحت ذکر کر دہ محر مات کے حصر کی مخالفت کو جائز نہ سجھتے ۔

### آیت کریمہ کے مفہوم کی وضاحت

نہ کورالصدر آیت کریمہ کی روشی میں بطور وضاحت عرض ہے کہ بظاہر آیت کریمہ سے مرف نہ کورہ اشیاء کے علاوہ بھی صرف نہ کورہ اشیاء کی حرمت ہیں ثابت ہوتی ہے حالا نکہ ایسانہیں ہے، کیونکہ ان اشیاء کے علاوہ بھی دیگر حرام کردہ اشیاء ہیں ، آیت میں صورۃ حصر ہے معنا حصر نہیں ہے، اس میں مشرکوں کا رد ہے، جو اللّٰہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں کوحرام اور اللّٰہ کی حرام کردہ چیزوں کوحلال قرار دیتے تھے۔

۔ سبب نزول کے فوائدگی ایک مثال اس شخص کے نام کی معرفت ہے جس کے بارے میں
آیت کریمہ نازل ہوئی تا کہ التباس اور ابہام کا خاتمہ ہو، مروان کا خیال تھا کہ آیت کریمہ ا وَ الَّذِی قَالَ بُو الْلَایْهِ أُنِّ لَکُمُا آنَعِلٰ نِنِی آنَ اُخْرَجَ وَ قَلْ خَلَتِ
الْقُرُونُ مِن قَبْلِی وَ هُمَا يَسْتَغِيْنُ اللّٰهَ وَيُلَكَ اٰمِنَ آَنِ قَ مَلَ اللّٰهِ

حَقٌّ فَيَقُولُ مَا هٰذَآ إِلَّا ٱسَاطِيْرُ الْأَوَّلِيْنَ ۞

اورجس نے اپنے ماں باپ سے کہا کہ میں تم سے بیزار ہوں کیا تم مجھے یک کہتے رہوگے کہ میں (قبر سے زندہ کر کے ) نکالا جاؤں گا حالا نکہ مجھ سے
پہلے بہت کی امتیں گزر چکی ہیں، (کوئی بھی زندہ نہیں کیا گیا) اور وہ
دونوں (ماں باپ) اللہ سے فریاد کرتے ہیں اور (اپنے لڑکے سے کہتے
ہیں کہ) تجھ پر افسوس! تو ایمان لے آ بیٹک اللہ کا وعدہ سچا ہے، پھر وہ
(لاکا) کہتا ہے کہ بیتو محض اگے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔ (۹)

حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی الله عنهما کے بارے میں نازل ہوئی ہے، حضرت عا تشدرضی الله عنها نے اس کے اس زعم باطل کی تر دید کی اوراس آیت کا سبب نزول بیان فر مایا، پیچ البخاری میں بیدواقعہ اس طرح ندکور ہے کہ مروان مدینہ کا گورنرتھا، حضرت معاویہ رضی الله عنہ نے بیدکا خطاب بید یو خطاب میں مروان کو کلھا، مروان نے لوگوں کو جمع کر کے خطاب

<sup>(</sup>٩)الاحقاف: 4

کیااس نے بزید کا تذکرہ کیااوراس کی بیعت کی دعوت دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے امیر المؤمنین کو بزید کے بارے میں حسن رائے سے نواز ا ہے۔ اور بید کہ آپ بزید کو اپنا خلیفہ بنانا چاہتے ہیں جس طرح حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے اپنا اپنا خلیفہ مقرر کیا ،عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ نے فر مایا کہ بیتو قیصر کا طریق کا رہے۔ مروان نے کہا کہ بیا ابو بکر وعمر (رضی اللہ عنہما) کی سنت ہے، عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ نے جواب میں کہا کہ بیتے قیصر کا طریق کا رہے ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے بخد الب یک من اللہ عنہ نے بالکہ معاویہ مرف اپنے بیٹے کی عزت افزائی اور مرتبہ چاہتا ہے، مروان نے کہا کہ اس کو بکڑلو ، حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ (اپنی بہن ام المؤمنین) حضرت عاکشہ مروان نے کہا کہ اس کے گھر میں داخل ہو گئے اور لوگ آپ کو پکڑ نہ سکے۔ مروان نے کہا کہ اس کے بارے میں اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہو گئے اور لوگ آپ کو پکڑ نہ سکے۔ مروان نے کہا کہ اس کے بارے میں اللہ عنہا گے تھے بیت ناز ل فر مائی ہے۔

وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفِّ لَكُمُّا آتَعَلَىٰ نِنِي آنُ أُخْرَجَ وَقَلَ خَلَتِ الْقُرُونُ مِنْ قَبْلِيْ

اورجس نے اپنے مال باپ سے کہا کہ میں تم سے بیزار ہوں کیا تم مجھے یہی کہتے رہوگے کہ میں ( قبر سے زندہ کر کے ) نکالا جاؤں گا۔ حالانکہ مجھ سے پہلے بہت ی امتیں گزر چکی ہیں ( کوئی بھی زندہ نہیں کیا گیا)۔ (۱۰)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہانے پردے کے پیچھے سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری براکت کے سواء قرآن میں ہمارے بارے میں کچھ نازل نہیں فرمایا، اگر میں چاہوں تو اس کا نام بتادوں جس کے بارے میں بیآیت نازل ہوئی ہے''۔(۱۱)

### سبب نزول کی تعریف

مجھی کوئی واقعہ یا حادثہ وقوع پذیر ہوتا ہے جس کے بارے میں ایک آیت یا متعدد آیات نازل ہوتی ہیں اس کوسب نزول کہا جاتا ہے ، بھی کسی شرعی حکم کی تفہیم اور معرفت کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا، یا آپ ہے کسی دینی امرکے بارے میں دریافت کیا گیا اور

<sup>(</sup>١٠) الإحقاف: ١٤/ (١١) بخاري بن ٥ بس ١٨٢٤ رقم ٥٥٥٠

جواب میں بعض آیات کریمہ کا نزول ہوا۔اس کوسب نزول کہا جاتا ہے۔

حادثے کی مثال صحیح البخاری میں مروی حضرت جبّاب بن الاَ رت رضی اللّه عنہ کی بیہ روایت ہے کہ میں لو ہارتھا میراعاص بن وائل پرقرض تھا، میں اس سے اپنے قرض کا تقاضا کرنے کیا تو اس نے جمعے کہا کہ میں کجھے تیرا قرض والیس نہیں کروں گا یہاں تک کہ تو محمد (صلی الله علیہ وسلم) سے تفرکر ہے اور لات وعزیٰ کی پرستش کرے، میں نے کہا کہ میں تفرنہیں کروں گا یہاں تک کہ الله تعالیٰ تجھے مار نے کے بعد زندہ کرد ہے (یعنی بھی بھی کفرنہیں کرون گا)۔ عاص نے کہا کہ اگر مرنے کے بعد مجھے زندہ ہونا ہے تو چھراس دن تک مہلت دے، پھراس دن مجھے مال اوراولاد دیے جا کیں گارتب اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرما کیں (۱۲)

آفر عیت الّذی گفتر باینینا و قال لا و تین مالا قو و لگاف افتیت الله می گفتر باینینا و قال لا و تین مالا قو و لگاف الم اطلع العید آمرا تین و نمین العکن التر مین عقد الله مین العکن التر مین العکن التر مین العکن الب میل آف و نیز ته فای فول و یا تین افر دی المعلام نے الله سے لو کہ الله میں المواولا ول کر رہ کا ۔ کیا وہ غیب پر مطلع ہوگیا یا اس نے اللہ سے کوئی عہد لے رکھا ہے۔ ہر گر نہیں، جو کچھ وہ کہنا ہے ہم اسے لکھتے جاتے ہیں اور اس کے لئے عذا ب بر هاتے جاتے ہیں اور جو کچھ وہ کہنا ہے ہم اس کے وارث ہوجا کی گے اور وہ ہمارے یاس تنہا آئے گا۔ (۱۳)

سوال کی مثال حضرت معاذین جبل رضی الله عند کی میر حدیث ہے کہ انہوں نے کہا کہ یا رسول الله! یہودہم سے بکٹرت چاند کے بارے میں سوال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہلال باریک نظر آتا ہے پھر چاند سلسل بڑھتار ہتا ہے اور گول (بدر) نظر آتا ہے پھر کم ہونے لگتا ہے اور یہاں تک کہ پھر پہلے کی طرح باریک ہوجا تا ہے، ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اس پراللہ تعالیٰ نے بی آیت نازل فرمائی:

پیسٹے کو ویک تھے تین الآھے کتا ہے مواقع کے مواقع ٹیٹ کے للٹنایس کو اٹے ہے ہے۔

(اے نی اللہ کا ایک آپ سے نئے جاند کے نکلنے کے بارے میں

<sup>(</sup>۱۲) بخاری/ ج۲ بس ۲ ۲ یه رقم ۱۹۸۵ مسلم ج۲ بس ۲۱۵ در قم ۹۵ یاد. (۱۳) مریم کاری ۸۰ یا ۲

پوچھتے ہیں، آپ کہہ و بیجئے کہ بیلوگوں کے لئے اور آجج کے لئے اوقات بتانے کا آلہ ہے۔(۱۴)

### سببِ نزول کی معرفت کا طریقه

گذشتہ سطور سے بیر حقیقت واضح ہوگئی کہ اسباب نزول کارائے اور خیال سے ادراک ناممکن ہے، بلکہ ایسے افراد سے حجے روایت اور ساع ضروری ہے جونزول آیت کے وقت موجود تھے یا وہ ان اسباب سے واقف تھے جو آیت کے نزول کا باعث بنے، اور انہوں نے صحابہ کرام اور تابعین وغیرہ سے اس بارے میں تحقیق کی جن سے ثقہ علاء نے حصول علم کی سعادت عاصل کی تابعین وغیرہ سے اس بارے میں تحقیق کی جن سے ثقہ علاء نے حصول علم کی سعادت عاصل کی ہے۔ ابن سیرین کہتے ہیں میں نے عبیدہ سے قرآن کریم کی کسی آیت کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فر مایا کہ '' اللہ سے ڈرواور حق و بچ کہو، وہ لوگ (اس دنیا سے) چلے گئے جو اس بات کو جانے تھے کر آن کریم کس کے بارے میں نازل ہواہے''۔

سبب نزول کی معرفت میں نقل صحیح پراعقاد کیا جائے گا، جب راوی لفظ سبب سے تصریح کردیے تو وہ نص صریح ہوگی مثلاً راوی کہے کہ اس آیت کا سبب نزول اس اس طرح ہے۔

ای طرح جب راوی فائے تعقیب کے ساتھ نازل شدہ آیت کا ذکر کرے مثلاً یوں کھے کہ ایسا واقعہ ہوایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس چیز کے متعلق دریافت کیا گیا تو بیرآیت نازل ہوئی (فنزلت) یہ جملہ بھی سبب نزول کے بارے میں نص صریح ہوگا۔

بعض اوقات خود جملہ ہی سبب نزول کے لئے بطورنص ہوتا ہے، مثلاً ان کا یہ کہنا کہ یہ آیت فلاں چیز کے بارے میں نازل ہوئی۔اس سے سبب نزول ہی مراد ہوتا ہے، کبھی اس سے وہ احکام مراد ہوتے ہیں جوآیت کریمہ کے شمن میں موجود ہوتے ہیں مثلاً اس آیت سے بیمراد ہے۔ علامہ ذرکشی نے البرھان میں کہا ہے کہ صحابہ کرام اور تابعین کی بیعادت معروفہ ہے جب وہ یہ کہیں کہ بیآیت فلاں چیز کے بارے میں نازل ہوئی۔اس سے وہ تھم مراد ہوتا ہے جس کی آیت کریمہ منضمن ہے،اس سے سبب نزول مراذ نہیں ہوتا۔ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ ان کا یہ قول کہ بیآیت فلاں

معاملہ میں نازل ہوئی بھی اس سے سبب نزول مراد ہوتا ہے اور بھی اس کا بیہ مطلب ہوتا ہے کہ اگر چہ بیسبب نزول نہیں ہے تاہم بیا مربھی اس آیت میں داخل ہے۔

#### سبب نزول كاتعدد

مفسرین ایک آیت کے عموماً متعدد اسباب نزول ذکر کرتے ہیں، اس صورت میں ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم مفسرین کے ذکر کر دواقوال میں غور دخوض کریں، جس کاماحسل میہ ہے:

السر ہرراوی میہ کہتا ہے میہ آیت اس بارے میں نازل ہوئی ہے اور دونوں کا قول ایک دوسرے سے مختلف ہے تو اس کا اختال ہے کہ دونوں نے استنباط حکم مراد لیا ہے اور آیت کے مفہوم کی تفییر کی ہے۔ اس صورت میں ان کے اقوال میں منافات نہیں ہے۔

ایکونکہ اس سے سبب نزول مراذمیں ہے۔

وونوں راوی این این این این این این این این اس مورت میں اس راوی کے قول پر اعتاد کیا جائے گا جو صراحنا سب نزول بیان کر رہا ہے، اس کی مثال سیح ابنخاری کی بیروایت ہے: حضرت ابن عمرضی الله عنهما بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت کر یمہ نیس آؤ محملم حَورُتُ لَکُمُ (۱۵) عورتوں سے پس پشت دخول کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اور سیح مسلم میں حضرت جابرضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہود کہتے تھے کہ جو شخص عورتوں کی پشت سے قبل میں جماع کرے گا اس کی اولاد جسینگی ہوگی، تو اللہ تعالیٰ نے بیآیت نازل فرمائی۔ (۱۲)

یہاں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت معتمد علیہ ہے کیونکہ بیسبب نزول کے بارے میں نص ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہا کا قول نص نہیں، سوممکن ہے ان کا قول اس آیت کے حکم کا اشغیاط اور تفسیر ہو۔

سے دونوں راوی صراحناایک دوسرے سے مختلف سبب نزول بیان کررہے ہیں،ایی حالت میں صحیح قول کوضعیف پرتر جیح ہوگی اور صحیح پراعتاد کیا جائے گا۔اس کی مثال صحیحین کی سے

حدیث ہے۔ جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیار ہو گے اور آپ نے
ایک یا دورا تیں قیام لیل نہیں کیا تو ایک عورت نے آکر کہا کہ اے تحد! میرا خیال ہے
تیرے شیطان نے مجھے چھوڑ دیا ہے، اس پراللہ تعالی نے بیآیات نازل فرما کیں: (۱۷)
وَ الصَّابِ فِي قُ وَالْيُكِلِ إِذَا سَجِی ﴿ مَا وَدَّعَكَ دَبُكَ وَمَا قَلَىٰ ﴿

اور تتم ہےروش دن کی ،اوررات کی جب وہ چھاجائے ، (اےرسول) نہ تو آپ کےرب نے آپ کوچھوڑ ااور نہ وہ ناراض ہوا۔ (۱۸)

اورطبرانی نے روایت کیا ہے کہ کتے کا پلا (کتے کا چھوٹا بچہ) نبی سلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں داخل ہوااور چار پائی کے نیچ گھس کر مرگیا، نبی سلی اللہ علیہ وسلم پر چاردن تک وحی کا نزول نہیں ہواتو آپ نے فرمایا کہا ہے خولہ! رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے گھر میں کیا حادثہ ہوا ہے کہ میرے پاس جبر بل نہیں آرہے؟ (خولہ کہتی میں) میں نے اپنے دل میں سوچا میں گھر کی جھاڑ کو گھائی تو کتے کا پلا نکلا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس حالت بو نجھ کر دوں میں نے چار پائی کے نیچ جھاڑ ولگائی تو کتے کا پلا نکلا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس حالت میں تشریف لائے کہ آپ کی ریش مباہر کے تھر تھرار ہی تھی، نزول وحی کے وقت آپ پر یہی کیفیت میں روتی تھی، اور اللہ تعالیٰ نے بہ آبات نازل فرمائیں:

وَالضُّحٰى ۚ وَالْيَلِ إِذَا سَلَمَى ۞ مَاوَدٌّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى ۞ وَلَلَّاخِرَةُ خَيْرٌلَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ ۞ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى۞

اور شم ہےروش دن کی ،اوررات کی جب وہ چھاجائے، (اےرسول) نہ تو آپ کے رب نے آپ کو چھوڑ ااور نہ وہ ناراض ہوا،اور آخرت آپ کے لئے و نیا ہے کہیں بہتر ہے،اور عن قریب آپ کا رب آپ کو (اتنا) دے گا کہ آپ خوش ہوجائیں گے۔(19)

اس کا آیت کریمہ کا سبب نزول ہونا غریب ہے،اوراس روایت کے اساد میں غیر معروف راوی ہے۔معتمد علیہ روایت صحیحین کی ہے۔ (۲۰)

ہ۔ سبب نزول کے بارے میں دونوں روایات ازروئے اسنادصحت میں کیساں ہوں، اس صورت میں ہم بعض ترجیحات محصے پیش نظرا کیک روایت کوتر جیج دیں گے مثلاً ایک راوی وقوعہ کے وقت اپناموجو دہونا بیان کرتا ہے وغیرہ۔

اس کی مثال می جا بخاری میں مروی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیصدیث ہے کہ مین مدینہ طیبہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ کھبور کی شاخ کی لاٹھی پر فیک لگائے ہوئے تھے، آپ کا یبود یوں کے بعض افراذ پر گزرہوا، ان میں ہے بعض نے کہا کہ اگرتم ان سے سوال کرو، تو انہوں نے کہا کہ آپ ہمیں روح کے بارے میں بتا ہے، آپ گھڑی بھرکو کھڑے ہوئے اور اپناسر انہوں نے کہا کہ آپ ہمیں روح کے بارے میں بتا ہے، آپ گھڑی ہوکو کھڑے ہوئے اور اپناسر انتمایا، میں نے نزول وی کی کیفیت کو پہچان لیا، جب وی کا سلسلہ منقطع ہواتو آپ نے فر مایا: (۲۱) قیل الدو ہے مین آمیر سی تی و می آ اور تیک تھے مین المعلقہ الآلاق

آپ کہدد بیجئے کدروح میرے رب کے حکم سے ہے اور (اس کے بارے میں ) تمہیں بہت تھوڑ اعلم دیا گیا ہے۔(۲۲)

تر ندی نے جو اردیتے ہوئے ابن عباس رضی الله عنہا سے بیرصد بیث روایت کی ہے کہ قرار دیتے ہوئے ابن عباس رضی الله عنہا سے بیرصد بیث روایت کی ہے کہ قرایش نے یہود سے کہا کہ ہمیں کچھ سوال بتا ؤجن کے متعلق ہم آپ سے دریا فت کریں، انہوں نے کہا کہ ان سے روح کے بارے میں پوچھو، تو الله تعالی نے بیآ بیت کریمہ مازل فرمائی: وَیَسْمُلُو نَکَ عَنِ اللّٰووُ حِ (۲۲۳) اس روایت کا مقتضی بیہ کہ فدکور العدر آبت کریمہ مکر مدیس نازل ہوئی ہے جبکہ حضرت ابن مسعود رضی الله عنہ کی حدیث سے اس آبیت کا مدینہ منورہ میں نزول غابت ہوتا ہے، اس صورت میں حضرت ابن مسعود رضی الله عنہ کی روایت رائے ہوگی کیونکہ حضرت ابن مسعود رضی الله عنہ کی روایت کود گیرائمہ کی روایت پر ترجیح حاصل ہے۔ عنداس واقعہ میں خود حاضر تھے۔ نیز تیجی البخاری کی روایت کود گیرائمہ کی روایت پر ترجیح حاصل ہے۔ دونوں روایتیں تیجی الا الناد ہوں ، اوران کی درمیانی مدت قریب قریب ہو۔ اس صورت

میں ایک آیت یا متعدد آیات کا نزول دونوں اسباب کی بنیاد پر ہوگا ، اور ہم دونوں روایات میں جمع اور تطبیق کریں گے۔

اس کی مثال سیح ابخاری میں ابن عباس رضی الله عنها کی روایت ہے کہ ہلال بن املیہ رضی الله عنہ نے نبی صلی الله علیہ وسلم کے پاس شریک بن سمحاء کواپنی بیوی ہے متہم کیا، نبی صلی الله علیہ وسلم نے فر مایا کہ گواہ لاؤیا پھرتمہاری پشت پر حد لگے گی ، ہلال رضی الله عنہ نے عرض کیا کہ یارسول الله! جب ہم میں ہے کوئی اپنی بیوی کے پاس کسی مرد کود کیھے تو وہ گواہ تلاش کرنے جائے ، نبی صلی الله علیہ وسلم فر مانے لگے کہ گواہ لاؤیا پھرتمہاری پشت پر حد لگے گی ۔ انہوں نے کہا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کوئی کے ساتھ مبعوث فر مایا ہے میں یقینا سچا ہوں ، اللہ تعالی ایسا تھم نازل فرما ہے گا جو میری پیٹے کو حد سے بچائے گا، تب جبریل نازل ہوئے اوریہ آیات اتریں (۲۲)

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ آزُواجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمُ شُهُدَآءُ إِلَا آنَفُهُمُ فَضَاءَهُ إِلَا آنَفُهُمُ فَضَاءَةُ وَكَا آنَفُهُمُ فَضَاءَةُ اللَّهِ الصَّدِوقِينَ ۞ وَالْمَالِمِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَذِيدِينَ ۞ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعَنْهَ اللهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَذِيدِينَ ۞ وَيَدُرُونُ عَنْهَا الْعَذَابِ أَنْ تَشْهُدُ آزُبَعَ شَهْلُ مِ يَاللهِ ﴿إِنَّهُ اللهِ عَلَيْهُ إِنْ كَانَ مِنَ اللهِ إِللهِ ﴿إِنَّهُ اللهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ اللهِ عَلَيْهِ اللهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ اللهِ عَلَيْهِ اللهِ عَلَيْهُ إِلَيْهِ اللهِ عَلَيْهُ إِلَيْهِ اللهِ عَلَيْهِ اللهِ عَلَيْهِ اللهُ اللهُ عَلَيْهُ اللهُ عَلَيْهُ إِلَيْهُ اللهُ عَلَيْهُ إِلَيْهُ اللهُ عَلَيْهُ إِلَيْهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ عَلَيْهُ إِلَيْهِ اللهُ اللهُ اللهُ اللّهُ اللهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللهُ اللّهُ اللّهُ اللهُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ الللّ

الطهد قين ٠

اور جولوگ اپن ہیو یوں پرتہت لگاتے ہیں اور ان کے پاس خوداپی ذات کے سواکوئی گواہ نہ ہوتو ایسے خص کی گواہ کی کے صورت سے ہے کہ وہ چار باراللہ کی قسم کھا کر کہے کہ بے شک وہ سچا ہے اور پانچویں بارہ وہ سے کہے کہ اس پراللہ کی لعنت ہوا گروہ جھوٹا ہو، اور عورت ہے (زناکی) سزااس طرح ٹل سکتی ہے کہ وہ بھی چار باراللہ کی قسم کھا کر کہے کہ بے شک سے مرد جھوٹا ہے اور پانچویں بار کے کہ بے شک سے مرد جھوٹا ہے اور پانچویں بار کہے کہ بے شک سے مرد جھوٹا ہے اور پانچویں بار کے کہ بے شک ہے کہ اس رہمی ) پراللہ کا خضب ہوا گروہ سچا ہے۔ (۲۵)

اور بخاری ومسلم نے حضرت سہل بن سعدرضی اللہ عند سے روایت کیا ہے کہ عویمر بن

<sup>(</sup> ١٣٢) بخاري رقم ناه ١٣٧ ( ٢٥) النور: ٩،١٩

نصر رضی اللہ عنہ نے عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ ہے آگر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے سوال کرو، ایک آ دمی اپنی بیوی کے پاس کی شخص کو دیکھتا ہے کیا وہ اس کو قل کر کے (قصاص میں) خود قل کر دیا جائے یا کیا کرے عاصم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا آپ نے سائل کے سوال کواچھا نہ سمجھا، عاصم رضی اللہ عنہ نے ویم رضی اللہ عنہ کوخر دی تو اس نے کہا کہ بخدا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر ضرور سوال کروں گا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیری بیوی کے بارے میں قرآن نازل فرمایا ہے پھرآپ عیوں تھیا ہے لیہ آپات تلاوت کیس وَ الَّذِیْنَ یَوْمُونَ اللّٰہ میں میں قرآن نازل فرمایا ہے پھرآپ عیوں کے بارے

ان روایات میں جمع اور تطبق اس طرح ہے کہ پہلے بید حادثہ ہلال رضی اللہ عنہ کو اور بعد از ان عویمرضی اللہ عنہ کو پیش میں جمع اور تطبیق اس طرح ہے کہ پہلے بید حادثہ ہلال رضی اللہ عنہ کو پیش آیا ۔ از ان عویمرضی اللہ عنہ کو پیش آیا ۔ یا زل ہو کیس ۔ علامہ ابن حجر کہتے ہیں کسی آیت کے متعدد اسباب نزول میں کوئی ممانعت نہیں ہے۔
۲۔ اگر سبب نزول کے متعلق روایات صححہ میں جمع ناممکن ہوتو پھر اس کو تعدد اور تکرار نزول میں کرمحول کیا جائے گا جب کہ درمیانی مدت نزول بہت زیادہ ہو۔
پرمحمول کیا جائے گا جب کہ درمیانی مدت نزول بہت زیادہ ہو۔

<sup>(</sup>۲۱) تفارق في المعالية المعالمة المعالمة المعالمة المعالمة المعالمة المعالمة المعالمة المعالمة المعالمة المعالمة

نی اورمومنوں کوزیب نہیں کہ مشر کوں کے لئے بخشش طلب کریں اگر چہوہ ان کے قرابت دار ہی ہوں جب کہان پر ظاہر ہو چکا ہو کہ بیالوگ دوز خی ہیں۔(۲۷)

اورتر ندی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے ایک شخص سے سنا وہ ایپ مشرک والدین کے ایپ مشرک والدین کے لئے مغفرت کی دعا کرر ہا تھا، میں نے کہا کہتم اپنے مشرک والدین کے لیے استغفار کررہے ہو؟ اس نے کہا ابرائیم (علیہ السلام) نے بھی اپنے مشرک والد کے لیے مغفرت کی دعا کی ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو یہ آیت مَا کَانَ لِلنَّبِی وَالَّذِینَ المَّنُو اللَّٰ اللهُ عالمہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو یہ آیت مَا کَانَ لِلنَّبِی وَالَّذِینَ المَّنُو آ الْحَیٰ نازل ہوئی: (۲۸)

نیز یہ بھی مروی ہے کہ ایک دن نبی صلی الله علیہ وسلم قبر ستان کی طرف تشریف لے گئے،
آپ ایک قبر کے پاس بیٹھ گئے اور طویل دعا ما گلی پھررو نے گئے، پھرار شاد فر مایا کہ بیس جس قبر کے
پاس بیٹھا تھا وہ میری ماں کی قبرتھی ، میں نے اپنے پروردگار سے ان کے لئے دعا کی اجازت ما تگی تو
مجھے اجازت نہیں ملی ، اور مجھ پریہ آیت ما تکان لِلنَّبِی وَ الَّذِیْنَ اَمَنُوْ آ الْحُ نازل ہوئی۔
علامہ سیوطی فرماتے ہیں ان احادیث کو تعدد زول ہے جمع کیا جائے گا۔

### عموم لفظ کااعتبار ہوتاہے یاخصوصِ سبب کا؟

علاءاصول کااس دقیق مسئلے میں اختلاف ہے کہ عموم لفظ معتبر ہوتا ہے یا خصوص سبب؟ یعنی جب کسی خاص معاملہ میں آیت کریمہ نازل ہوتو کیا اس کا حکم اس واقعہ، حادثہ یا شخص تک خاص ہوگایا پیچکم سب کوشامل ہوگا؟

جمہور علماء کی رائے یہ ہے کہ عموم لفظ کا اعتبار ہوگا خصوص سبب کانہیں۔ یہی رائے سیح ہے،ایک رائے یہ ہے کہ خصوص سبب معتبر ہوگا۔ علا مہ سیوطی رحمہ اللّٰدا پی تالیف' الا نقان فی علوم القرآن' میں کہتے ہیں عموم لفظ کے معتبر ہونے کے دلائل میں سے ایک دلیل صحابہ اور تا بعین وغیر ہم کا بعض واقعات میں نازل ہونے والی آیات سے استدلال ہے اگر چہان آیات کے نزول کا سبب خاص تھا تاہم ان ہیں عموم لفظ کا اعتبار کیا گیا مثلاً آیت ظِہار سلمہ بن صحر کے بارے میں نازل ہوئی، آیتِ لعان ہلال بن امیہ کے بارے میں اور حد قذف کا نزول حضرت عا کشرضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے کے بارے میں ہوا، پھرعمومِ لفظ کی وجہ سے بیتھم دوسروں تک متعدی ہوا۔ (سب کے لئے ایسی حالت میں بہی تھم برقر ارر با)۔

حضرت ابن عباس رضی الله عنهما ہے بھی ایسی روایت ہے جوعموم لفط کے معتبر ہونے پر دلالت کرتی ہے ، انہوں نے آیت سرقہ کے بارے میں یہی ارشاد فر مایا حالانکہ اس آیت کا نزول ایک خاص عورت کے بارے میں تھا۔ چنا نچ نجدۃ الحقی ہے مروی ہے اس نے حضرت ابن عباس سے آیت کریمہ: وَ السَّادِ قَى وَ السَّادِ قَدُ فَ الْقَطَعُو الْمُدِيهُ مَا ۔ (۲۹) کے متعلق دریا فت کیا ہے محم خاص ہے یا عام ؟ انہوں نے فر مایا: بلکہ عام ہے ۔ (ہر چورکی یہی سزاہے )۔

ابن تیمیہ کہتے ہیں اس باب میں بکٹرت بھی منقول ہے کہ بیآ یت فلال کے متعلق نازل ہوئی۔خصوصاً جب سبب زول کوئی شخص ہو، جیسے آیت ظہار ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی کے متعلق نازل ہوئی، آیت کلالہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بارے میں نازل ہوئی۔ سورۃ المائدہ کی آیت وَ اُن اُنہ ہُم بِیمَ آئنوَ لَ اللّٰهُ (۳۰) بنونضیراور بنوقر یظہ کے بارے میں نازل ہوئی، وغیرہ۔جن علماء نے بیہ کہا ہے کہ اس کا تھم خاص ہاں کا بیہ مطلب نہیں کہ آیت کا تھم صرف معین افراد سے خاص ہے دوسرے اس سے مشتیٰ ہیں، ایسا تو کوئی مسلمان بھائی ہوش و محاس اور عقل و خرد نہیں کہ سکتا۔ علامہ زخشر کی سورۃ الہمزہ کی تغییر میں لکھتے ہیں کہ بیہ جائز ہے کہ سبب نزول خاص ہواور الیمی ہری خصلت والے ہرفر دکوشامل ہواور تعریض کے قائم متام ہو۔ واللہ تعالی اعلم۔



فضمل سوقدر

# قرآن کریم کے تھوڑ اتھوڑ انازل ہونے کی حکمت نزول قرآن کریم

اللہ تعالیٰ نے امت محمد بیکو بیشرف بخشا ہے کہ اس پراپی آخری آسانی معجزانہ کتاب نازل فرمائی ہے، تاکہ بیہ ہمثال کتاب ان کا دستور حیات، ان کی مشکلات کا مداوا، ان کے لاعلاج امراض کا شافی علاج، ان کے شرف و مجد کا نشان ،ان کے خیرالائم ہونے کی دلیل اور ان کے پاکیزہ ترین آسانی پیغامات کے حامل ہونے کی علامت ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس اشرف الکتب کے پاکیزہ ترین آسانی پیغامات کے حامل ہونے کی علامت ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس اشرف الکتب کے نزول کے لئے اپنی مخلوق کے اشرف فر دھنرت محمد بن عبداللہ سلی اللہ علیہ وسلم کو مختص فر مایا، اور قرآن کریم کے نزول کے ساتھ ہی آسانی پیغامات کا سلسلہ پائیے تھیل تک پہنچادی، عالم پرنورونیا چھا گئے ، کون و مکان جگرگانے گئے اور مخلوق تک بدایت ربانی ہم گئی۔ نزول قرآن آسانوں کے امین جریل علیہ اللہ علیہ وسلم پر ہوا۔ وی اللی کی اس تبلیغ کے متعلق ارشا دربانی ہے ۔

نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْرَمِيْنُ ﴿عَلَىٰ قَلِيْكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنْذِدِلِينَ ﴿ لِلسَّالِنَ عَرِبِ مُّينَ الْمُنْذِدِلِينَ ﴿ لِلسَّالِنَ عَرَبِ مُّينَيْنِ ﴿ لِلسَّالِنَ عَرَبِ مُّينَيْنِ ﴾

اس کوروح الامین لے کرآپ کے دل پراترا تا کہ آپ ڈرانے والوں میں ہے ہو جائیں (پیقرآن)صاف عربی زبان میں ہے۔(۱)

نزول قرآن کی کیفیت

نزول قرآن دومر تبه ہواہے:

ا۔ شپ قدر میں لوح محفوظ سے آسانِ دنیا تک مکمل نزول \_

۲۔ آبعانِ دنیاسے حسب ضرورت وحکمت تئیس سال کے عرصے میں زمین تک نزول \_

#### نزول اول

قرآن کریم کا پہلا نزول تمام راتوں سے بابر کت رات شب قدر میں ہوا، بینزول بیت العزت ہے آسان دنیا کی طرف تھا،متعدد آیات اس پر دلالت کرتی ہیں:

ان خَمَّ أَنْ وَٱلْكِتْفِ الْمُعْمِيْنِ أَنْ اِنَّا اَنْزَلْنَا فِي لَيْلَةٍ مُعْمِرً لَةٍ إِنَّا أَنَا
 مُنْذِر دِينَ۞

طسم، قتم ہےاں واضح کتاب کی ، یقیناً ہم نے اس کوایک بابر کت رات میں نازل کیا ہے، بیٹک ہم (عذاب سے ) ڈرانے والے ہیں۔(۲)

ب: إِنَّا ٱنْزَلْنَهُ فِي لَيْلَةِ الْقَلَارِ أَنَّ

بیشک ہم نے اس قرآن) کوشب قدر میں نازل کیا ہے۔ (٣)

ج: شَهَرُرُمَضَانَ الَّذِنِيَ اُنْزِلَ فِيُكِ الْقُرُانُ هُدَّى لِلنَّاسِ وَبَيِّنْتٍ مِيْنَاتِ وَبَيِّنْتٍ مِ

رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں لوگوں کی ہدایت کے لئے قرآن نازل کیا گیااوراس (قرآن) میں کھلی نشانیاں ہیں اور وہ حق و باطل میں فرق کرتا ہے۔ (۴)

سیتیوں آیات اس پر دلالت کرتی ہے کہ قر آن کریم ایک ہی رات میں نازل ہوا ہے وہ رات بڑی برکت اور قدر ومنزلت والی ہے اور بیر مضان المبارک کی ایک رات تھی۔ اس سے بیجی متعین ہوگیا کہ اس سے نزول اول مراد ہے اس سے نزول ثانی مراد لینا درست نہیں ، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر قر آن کریم کا نزول ایک ہی رات اور ایک ہی مہینہ میں نہیں ہوا بلکہ تقریباً شیس برس تک قر آن مجید نازل ہوتار ہا، اور رمضان المبارک کے علاوہ دیگر مہینوں میں بھی نزول قرآن ہوا ہے۔ احادیث میں جھی اس کی تا ئر ہوتی ہے، مثلاً:

<sup>(</sup>٢) مورة الدخان (٣\_٣. (٣) القدر (٢)، (٣) الخدر (٣)

ج:

ا: حفرت ابن عباس رضی الله عنهما بیان کرتے ہیں کہ قر آن ذکر سے جدا کر کے آسان دنیا کے بیت العز ۃ میں رکھا گیا، پھر جبریل اسے لے کرنبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کرنے لگے۔(۵)

ب: حضرت ابن عباس رضی الله عنهما سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ قرآن یک بارگ آسان دنیا کی طرف اتارا گیا،اورالله تعالیٰ گرنے والے ستاروں کی طرح اس کے بعض حصوں کوبعض حصوں کے پیچھے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرما تار ہا۔ (۲)

حضرت ابن عباس رضی الله عنهما ہی ہے مروی ہے کہ قر آن ماہ رمضان میں شب قدر میں یک بارگی آسان دنیا کی طرف اتارا گیا پھر بتدریج تھوڑ اتھوڑ انازل ہوتار ہا۔ ( ۷ )

یہ تینوں روایات علامہ سیوطی نے''الانقان فی علوم القرآن' میں نقل کی ہیں اور ان کو صحیح کہا ہے۔ علامہ سیوطی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہا کی بیر وایت بھی نقل کی ہے کہ عطیہ بن الاسود نے ان ہے کہا کہ میرادل ان آیات کے بارے میں شک میں مبتلا ہے: شَهُورُ دَهَ صَانَ اللّٰهِ فَيْهِ الْقُورُ اَنُ اور إِنَّ آ اَنُوَلُنهُ فِی لَیٰلَةِ الْقَدُرِ عالانکہ قرآن کریم شوال ، ذی قعدہ ، ذی الحجہ ، محرم ، صفر اور رتیج ہر مہینہ میں نازل ہوا ہے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فر مایا کہ قرآن کریم کیک بارگی رمضان کے مہینے میں شب قدر میں نازل ہوا ہے، پھر حسب موقع بتدریج تھوڑا تھوڑا مختلف مہینوں اور دنوں میں نازل ہوتا رہا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس روایت میں دِ سلااور مواقع النجوم کے الفاظ آئے ہیں، جن کا مطلب ہے تھوڑ اتھوڑا، رفتہ رفتہ ، نرم روی کے ساتھ کیے بعد دیگر ہے آیات نازل ہوتی رہیں ۔ علامہ سیوطی نے ذکر کیا ہے کہ علامہ قرطبی نے قرآن کریم کے بیک بارگی لوح محفوظ سے آسانِ دنیا کے بیت العزت میں نزول پراجماغ نقل کیا ہے۔ شایداس طرح نزول کی حکمت قرآن کی عظمتِ شان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفعت قدر کا اظہار ہے، تا کہ ساتوں آسانوں کے مکینوں کو خوب معلوم ہوکہ اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب اس کے آخری رسول پر بہترین امت کے کینوں کو خوب معلوم ہوکہ اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب اس کے آخری رسول پر بہترین امت کے

<sup>(</sup>۵) عالم کا ۱۳۲۶ فراند (۲) عالم کا ایش فرفر ۱۳۸۵ (۵) هر افی کا گذاری دروز تا کار ۱۳۱۱ فروندی دروز

لئے آگئی ہے اور ہم نے اس باعظمت کتاب کونزول کے لئے ان سے قریب کر دیا ہے۔

علامہ سیوطی کہتے ہیں، کہ اگر حکمتِ الہی کا بیر تقاضا نہ ہوتا کہ امت مسلمہ تک اس مقدس کتاب کورفتہ رفتہ تھوڑ اتھوڑ انازل کیا جائے تو اسے بھی دیگر کتب ساوی کی طرح کیے بارگی نازل کر دیا جاتا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کے نزول کوان کتب کے نزول سے مختلف رکھا اور منزل علیہ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کی عزت افزائی کے لئے اسے دومر تبدیک بارگی اور بتدریج نازل فرمایا۔ (۸)

#### نزول ثانى

قرآن کریم کانزول ٹانی آسانِ دنیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب پر بندر تئج تھوڑا تھوڑا ہوا، بیدمدت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہے آپ کے وصال تک تئیس سال پر مشتمل ہے، اس کی دلیل کہ قرآن بندر تئے اور تھوڑا تھوڑا نازل ہوا ہے بیار شادات ِربانی ہیں:

> وَقُرُانًا فَرَقُنْهُ لِتَقُرَاهُ عَلَى النَّاسِ عَلَى مُكَمَٰثٍ وَنَزَّلُنْهُ تَنْزُنْدٌو۞

اور ہم نے قرآن کو جزوجز وکر کے نازل کیا ہے، تا کہ آپ لوگوں کے سامنے اس کو تھر اُن اُن ل کیا ہے، تا کہ آپ لوگوں کے سامنے اس کو تھر اُن اُن اُن ل کیا ہے۔ (9)

وَقَالَ اللَّذِيْنَ كَفَرُوا لَوُلا نُزِلَ عَلَيْهِ الْقُرْانُ جُمْلَةً وَاحِدَةً ۚ ثَا كَالُهُ الْقُرْانُ جُمُلَةً وَاحِدَةً ۚ ثَا كَانُ الكَانِينَ اللَّهِ الْفَرْانُ جُمُلَةً وَاحِدَةً ۚ ثَا اللَّهِ اللَّهُ اللَّهِ اللَّهُ اللَّالِمُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ

اور کافر کہنے لگے کہ اس (نبی) پر سارا قر آن ایک ہی دفعہ کیوں نہ نازل کر دیا گیا۔ اسی طرح (نازل ہونا چاہئے تھا)، تا کہ ہم اس سے آپ کے دل کونسکین دیتے رہیں اور ہم نے اسے تھہر تھہر کر پڑھ کر سنایا۔ (۱۰)

مروی ہے کہ یہوداورمشرکین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بتدریج نزول قرآن کی وجہ سے اعتراض کیا اور اسے نئی روش قرار دیا کہ آخر قرآن یک بارگ کیوں نہیں نازل ہوا، یہود نے

<sup>(</sup>٨) الانقان/ص٢٦، (٩) الإيرالية ١٠٢، (١٠) الفرقان ٣٢

آپ سے بیکہا کہ یقر آن آپ پراس طرح بیک بارگی کیوں نہیں نازل ہوا جس طرح موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل ہوئی، تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ردمیں فدکورالصدر دوآیات نازل فرمائیں۔ جیسا کہ علامہ زرقانی نے کہاہے اس درسے دو پہلونمایاں ہوتے ہیں:

ا۔ قرآن کریم نی صلی البتدعلیہ دسلم پر بتدریج تھوڑ اتھوڑ انازل ہواہے۔

۲۔ پہلی آسانی کتب یک بارگی نازل ہوئیں ہیں۔جمہورعلماء میں یہی مشہور ہےاور بی تول اجماع کے قریب ہے۔

ان دوامور پر دلالت بایں طور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس دعویٰ کی تر دیہ نہیں فر مائی کہ سابقہ کتب ساوی کا نزول کی سکہ بارگی ہوا ہے۔ بلکہ قرآن کریم کے بتدریج نزول کی سکمت بیان فر مائی ہے، اگر سابقہ کتب بھی بتدریج نازل ہوتیں تو قرآن ان کے دعویٰ کی سکنہ یہ کرتا اور بتا تا کہ بتدریج کزول کتب کی سنت سابقہ انبیاء کرام میں بھی رہی ہے۔ جیسا کہ شرکین کے اس طعنے کے جواب میں کہ:

وَ قَالُواْ مَالِ هٰذَا السَّوُلِ يَا كُلُّ الطَّعَامَرَ وَ يَمْشِى فِي الْأَسُواقِ مُ اوروه كَهَةِ بِين كه بيكيها رسول بح كه كهانا كها تا ب اور بازاروں ميں چلتا ہے۔(١١) بدارشاوفر مایا گیا:

وَمَا آرْسَلْنَا قَبْلُكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ الْآلَ الْهَمُ لَيَا كُلُوْنَ الطَّعَامَرِ وَيَمْشُونَ فِي الْاَسُواقِ \*

اور (اے نی میلینے) آپ سے پہلے ہم نے جتنے رسول بھیجے وہ سب کھانا بھی کھاتے تصاور بازاروں میں بھی چلتے تھے۔(۱۲)

قرآن کریم کے بتدریج نزول میں حکمت

قر آن کریم کے بتدریج تھوڑا تھوڑا نازل ہونے میں عظیم حکمتیں اور متعدداسرار پنہاں

<sup>(</sup>۱۱) الرقان شد (۱۲) الفرقان ۲۰

ہیں۔صاحب علم ان سے واقف اور جاہل ان حکمتوں اور رموز سے تہی وامن ہیں۔ یہاں ہم اختصار کے ساتھ ان حکمتوں کا ذکر کررہے ہیں:

ا ۔ مشرکوں کی اذینوں کے مقابلے میں نبی اللہ کی تثبیتِ قلب (آپ کے دل کوتو ی رکھنا)

۲۔ سنزول وحی کے ذریعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اظہار لطف وکرم۔

س<sub>-</sub> آسانی احکام تشریع میں تدریجی عمل ۔

۳۔ مسلمانوں کے لئے قرآن کے حفظ اور فہم میں سہولت ۔

۲۔ قرآن کے سرچشے کی طرف رہنمائی کہ بی حکمت والے قابل تعریف رب کا نازل کروہ ہے
 اب ہم بعویہ تعالی ان مجمل حکمتوں کوقد رئے تقصیل سے بیان کرتے ہیں۔

میلی حکمت یعنی نبی صلی الله علیه وسلم کے قلب انور کومشرکین کی افدیوں کے مقابلے میں قوی رکھنا۔ اس کا بیان سابقہ آیت میں آ چکا ہے۔ مشرکوں کے اس اعتراض کے جواب میں کہ یہ قرآن میک بارگ کیوں نہیں اتر ا، جیسا کہ سابقہ کتب ساویہ نازل ہوئی ہیں۔ الله تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

كَنْ لِكَ ۚ لِنُنْتِتَ بِهِ فُؤَادَكَ وَ رَتَّلُنْهُ تَرْتِيْلًا۞

ای طرح (نازل ہونا چاہئے تھا) تاکہ ہم اس سے آپ کے دل کو تسکین دیتے رہیں، اور ہم نے اسے تھ ہر تھ ہر کریڑھ کر سایا۔ (۱۳)

نبی صلی الله علیه وسلم کی حوصله افزائی اور شیت قلب الله تعالی کی تائید ہے، تاکه آپ دشمنوں کی تکذیب اوران کی شدیداذیتوں سے حوصله نه ہاریں، نیز آپ کے تبعین ان حالات سے دل برداشته نه ہوں، ناساز گار حالات اور شدائد ومصائب سے نه گھبرائیں۔رسول الله صلی الله علیه وسلم کو برابر تسلی دی جاتی رہی اور برابر آگاہ کیا جاتا رہا کہ میمصائب وآلام عن قریب ختم ہوں گے اور الله کی فتح ونصر سے اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ جلوہ نما ہوگی۔ جب بھی کسی جانب سے اذیتوں کا سامنا ہوتا فوراً بطور تسلی وحی کا نزول ہوتا

<sup>(</sup>۱۳)الفرقان (۲۳

تا کہ دکھوں کا مداوا ہواور قلب انورانوارر بانی ہے شاد کام ہو بھی پیسلی انبیاء کرام اور رسل عظام علیہ مالسلام کے تذکروں پر مشتل ہوتی تا کہ آپ بھی صبر وقتل میں ان کی اقتدا کریں اور اس جہاد میں ان کے اسوہ کی بیروی کریں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

وَلَقَنُ كُرُنَّبَتُ رُسُلُ مِّنَ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلَى مَا كُرِنَّ بُوْا وَ أُوْذُوْا حَتَّى اَتْهُمُ نَصْرُنَا

اورآپ سے پہلے بھی بہت سے رسول جھٹلائے جاچکے ہیں پس وہ جھٹلائے جانے پراور ایذاد یے جانے پراس کے پاس جاری مدرآ گئی۔(۱۲) ہاری مدرآ گئی۔(۱۲)

فَاصِّيِهُ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزُمِ مِنَ الرُّسُلِ

(اےرسول) آپ (بھی) صبر کیجئے حبیبا کداولواالعزم رسولوں نے صبر کیا۔(۱۵)

وَاصْبِرْ لِعُكْمِ دَتِكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا

آپاپے رب کے حکم کے انتظار میں صبر سے کام لیجئے ، بے شک آپ ہماری آئکھوں کے سامنے ہیں۔(۱۲)

الله جل مجده الكريم نے انبيائے كرام عليهم السلام كے قصص اور واقعات كى حكمت بيان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

> وَكُلَّا نَقَصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُشَبِّتُ بِهِ فُوَادَكَ ۚ وَجَاءَكَ فِى هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَـوْعِظَةٌ وَ ذِكْرُى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۞

> اور پیغیبروں کے بیہ قصے ہم اس لئے آپ سے بیان کرتے ہیں تا کہ ہم ان ہے آپ کے دل کومضبوط کردیں اور ان واقعات کے ساتھ ساتھ آپ کے پاس حق بات بھی پہنچ جائے گی اور ایمانداروں کے لئے نصیحت ویاد

التبیان فی علوم القرآن د ہانی بھی ہوجائے گی۔(۱۷)

بعض اوقات نبی صلی الله علیه وسلم کونصرت اور تا ئید کے وعدوں ہے تسلی دی گئی ، ارشاد

وَّ مَنْصُرُكُ اللهُ نَصِرًا عَزِنْزًا ۞

اوراللّٰدآ پ کی ایسی مد د کرےجس میں عزت اورغلیہ ہو۔ (۱۸)

وَلَقَدُ سَبَقَتُ كِلَمْتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ۚ إِنَّهُمْ لَهُمُ

الْمَنْصُورُونَ ۞ وَإِنَّ جُنْزَا لَهُمُ الْعَلِمُونَ ۞

البتہ ہمارے رسولوں کے حق میں ہمارا تھم پہلے ہی (صادر) ہو چکا کہ بیٹک

انہیں کی مددی جائے گی ،اور ہمارا ہی کشکر غالب رہے گا۔ (19)

مجھی رسول علیہ السلام کے دشمنوں کی شکست اور نا کا می و نامرادی کی خبروں ہے آپ كوتسلى دى گئى ،ارشا دفر مايا:

سَيُهُزَمُ الْجَمْعُ وَ يُوَلُّؤُنَ الدُّبُرُ

عن قریب بیہ جماعت شکست کھائے گی اور بدلوگ پیٹھ پھیر کر بھا گیں 

قُلُ لِلْكَذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتَخْشُرُوْنَ إِلَى جَهَنَّمَ ۗ وَ بِئُسَ الْمِهَادُن

(اے نبی علیہ )ان کافروں سے کہدد ہجے کہ تم عن قریب مغلوب کئے جاؤ کے اور (مرنے کے بعد ) جہنم کی طرف مانکے حاؤ کے اور وہ (دوزخ) بہت ہی براٹھکانا ہے۔ (۲۱)

بیاوراس طرح کے دوسرے ذرائع ہے رسول الله صلی الله علیہ وسلم کی دل جوئی کی گئی۔ آپ کو کامیا بی اور شاد کامی کی بشارت دی گئی۔ بلاشیہ بار بارنز ول وحی اور آبات بینات کے ساتھ جبر مل کااتر نا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے باعث طمانیت تھا،نصرت وتائید کے وعدے اور حفظ جسم (١٤) جود (١٤٠). (١٨) الفقي س. (١٩) الفُقِي الهارة سي، (٠٠ أَثَم هام، (١٩) أَ المراجع الله وجاں کا عہدان تمام امور کا حاصل یہی تھا کہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم پوری دل جمعی اور صبر و تخل سے بلیغ و دعوت کا کام برا بر جاری رکھیں کہ اللہ کی تائید وحمایت آپ کو حاصل ہے ، دشمن اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود آپ کا بال برکانہیں کرسکیں گے۔انداز ہ لگائیں جس عظیم المرتب فر دکواللہ کی عنایات نے اپنے گھیرے میں لے رکھا ہوا ور اللہ کی چشم رحمت جس کی تگران ہو وہ بھی ناکامی اور نامرادی کا تصور کرسکتا ہے؟

ا۔ نزول وجی کے وقت نبی صلی الله علیہ وسلم سے اظہار لطف وکرم کا سبب بیتھا کہ نزول وجی کے وقت آپ پر گھبرا ہٹ اور ہیت طاری ہوجاتی جیسا کہ ارشادر بانی ہے:

(اَنَّا سَنُلْقِی عَلَیْکَ قَوْلاً ثَقِیْلاً)

بلاشبہم آپ رعن قریب ایک بھاری کلام (قرآن) نازل کریں گے(۲۲)

قرآن یقیناً الله تعالی کام مجز کلام ہے، اس میں جلال و و قار ہے، ہیب وخوف ہے، یہ ایسی باعظمت کتاب ہے کہ اگر اس کو پہاڑ پر نازل کیا جاتا تو پہاڑ بھی اس کی ہیبت اور جلال سے ریز وریز و ہوجا تا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَوَ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرُانَ عَلَى جَبَلِ تَرَايَتُكَ خَاشِعًا مُّتَصَدِّ عَامِنَ خَشْبَةِ اللهِ

اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو آپ دیکھتے کہ وہ اللہ کی ہیب ۔ ہے دب جاتا، پاش پاش ہوجاتا۔ (۲۳)

کہاں پہاڑی تختی اور کہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رفت وزم دلی ، کیا بیمکن تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر کسی اضطراب اور گھبرا ہٹ کے کمل قر آن حاصل کر لیتے اور قر آن کے ہیبت و جلال سے متاثر نہ ہوتے ، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بزول وحی کے وفت کی شدت اور خوف کی وضاحت کرتے ہوئے بیان کرتی ہیں کہ میں نے شدید سردی کے دن آپ پر وحی کا نزول دیکھا ہوتی اور آپ کی پیشانی سے پہینہ ٹیک رہا ہوتا تھا۔ (۲۲)

س\_ تیسری حکمت تشریع احکام میں تدریج ہے۔ بی حکمت واضح ہے، قرآن کریم نے بی

<sup>(</sup>٢٢) المومل: ١٥٠ ( ٢٣) مورة المشر . آيت ٢١٠ . ( ٢٥) يقر بي رقم ؟ علم الم ٢٣٣٣ م

نوع بشرخصوصا ابل عرب سے حکمت کا انداز اپنایا ہے۔ ان کوشرک سے بچایاان کے قلوب واذ ہان کونور ایمان سے منور کیا ، ان کے دلول میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت کا نیج ہویا ، بعث بعد المحوت اور منزاو جزایران کو ایمان کی دولت بخشی ۔ ان مراحل کے بعد یعنی ایمانیات پران کورسوخ عطاء کرنے کے بعد ان کوعبادات کی طرف نتقل کیا۔ قبل از ہجرت صرف نماز ، بعد از ان ۲ ھیل میں ردزہ اور زکو قاور ۲ ھیل جج کی فرضیت ، اسی طرح ان سے نسل درنسل منتقل ہونے والی بری عادات چیشر وائیں ۔ پہلے ان کو کبائر پرزجروتو بیخ کی پھرنری اور ملاطفت سے کام لیتے ہوئے ان کو صفائر کے ارتکاب سے منع فر مایا۔ ان کی پختہ عادات و خصائل کو بتدر یج حرام کیا مثلاً شراب نوشی ، سودخوری اور جو ابازی ، حکیمانہ انداز میں بتدریج ایک کر کے تمام عادات بدکی مکمل نیخ کی مدر وراد ورادی اور جو ابازی ، حکیمانہ انداز میں بتدریج ایک کر کے تمام عادات بدکی مکمل نیخ کی مادی ورادی اور شرونساد کا کلیتاً خاتمہ کردیا۔

اسلیلے میں ہم بعض مثالیں ذکر کرنا چاہتے ہیں تا کہ تشریع احکام کی صمتیں اور اسرار واضح ہوں ،قر آنی منہاج کی کامیابیاں عیاں ہوں۔سب سے پہلے شراب نوشی جیسی معاشر تی برائی کا جائزہ لیتے ہیں کہ اہل عرب کی نس نس میں رچی بسی اس برائی کا قر آن نے س حکمت سے خاتمہ کیا اور اس کو کس طرح تدریجاً بیخو بن سے اکھاڑ پھینکا اور ابدی حرمت فرمادی۔

قرآن کریم نے اس کی تحریم چارمراحل میں فرمائی۔ یہی حالت سودخوری کے معاسلے میں ہوئی، قرآن کریم نے اس کی تحریم چارمراحل میں قرار دیا، کیونکہ اہل عرب شراب کے اس مطرح عادی میں ہوئی، قرآن نے جیسے ہم لوگ صاف پانی چینے کے عادی میں ، سو پہلے مرحلے میں شراب کو حرام قرار دیا حکمت کا تقاضا نہ تھا، قرآن کریم نے اس کو بتدریج حرام فرمایا، پہلے مرحلے میں قرآن مجید نے محموس انداز میں اس سے متنفر فرمایا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمِنُ ثَمَرَتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَرِزْقًا حَسَنًا \*

اور مجوروں اورانگور کے تھلوں میں بھی (تمہارے لئے عبرت ہے) جن سے تم نشہ بھی بناتے ہواور جن کوتم عمدہ روزی بھی قرار دیتے ہو۔(۲۵)

<sup>(</sup> ٢٥ ) أفحل: ٦٧

اس آیت کریمه میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ اس نے لوگوں کو دو درختوں تھجور اور انگور کی نغمت بخش کھانے پینے کی اشیا حاصل انگور کی نغمت بخش کھانے پینے کی اشیا حاصل کرتے ہیں، یہاں دوسرے وصف کورزق حسن فرمایا اور پہلے وصف کوصرف'' سکر'' فرمایا یعنی نشہ آور چیز جوانسان کی عقل وشعور کوختم کردیت ہے، دونوں اوصاف کے متضاد ہونے کی وجہ سے عاقل انسان ان میں سے ایجھاور برے کو بآسانی پہچان سکتا ہے۔

دوسرے مرحلے میں دونوں چیزوں میں عملی طور پرموجود فرق کو بیان فر ماکران سے متنظر کیا گیا، یعنی ایک چیز میں حقیرسا مادی نفع ہے اور دوسری چیز میں جسم اور عقل کا نقصان ہے۔ صحت کی تباہی ہے، اس کے علاوہ بطور گناہ ان کے ارتکاب میں انسان کا ضرر عظیم اور ہلاکت ہے، چنا نچہ ارشا دفر مایا:

يَسْتَكُوْنَكَ عَنِ الْخَيْرِ وَالْمَيْسِرُ قُلُ فِيهِمَاۤ اِثْمُّ كَبَيْرُوَّ مَنَافِحُ لِلتَّاسِ ۚ وَإِثْمُهُمَاۤ أَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهماً

(اے پیغمبر علیقے) لوگ آپ سے شراب اور جوئے کا حکم پو چھتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لئے پچھ فائد ہے بھی ہیں اور ان کا گناہ ان کے فائدے سے بڑھ کرہے۔(۲۲)

یہاں منافع سے وہ مادی منافع مراد ہے جو تجارت اور شراب فروثی سے حاصل ہوتا تھا، وہ لوگ شام سے ستے داموں شراب خریدتے اور تجازییں مہنگی قیمت پر فروخت کرتے تھے، منافع کی تعیین میں یہی قول اصح ہے، ان دونوں چیزوں کے باہم ملا کر ذکر کرنے سے اسلام کی مراد جسمانی طور برضر ررساں چیز شراب سے متنظر کرنا ہے اس کوحرام قرار دینائہیں۔

اس آیت کریمہ کے سبب نزول میں مروی ہے کہ مسلمانوں کی ایک جماعت جن میں حصرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! ہمیں شراب کے متعلق ارشاد فرما کیں ، پیقل سے بیگا نہ کرنے والی ، مال کو بر بادکرنے والی اور جسم کو کمزور کرنے والی چیز ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے بیآیت نازل فرمائی

يَسْتَلُونَكَ عَنِ الْخَمُرِ وَالْمَيْسِر

تيرے مرطے ميں شراب كى جزوى تحريم نازل موئى۔ الله تعالى نے ارشاد فرمايا: يَا يُهُنَا الّذِينَ فَا مَنْوُا لَا تَقْدُرُ بُوا الصَّلُوةَ وَ أَنْتُكُمْ سُكُرُى حَتَّى تَعْلَمُوْ الْمَا تَقُوْلُونَ

اے ایمان والو! تم نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ (نشہ کی حالت میں نمازنہ پڑھو) یہاں تک کہتم سمجھنے لگو کہتم منہ ہے کیا کہتے ہو۔ (۲۷)

اللہ تعالیٰ نے صرف نماز کے وقت شراب نوشی کوحرام فرمادیا، اور مدہوشی کے عالم میں نماز پڑھنے کی ممانعت فرمادی، مسلمان رات میں اوراوقات نماز کے علاوہ شراب پیتے تھے، اس آیت کے نزول کا سبب بیہ ہوا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے بعض صحابہ کرام کی دعوت کی، حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اس دعوت میں ہمیں بلایا اور ہمیں شراب بلائی، شراب نے اپنا اثر دکھایا اس دوران نماز کا وقت ہوگیا، انہوں نے مجھے امامت کے بلئے آگے شراب نے اپنا اثر دکھایا اس دوران نماز کا وقت ہوگیا، انہوں نے مجھے امامت کے بلئے آگے بڑھادیا ہیں نے سور قاللفرون کی بجائے اعبد ما تعبدون بر شعادیا ہیں نے سور قاللفرون کی تجائے اعبد ما تعبدون کی بجائے اعبد ما تعبدون کی بجائے اعبد ما تعبدون کی بجائے اعبد ما تعبدون کی بیا تکریمنازل ہوئی۔

چوتھے مرحلے میں جوتح یم شراب کا آخری اور قطعی مرحلہ تھا شراب کی تح یم نازل ہو گی اورسورۃ المائدہ کی بیآیات نازل ہوئیں:

> يَايَّهُا الَّذِيْنَ الْمَنُوَّا إِنَّمَا الْخَمْرُوَ الْمَيْسُرُو الْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمِل الشَّيْطِين فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمُ تُفْلِحُوْنَ ۞ إِنَّمَا يُرِنِيُ الشَّيْطِنُ آنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغُضَاءُ فِي الْخَبْرُو الْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمُ عَنْ فِكْرِاللهِ وَعَن الصَّلوةِ ۚ فَهَلُ اَنْهُمُ مُنْتَهُوْنَ ۞

اے ایمان والو! بے شک شراب اور جوا اور بت اور پانسے محض گندے اور شیطانی کام میں ۔ لیس تم ان سے بچتے رہوتا کہتم فلاح پاؤ۔ بے شک شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے سے تم میں باہم عداوت اور بغض ڈال دے اور تمہیں اللہ کے ذکر اور نماز سے روک دے (اب بھی) تم باز (نہیں) آؤگے۔ (۲۸)

مفسرین کی تصریح کے مطابق ان آیات کا سبب نزول بیہ ہے کہ بعض صحابہ کرام نے نماز عشاء کے بعد شراب نوشی اور قصہ گوئی کی مجلس سجائی ، ان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت محزہ رضی اللہ عنہ بھی تھے، شراب نے اپنااثر دکھانا شروع کیا، کم من مغنیہ نے مجلس میں نغمہ سرائی کرتے ہوئے پیشعر پڑھا۔

اے حزہ! قریب موجودا ونٹیوں کا ارادہ کر اور حن میں ان کے گھٹے بند ھے ہوئے ہیں۔
حضرت عزہ رضی اللہ عند نشہ کی حالت میں گھر کے قریب موجودا ونٹوں کے پاس گئے اور
حضرت علی رضی اللہ عند کی دواونٹیوں کی کوہا نیں کاٹ ڈالیں اور ان کی کوہیں بھاڑ دیں۔ حضرت علی
رضی اللہ عنہ کوخبر ملی تو ان کو بہت دکھ ہوا، دہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آپ کے بچپا حضرت حمزہ
رضی اللہ عند کی شکایت لے کر گئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حمزہ کے اس فعل پر ان کوڈا نٹیے اور
رضی اللہ عند کی شکایت لے کر گئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حمزہ کے اس فعل پر ان کوڈا نٹیے اور
ملامت کرنے کے لئے تشریف لے آئے۔ حضرت حمزہ (نشے کی حالت میں) مجیب وغریب نظروں
مد کھنے لگے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ہمراہیوں سے کہنے لگے کہتم سب میرے والد کے
علام ہی ہو؟ رسول اللہ علیہ وسلم نے ان کی مد ہوثی کو ملاحظہ کیا تو ان کا مواحذہ نہیں فر مایا، اس
فرما۔ تب مذکورہ بالا آیات نازل ہو کیں۔ اور تح کیم شراب کا تھم بتدر تے اختیام پذیر ہوا۔ اسلام نے
فرما۔ تب مذکورہ بالا آیات نازل ہو کیں۔ اور تح کیم شراب کا تھم بتدر تے اختیام پذیر ہوا۔ اسلام نے
منام معاشرتی بیاریوں کا اسی تھمت سے علاج کیا اور بتدر تے ان تمام امراض کا کممل خاتمہ کردیا۔
علامہ زرقانی اپنی کتاب '' منابل العرفان'' میں لکھتے ہیں کہ اسلام نے شراب نوشی
علامہ زرقانی اپنی کتاب '' منابل العرفان'' میں لکھتے ہیں کہ اسلام نے شراب نوشی

<sup>(</sup>۲۸)المائده:۱۹۰۰۹

بیان کردی، اسلام نے ہے مثال انداز اپنانے کی اعلیٰ اقدار قائم کیں، اعلیٰ راہوں کی ہدایت دی،
کامیاب ترین تشریع احکام فرمائی، آج کے دور کی متمدن اقوام اس کی گر دِراہ کو بھی نہیں پہنچ
عتیں تح یم شراب کے معاملے میں خودسا ختہ متمدن اقوام ذہنی افلاس اور پست ہمتی کا شکار ہیں۔
دورِ حاضر کی عظیم قوت امریکہ کی شراب پر پابندی اور پھر پسپائی زیادہ دور کی بات نہیں، کیا بیاسلام
کا اعجاز نہیں کہ اس نے قومی سیاست اور معاشرتی تہذیب و تدن میں ایسی اعلیٰ مثالیس قائم کی ہیں
جن کی مثال انسانیت کی تاریخ میں نہیں ملتی ۔ یقیناً ایسا ہی ہے اور تاریخ کے صفحات پکار پکار کراس
کی گواہی دے رہے ہیں۔

س۔ بندر بج نزول قرآن کی چوتھی حکمت مسلمانوں کو حفظ قرآن اور قرآن کے مفاہیم و معانی میں تفکر و تد ہر کی سہولت کی بہم رسانی تھی۔ اہل عرب عمومی طور پران پڑھ تھے، قرآن کریم ان کی اس حالت کو یوں بیان فرما تا ہے:

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّةِ بَنَ دَسُّولًا مِّنْهُمُ يَتَلُوُ اعَلَيْهِمُ الْمِيَّةِ وَيُوَا مِنَ الْمُؤَامِنَ الْمِيَّةِ وَيُوَكِّرُهُمُ الْمَاكِةِ وَالْمُكُمَّةُ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبَـٰلُ وَيُكَمِّمُهُ الْكِتَبَ وَالْمُكَمَّةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبَـٰلُ لَيْمِينِنَ فَ اللَّهِ مَلِي مِثْمِينِنَ فَ

وہی تو ہے جس میں ان پڑھ لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اس (اللہ تعالی) کی آیات پڑھ کر سنا تا اور ان کو پاک کرتا ہے، اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے، اگر چہ بیدلوگ اس سے قبل صرح گمراہی میں تھے۔(۲۹)

خودرسول الله صلى الله عليه وللم الى تصن ارشادِر بانى ب: الدّين يَتَبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيّ الْدُوِّقَ

جولوگ اس رسول نبی امی کی پیروی کریں گے۔ (۳۰)

سوحکمت الٰہی کا تقاضا ہوا کہ اس باعظمت کتاب کو بندر تج تھوڑ اتھوڑ اکر کے نازل کیا جائے تا کہ امل اسلام پر اس کا حفظ آسان ہو، کیونکہ وہ یاد داشت پر بھروسہ کرتے تھے اور ان کے سے بی ان کی انجیلیں تھے، جیسا کہ امت محملی اللہ علیہ وہلم کے دصف میں بیان ہوا ہے، ان کے پاس کتابت کے لئے مطلوبہ وسائل نہ تھے نہ بی اسے کا تب مہیا کر سکتے تھے۔ ایی حالت میں اگر قرآن کریم کیک بارگی نازل ہوتا تو وہ اس کے حفظ سے اور اس میں فہم و تد برسے یقینا عاجز رہتے۔

۵۔ بتدرت نج نزول قرآن کی پانچویں حکمت حوادث اور وقائع پر بروفت رہنمائی اور انتباہ تھے کیونکہ بروفت تنبیم کمی طور پرزیادہ مؤثر ہوتی ہے، اس سے انسان نصیحت اور عبرت حاصل کرتا ہے، جب کوئی نیا معاملہ پیش آتا قرآن کریم مناسب رہنمائی فراہم فرمادیتا، اگر بھی خطایا انجاف صادر ہوتے قرآن کریم تنبیہ فرما تا اور ایسے امور سے مجتنب رہنے کی تلقین کی جاتی اور ان اغلاط کے اعادہ سے بیچر رہنے کا حکم فرمایا جاتا۔ چنا نچے جب غزدہ خین میں بعض مسلمان فریب کا شکار ہوئے اور اسلامی نظر کی کثر ت تعداد اور مشرکوں کی جب بخزدہ خین میں بعض مسلمان فریب کا شکار میں بہا کہ آتی ہم کم تعداد ہونے کی وجہ سے ہم گر مغلوب نہ ہوں گے (بماری تعداد زیادہ ہے، ہمن مارا کچھ نہیں بگاڑ مگاڑ مسلمان پہلے حملہ میں بہا ہوگئے، ان کے قدم اکھڑ گئے اور ان میں واضح طور پر شکست کے تارانظر آنے گئے۔ قرآن کریم اس بارے میں فرما تا ہے: میں فرما تا ہے: میں فرما تا ہے: گئے گئے ترکنگر فکھ نگرین حق کے قرق شریعا کہ سین ہوتے کے قرق کے تاریک کے اس بارے میں فرما تا ہے: میں فرما تا ہے: گئے گئے ترکنگر فکھ تھیں ہوئے کے قرق کے تاریک کے اس بارے میں فرما تا ہے: گئے کہ تو کھ کے ترکنگر فکھ تو کئی ہوئے ہے۔ قرق کی کہ ترکنگر فکھ کئے ترکنگر فکھ تھیں ہوئے کہ جو کے قرق کر ہوئی کہ جو کے قرق کر گئے تا ہوئی کے تاریک کے تاریک کے ایک کے تاریک کو تاریک کے تاریک کو تاریک کے تاریک کی کر تاریک کے تاریک

وَّ ضَا قَتْ عَلَيْكُمُ الْأَمْنُ بِمَا رَحُبَتُ ثُمَّ وَلَيْنَهُ وَلَيْنَهُمُ مَلَا رَحُبَتُ ثُمَّ وَلَيْنَهُمُ مُمُرِيرِيْنَ ﴿ اور (حَك ) حَنِن كِون بِجي حِيةِ مِن كَنْ مِن جَمِيهِ وَوَ

اور ( جنگ ) حنین کے دن بھی جبتم اپنی کثرت پرخوش تھے ۔ پھر وہ کثرت تمہارے پکھ کام نہ آئی اوراپنی فراخی کے باوجودتم پرزمین تنگ ہو گئی۔ پھرتم بیٹے موڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔(۳۱)

اگر قرآن کریم یک بارگ نازل ہوتا تو غزوہ حنین میں بروقت تعبیمکن نہ تھی ، بلکہ اس کا تصور نہ ہوتا کیونکہ بیغزوہ اور بیوا قعد وقوع پذیر نہ ہوا ہوتا تو قبل از وقت مسلمانوں کو بہ تعبیہ کیا معنی رکھتی ، اس طرح بدر کے قیدیوں سے فدیہ لینے کا معاملہ ہے ، اس کے متعلق بیآ سانی ہدایت نازل ہوئی:

مَا كَانَ لِنَبِيْ آنَ يَكُونَ لَهُ آسُرَى حَتَى يُتَغِنَ فِى الْأَنْهُضِ تُرِيْدُونَ عَرَضَ اللَّهُ نَيَا ﴿ وَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اللّٰهِ الْاَخْرَةُ وَ اللّٰهُ عَزِيْرُ عَكِيْدُونَ

بی کی شان کے لائق نہیں کدان کے قضہ میں قیدی رہیں جب تک کہ وہ (نبی ) زمین پراچھی طرح خون ریزی نہ کرلیں ہم تو دنیا کا مال ومتاع چاہتے ہو اور الله (متهیں ) آخرت (دینا ) جا ہتا ہے اور الله تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے۔ (۳۲)

۲۔ بندری خزول قرآن کی چھٹی حکمت قرآن کے سرچشمہ کی طرف رہنمائی ہے کہ قرآن کے سرچشمہ کی طرف رہنمائی ہے کہ قرآن کی حکمت والے قابل تعریف رب کا نازل فرمودہ ہے، یباں ہم عالم و فاضل شخ محم عبدالعظیم الزرقانی کی کتاب ' مناهل العرفان ' ہے ان کی تقریفا کرنا چاہتے ہیں ۔ علامہ زرقانی رحمہ الله لکھتے ہیں کہ قرآن کے سرچشمہ کی طرف رہنمائی کہ یہ الله واحد کا کلام ہے، یہ محمصلی الله علیہ وسلم اور آپ کے علاوہ مخلوق کے سی فرد کا کلام نہیں ہوسکتا، کیونکہ جب ہم از اول تا آخر قرآن کریم کو پڑھتے ہیں اس کا محکم انداز بیان ، وقیق نکتہ آفرینی ، باوقار اسلوب، باہم مر بوط عبارت، موتیوں کی لڑی جیسے سورتوں، آیات اور جملوں میں ربط و تعلق ہر چیز مغرز ہے، الف سے یاء تک، شروع سے آخر تک ایک تسلسل رواں دواں ہے جس کے اجزامیں انقطاع ہے نہ تفریق، گویا موتیوں کی ایک لڑی ہے جس کا ہرموتی اپنی اپنی جگہ پر کامل رعنائی اور زیبائی سے جلوہ قائن ہے، اس کے حروف و کلمات کی تنظیم نگا ہوں کو خیرہ کرتے ہیں وراس کے کلمات اور جملوں کی ترتیب دامن دل کو کھنچتی ہے۔ ہم سے بوچھا جاتا ہے کہ قرآن کریم میں یہ مجزانہ ترتیب کہاں سے اور کیے آئی، جران کن اور ہوش و حواس سے بیگا نہ کرنے والی یک جہتی اور کیا نیت کی صورت گری کس نے کی جبداس کا مزول کی بارگی نہیں ہوا بلکہ متفرق طور بروقائی اور حوادث کے ساتھ ساتھ تقریباً تھیں سال میں مکمل ہوا۔

جواباً ہم قرآنی اعجاز کے اسرارے ایک نئے راز کی پردہ کشائی کرتے ہیں،منفر دجواب دینا چاہتے ہیں اور قرآن مجید کے سرچشمہ کے بارے میں خود قرآن سے بی قطیم دلیل پڑھتے ہیں کہ

<sup>12.</sup> Juliai(Pr)

قرآن واحدة يّان رب كاكلام جاس كئي يه برقتم كاختلاف عربرااور منزه ج،ارشاد ب: و كَوْكَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللهِ كَوَجَدُ وَا فِينِهِ الْحَيْلَافُ كَيْلِيَرُانَ أورا كروه (قرآن) الله تعالَى كسواكس اوركي طرف سے ہوتا تو وہ اس ميں بہت اختلاف ياتے۔ (٣٣)

بخداتم کہوکیاتم ایسا کر سکتے ہویا پوری مخلوقات بل کر ایسی محکم اور مر بوط کتاب لا سکتی ہے، جس کی ترتیب میں تسلسل ہے جس کی ابتدا اور انتہا باہم مر بوط ہے، بشر جس کی مثال لا نے سے عاجز ہے، جو تالیف کتاب میں انسان کے مقد ورغار جی عوائل سے بے نیاز ہے، اس میں ہر ہر واقعہ اور حادثہ پر رہنمائی یا انتہاہ ہے، حالا نکہ بیوا قعات اور نزول کے بیاسباب بک بارگی سامنے نہیں آئے بلکہ مختلف اوقات میں بیوا قعات اور اسباب وقوع پذیر ہوئے، ان کے محرکات جدا کا نہ تھے، ان کے اسباب میں تغایرتھا، ان کا درمیانی عرصہ کم زیادہ ہوتا تھا، اور بیزول تقریبا گانہ تھے، ان کے اسباب میں تغایرتھا، ان کا درمیانی عرصہ کم زیادہ ہوتا تھا، اور بیزول تقریبا تعیس برس کے عرصے پر محیط و مشتمل رہا، یقیناً بیا ہے اسباب اور دوائی ہیں کہ عاد تا ایک عالت تعیس برس کے عرصے پر محیط و مشتمل رہا، یقیناً بیا ہے اسباب اور دوائی ہیں کہ عاد تا ایک عالت میں کلام میں عدم تر تیب اور عدم کا نا کہ اسباب کے اسباب کے اسباب کے اسباب کے باعث کام میں تسلسل نہیں رہتا، لیکن قرآن کریم کی تجب شان ہے مجوزان طور پر بیہ باہم مر بوط ہے، حالا نکہ اس کا شائبہ تک نہیں، کیا بیاس کی روشن تر اور عظیم تر موتوں اور آبیات کی بیاس کی روشن تر اور عظیم تر موتوں اور آبیات کی برایک چیز ہے باخبرالقہ واحد دلیل نہیں کہ قرآن تھدیر کے خالق، اسباب اور مسببات کے مالک، مخلوق اور کا کات کے مد بر، کا کلام ہے؟

مزید برآن غورکریں رسول الله طلیہ وسلم پر جب کسی آیت یا آیتوں کا نزول ہوتا ہے آپ نور کا نزول ہوتا ہے آپ فرماتے ہیں اس کو فلال سورت میں فلال مقام پر رکھو۔ حالا نکمہ آپ بحثیت بشر کے اس پر مطلع نہیں کہ آئندہ کیا ہوگا اور عرصۂ دہر میں کیا کچھ رونما ہونے والا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان حوادث کے بارے میں کیا نازل فرمانا ہے؟

رسول الله صلی الله علیه وسلم سالها سال ای روش پرکار بندر ہے، تھوڑ اتھوڑ اقر آن نازل ہوتا ہو ہا اوراس کی ترتیب مکمل ہوتی رہی ، یکے بعد دیگر ہے نازل ہونے والی آیات کوان کے مقررہ مقامات پر ثبت کیا جاتار ہا، سورتوں کی بحیل ہوتی رہی اور بیطویل عرصة قرآن کے ظلم وترتیب ، ربط وسلسل میں مطلقاً اثر انداز نہیں ہوا۔ اس میں کہیں ڈھیلے بین نے راہ نہیں پائی ، بلکہ اس نے مخلوق کو اپنی مثل لانے سے عاجز اور در ماندہ کردیا۔ کون ہے جوابیا جامع ربط ، شلسل اور ترتیب لاسکے!

الرَّكِتُ الْمُحْكِمَةُ الْمُتُهُ ثُمَّ فَصِّلْتُ مِنْ لَكُ نُ حَكِيمِ خَبِينِمِنْ اللَّهُ اللَّهِ عَلَيْهِ خَبِينِمِنْ اللَّهِ اللَّهُ اللَّالِي اللَّهُ الللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ الللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ الللَّ

اس اعجاز کی پردہ کشائی ہے آپ یقینا میریھی جان لیس گے کہ الی جامعیت اور حسن ترتیب کسی کے کلام میں ممکن نہیں ہے بلکہ اس کے قریب تریہنچنا بھی ناممکن ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہویا آپ کے علاوہ دیگر بلغا اور غیر بلغا کا کلام کسی کے کلام کی قرآن کے مرتبۂ کلام تک رسائی ممکن نہیں۔

قرآن کریم کاحسن و جمال، شان و شوکت، فصاحت و بلاغت، پاکیزگی و طبارت، عالی مرتبه اور علوشان دیکھیں، پدیکام رسول الدّصلی الله علیه وسلم کی زبانِ فیض تر جمان پر مختلف اوقات میں مختلف محرکات و دواعی کے پیش نظر طویل عرصے تک جاری رہا، کیا آپ کی یا کسی بشرکی استطاعت میں ہے کہ وہ ایسا مثالی نظم و ترتیب و الاکلام منظم کر سکے جس کے دواعی، محرکات اور اسباب مختلف اور متعدد ہوں مگر سب کا ایک ہی جواب ہو، جے و صدت و ترتیب نے میشل کیا ہو، اس میں کی بیشی اور نصرف ناممکن ہون بیس ہرگز نہیں، نہ ایسا ہوانہ ایسا ہوسکتا ہے، جوالی کوشش کرتا ہے، نظم و سبیل کی بیشی اور نصرف ناممکن ہون بیوندز دہ پوشاک سامنے لاتا ہے، لا حاصل کلام کرتا ہے، نظم و شریب کے اعتبار سے ناقص اور و صدت و یگانگت کامختاج کلام لاتا ہے اور ناحق سمح خراثی اور د ماغ موزی کرتا ہے۔ لیکن قرآن کریم کارفتہ رفتہ نزول اعلان کرتا ہے کہ وہ اللہ واحد کا کلام ہے، اس کی یو جلیل القدر حکمت مخلوق پرقرآن کریم کے سرچشم کے برحق ہونے کے در سے واکر رہی ہے۔

قُلُ ٱنْزَلَهُ الّذِی یَعْلَمُ السِّرَ فِي السَّمَاوٰتِ وَالْاَرَضِ ۚ إِنَّهُ كَانَ غَفُورًا رَّحِیُمًا⊙

آپ کہہ دیجئے کہ اس (قرآن) کوتو اس ذات نے نازل کیا ہے جو آسانوں اور زمین کی مخفی باتیں جانتی ہے۔ بے شک وہ بڑا ہی بخشنے والاً مہربان ہے۔ (۳۵)

## نبی صلی الله علیه وسلم پرعطائے قرآن کی کیفیت

نبی صلی الله علیه وسلم کوامین وحی جریل علیه السلام کے واسطہ سے قرآن ویا گیا، جریل نے اسے رب العزق جل جلالہ سے حاصل کیا، جریل امین کا کام رسول الله صلی الله علیه وسلم تک صرف کلام الله کا پنجانا تھا، الله جل مجدہ الکریم نے اپنی کتاب مقدس امین وحی جریل علیه السلام کے واسطہ سے خاتم الانبیاء صلی الله علیه وسلم پر نازل فر مائی۔ جریل امین نے رسول الله تک اور رسول الله صلی الله علیه وسلم نے اپنی امت تک اس کتاب کو پہنچایا۔ الله تعالیٰ نے جریل علیه السلام کو رسول الله تا بالله کو کے پرامین قرار دیا ہے ارشا وفر مایا:

إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرَيْمٍ ﴿ فِي قُوَّةٍ عِنْلَ ذِى الْعَرَّشِ مَكِيْنِ ۗ مُطَاعٍ تُمَّرَامِينُ ۗ مُطَاعٍ تُمَّرَامِينُ ۗ

یقیناً بیر قرآن) ایک معزز فرشتے کی زبانی (پیغام) ہے، جوقوت والا ہے، (اور) عرش والے کے نزدیک ذیعزت ہے، سردار ہے پھرامانت دار ہے۔ (۳۲)

نَزُلُ بِهِ الرُّوْمُ الْاَمِيْنُ ﴿ عَلَى قَلِبَكَ لِتَكُوُنَ مِنَ الْمُنْلِدِنِينَ ﴿ اللهِ الرُّوْمِ الْمُنْلِدِنِينَ ﴿ اللهِ اللهُ اللهِ اللهِ اللهُ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهُ اللهِ اللهِ اللهُ اللهِ اللهُ اللهِ اللهُ اللهِ اللهُ اللهِ اللهُ اللهِ اللهُ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهُ اللهِ اللهُ اللهِ اللهُ الله

اس کلام کی حقیقت اوراس کلام کے نازل فرمانے والے کی حقیقت یہ ہے کہ یہ کلام اللہ

ہےاوررب العلمین کا نازل فرمودہ ہے،ارشادر بانی ہے:

#### وَإِنَّكَ تَتَلَقَّى الْقُزَّانَ مِنْ لَّدُنْ جَكِيبِم عَلِيمٍ وَ

اور (اےرسول اللہ ) بے شک آپ کوتو ایک علیم اور علم والے کی طرف مے قرآن سکھایا جارہا ہے۔ (۳۸)

رسول الله صلی الله علیه وسلم نزول قرآن کے وقت شدت کا سامنا فر ماتے اور قرآن کریم کو بوفت نزول حفظ کرنے میں اپنی جان کو تکلیف میں ڈالتے تھے، بھولنے یااس وی میں بعض الفاظ ضائع ہوجانے کے نوف سے آپ جبریل کے ساتھ ساتھ قرآن کی تلاوت کرتے ، الله تعالی نے آپ کو حکم فر مایا کہ جبریل کی قراء ہے کے وقت آپ خاموش اور پرسکون رہیں اور بیاطمینان دلایا کہ الله تعالی آپ کے سینے میں اس قرآن کو محفوظ فر مادے گا لہذا وی کے حصول اور حفظ میں دلایا کہ اللہ تعالی نہ کریں اور اپنی جان کو تگی میں نہ ڈالیں:

وَلا تَعَمِّلُ بِالْقُرُّانِ مِنْ قَبُلِ آنَ يَتُقْضَى إِلَيْكَ وَحْيُهُ ۚ وَقُلُ دَّتِ زِدُنْ عِلْمًا ۞

اورا نے نبی (علیقیہ ) جب تک اس کی پوری وی آپ کی طرف نازل نہ ہو جائے آپ قرآن (پڑھنے) میں جلدی نہ سیجئے اور دعا کرتے رہنے کہ اے میرے رب مجھے زیادہ علم دے۔ (۳۹)

حفظ پرالله تعالى كى كفالت كى وكيل درج ذيل آيات يس آئى ہے۔ارشادِر بانى ہے: لاَ تَعُرِّدُ بِهِ لِسَانَكَ لِيَعْجَلَ بِهِ أَنْ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُوْانَكُ قَ فَاكَةُ اَ قَرَانُكُ فَائِيْعِ قُوْانَكُ فَ ثُمْرًا فَ عَلَيْنَا بَيَانَكُ فَ

(اے پیغبر اللہ ) آپ اسے جلدی جلدی یا دکرنے کے لئے اپنی زبان کو حرکت نہ دیں اسے جمع کر دینا اور اسے پڑھوا نا ہمارے ذہے ہے، پس جب ہم اس کو پڑھا کریں تو آپ (بھی) اس کو اسی طرح پڑھا کریں، پھراس کا بیان کرنا ہمارے ہی ذمہ ہے۔ (۴۰)

<sup>(</sup>٣٨) أنمل ٢٠ (٣٩) ط ١١٣٠. (٢٠) القيامة ١٠١٥

جبر بل امین رسول الدسلی الله علیه وسلی الدعلیه وسلی الدعلیه وسلی الدعلیه وسلی علیه وسلی علیه وسلی علیه وسلی الدعلیه وسلی الدعلیه وسلی علیه وسلی الدعلیه وسلی علیه وسلی الدعلیه وسلی الدعلیه وسلی الدعلیه وسلی الدعلیه وسلی ساعت فرماتے تھے، بیمعمول بر رمضان میں رہا یہاں تک که رسول الدصلی الدعلیه وسلی کے وصال ہے قبل جبر بل امین رمضان میں دومر تبد دور کرنے آئے، اس ہے رسول الدصلی الله علیه وسلی کو اندازہ ہوگیا کہ آپ کا وصال قریب ہے، اور آپ نے حضرت عائشہ رضی الله عنها ہے فرمایا کہ جبر بل رمضان میں ہمیشہ ایک بار میر ہوتے تھے اس سال دومر تبه آئے ہیں، میرا میر ہیں ہمیشہ ایک بار کی کا دور کرنے کے لئے نازل ہوتے تھے اس سال دومر تبه آئے ہیں، میرا خیال ہے جوار خیال ہو کے اور آپ کی وفات ہے وہی کا سلمہ مقطع ہوگیا۔ صلوات الله وسلا معلیه سیم نشقل ہوئے اور آپ کی وفات ہے وہی کا سلمہ مقطع ہوگیا۔ صلوات الله وسلا معلیہ وسلی کہ جبر بل کی الله علیہ وسلا معلیہ وسلی کہ جبر بل کی الله علیہ وسلی کہ خیال کے جوار جبر بی کی الله علیہ وسلی کہ خیال کے جوار کرنے کی اور رسول الله وسلا معلیہ وسلی کرنے کی اور رسول الله علیہ وسلی کرنے کی اور رسول الله علیہ وسلی کرنے وہ اس کرنے کی کیا کیفیت تھی قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ جبر بل امین الله تعالی سے ساع کر یے: ور آئی بہنچانے کی کیا کیفیت تھی قبل الله علیہ وسلی کو کرنا تے تھے۔ امام بیری نے آئیت کر بہد:

بیشک ہم نے اس (قرآن) کوشب قدر میں نازل کیا ہے۔ (۱۳)

إِنَّا اَنْزَلْنَهُ فِي لَلَّهُ الْقَدُرُقَ

کے تحت لکھتے ہیں اس کا مطلب ہے کہ ہم نے فرشتہ کوسنوایا اس کا مفہوم اسے سمجھایا اور ساعت کردہ آیات کے ساتھ اس کو نازل فر مایا۔ واللہ اعلم ۔ یعنی جبریل نے اللہ تعالیٰ سے س کر قرآن حاصل کیا ، اس کی تائید اس حدیث مبار کہ سے ہوتی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ وحی سے کلام فرما تا ہے خوف الٰہی ہے آسان پر زبر دست لرزہ طاری ہوجا تا ہے ، آسان کے فرشتے بے ہوش ہو کر سجدہ میں گرجاتے ہیں ، پھر سب سے پہلے جبریل اپنا سراٹھاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس پر وحی فرما تا ہے وہ اس کی ملائکہ کو خبر دیتے ہیں ، جب وہ کسی آسان سے گزرتے ہیں وہاں کے مکین سوال کرتے ہیں کہ ہارے رہ نے کیا ارشاد فرمایا ؟ جبریل کہتے ہیں ، حق فرمایا ، پھروہ وحی لے کر وہ اس آتے ہیں جہاں آنے کاان کو تھم دیا گیا۔ (۲۲)

कर्तियम् अवस्तुर्वे(२४) (१५४७) (१५)

علامہ زرقانی اپنی تالیف ' ممنائل العرفان ' میں کہتے ہیں کہ بعض لوگوں کا یہ احمقانہ خیال ہے کہ جبریل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قر آن کریم کامفہوم لے کر نازل ہوتے سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کوع بی زبان میں منتقل کر کے بیان کرتے ، جبکہ بعض کا یہ خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے مفہوم وحی کیا جاتا تھا الفاظ جبریل کے ہوتے تھے، یہ دونوں قول باطل ہیں سراسر گناہ ہیں، قر آن ، سنت ، اجماع امت سے متصادم ہیں ، سیابی کے ایک قطر ہے جسی وقعت نہیں رکھتے ، میراعقیدہ ہے کہ اسے فریب کاری اور عیاری سے اہل اسلام کی کتب ہیں داخل کیا گیا ہے ور نہ قر آن کا مجز ہونا کیے ممکن ہوگا جب کہ اس کے الفاظ اللہ تعالیٰ کے وحی فرمودہ نہ ہوں بلکہ سے جبریل امین یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ ہوں؟ بھران الفاظ کی اللہ کی طرف نسبت کیے سے جبریل امین یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ ہوں؟ بھران الفاظ کی اللہ کی طرف نسبت کیے سے حقی یشت می حکلم اللٰ و ریباں تک کہ وہ اللہ کلام من لے ) (۱۳۲۳) اس کے علاوہ دیگر دلائل بھی ہیں طوالت سے نیجنے کے لیے ہم ان سے صرف نظر کررہے ہیں۔

# كياسنت نبوى بھى وحى الہى ہے؟

یہ بات واضح ہو چک کہ قرآن کریم اللہ کا کلام ہے، کینی اس کے الفاظ اور مفہوم اللہ کی جانب سے ہیں، تبلیغ کے سوااس میں جبریل اور رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم کا وخل نہیں ہے، رہی سنت نبویہ (احادیث شریفہ) ہی بھی وحی اللی سے ہے، کیکن اس میں الفاظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور مفہوم ومعنیٰ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔اللہ تعالیٰ فرما تا ہے:

وَمَا يَنْظِقُ عَنِ الْهَوٰى أِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ تُوْحَى فَ

اورآپخواہش نفس سے کچھنہیں کہتے ، بیتو وحی ہے جوان کی طرف کی جاتی ہے۔( ۴۴ )

علامہ سیوطی نے علامہ جو نی کی بی تقریر نقل کی ہے کہ اللہ کا نازل کر دہ کلام دوطرح ہے پہلی قتم ہیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جبریل سے فرمایا کہتم اس پیغبر سے کہوجس کی طرف تنہیں جیجا گیا

<sup>(</sup>۶۳)الرّبه (۲۰)

ہے کہ اللہ تعالیٰ فرما تا ہے کہ آپ اس طرح اس طرح کریں اور فلاں ، فلاں چیز کا تھم دیں ، جریل فی نے تھم الہی کو سمجھا اور نبی علیہ السلام کے پاس نازل ہو کر رب کے فرمودات کو اپنے الفاظ میں پہنچادیا ، جس طرح بادشاہ اپنے کسی بااعتماد خادم کو کہے کہ فلاں سے جاکر کہو بادشاہ آپ سے کہتا ہے : خدمت میں کوشش کرواور اپنالشکر جنگ کے لئے جمع کرو، اب اگر پیغام لانے والا یہ کہے : بادشاہ آپ سے کہدر ہا ہے: میری خدمت میں ستی نہ کرو، لشکر کو متفرق نہ کرو اور ان کو جنگ پر بادشاہ آپ سے کہدر ہا ہے: میری خدمت میں ستی نہ کرو، لشکر کو متفرق نہ کرو اور ان کو جنگ پر براہ گھٹھ کرو نظام ہر ہے اس پیغام کو کو تا ہی یا جھوٹ نہیں کہا جائے گا، اور دوسری قتم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ مکتو بے جبریل سے فرمایا: نبی علیہ السلام پر میرا میکتو ب پڑھو، جبریل اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ مکتو بے کر آئے اور بغیر تغیر و تبدل کے اسے بعینہ نبی علیہ السلام کو سنا دے ، جس طرح بادشاہ ا ہے کسی با عتما والمانت دار آدمی کو خط دے اور کہے فلال کو جاکر سناؤ۔

علا مہسیوطی فرماتے ہیں قرآن کریم قتم ثانی اورسنت نبویہ قتم اول ہے،اسی لیے قرآن کریم کے برعکس سنت کی بلمعنیٰ روایت جائز ہے۔

> 5 645



### فصيل چهارم

# جمع قرآن

# عہدِ نبوی میں جمع قر آ ن

قر آن کریم کودومرتبہ جمع کیا گیا، اعہد نبوت میں، ۲۔عبد خلفائے راشدین میں۔ ہرمرتبہ جمع قر آن میں بعض خصوصیات اورامتیازی اوصاف تھے۔ جمع کالفظ بھی حفظ اور لوگوں کے قلوب واذبان میں یا در ہنے کے مفہوم میں آتا ہے۔ اور بھی اس سے کتابت اور صحائف اوراوراق میں اس کی حفاظت مراد ہوتی ہے۔ عصرِ نبوت میں جمعِ قرآن کی دونوں صور تیں تھیں:

ا۔ حفظ اور تحفیظ ہے سینوں میں جمع کرنا۔

۲۔ کتابت اورنفوش کے طور پراوراق اور سطور میں جمع کرنا۔

ہم بالنفصیل دونوں طرح کے جمع کرنے میں گفتگو کریں گئے تا کہ قرآن کی حفاظت، کتابت اور قد وین میں اس بے مثال توجہ اور اہتمام کا اندازہ ہوجس سے سابقہ کتب ساوی محروم رہیں، سابقہ کتب کو وہ توجہ، رعایت اور اہتمام نہیں ملا جواللہ کی باعظمت کتاب اور محمصلی اللہ علیہ وسلم کے ابدی مجز ہ قرآن کریم کو ملاہے۔

# سينول مين قرآن كريم كي حفاظت

قرآن کریم نبی امی صلی اُلله علیه وسلم پرنازل ہوا، آپ کی پوری توجہ اس پرمرکوزر ہتی کہ جس طرح قرآن کا نزول ہوا اے اسی صورت میں محفوظ اور یاد کر لیا جائے ، پھرآپ قرآن کریم کی لوگوں کے سامنے تلاوت فرماتے تا کہ وہ بھی اس مقدس کلام کوزبانی یاد کر لبس اور اپنے سینوں میں محفوظ کرلیس، بیاس نبی کی امت کی ضرورت تھی جس کواللہ نے امی عربوں کی طرف مبعوث کیا تھا۔

ارشاد ہاری تعالیٰ ہے:

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِتَةِنَ رَسُولًا فِنْهُمُ يَتُلُواْ عَلَيْهِمُ الْيَهِ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَبَ وَالْحِكْمَةَ أَنْ

وہی تو ہے جس میں ان پڑھلوگوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اس (اللہ تعالیٰ) کی آیات پڑھ کر سنا تا اوران کو پاک کرتا ہے، اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم ویتا ہے، (1)

ائمی (ناخواندہ) کی میہ عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنے حافظ اور یا دداشت پر بھروسہ کرتا ہے کیونکہ وہ لکھنا پڑھنانہیں جانتا،امت مسلمہ نزول قرآن کے دور میں مکمل طور پرعر بول کے تمام تر اوصاف سے متصف تھی،ان کی یا دداشت زبردست تھی، بہت جلد حفظ کر لیتے تھے، ذبن ایسا پا یا تھا کہ ہزاروں لاکھوں اشعار ان کے حافظ میں موجود رہتے تھے، وہ ایک دوسرے کے حسب و نسب کے شاسا تھے، دل و جان ہے اپنی معلومات کی حفاظت کرتے تھے،تاری پران کی گہری نظر تھی، ایسے لوگ نہ ہونے یا جن کو معلقات عشر کے اکثر تھی، ایسے لوگ نہ ہونے حالانکہ ان کے اشعار کا حفظ کرنا چنداں آسان نہ تھا۔

پھران کے پاس قر آن کریم آگیا، جس نے اپنے زور بیان سے ان کومبہوت و حیران کردیا، جس کے احکام نے ان کومرعوب کر دیا اور جس کے جلال وعظمت نے ان کے دل و د ماغ کو اپنی گرفت میں لے لیا، ان کے افکار اور عقول قر آن کے مطبع ہوگئے۔ ان کی ہمتیں کتاب مجید کی طرف لگ گئیں، وہ سرتا پا ای کے ہوکررہ گئے، اس کے حفظ وحفاظت میں جی جان ہے منہمک ہوگئے، اس کی ایات اور سورتیں ان کے ور دِ زبان ہوگئیں۔ قر آن کریم میں روح حیات پاتے ہی وہ اشعارے لاتعلق ہوگئے۔

نبی صلی الله علیه وسلم کی حفظ قرآن میں رغبت اور انتہاک کا بید عالم تھا کہ را توں کونماز میں قرآن کریم کی تلاوت کرتے ،اس کی آیات میں تفکر و تد بر کرتے ، پوری رات یونہی گذر جاتی یہاں تک کہ آپ کے مبارک قدموں پر کنڑ ہے قیام اور حکم خداوندی کی بجا آوری میں ورم آ جاتا تھا۔ يَايَهَا الْمُزَّمِّلُ ﴿ قَيْمِ الْيَكَلِ الْاَقَلِيلُا ۞ نَصْفَةَ آرِد انْعَصُ مِنْهُ وَلَيْلَا ۞ نَصْفَةَ آرد انْعَصُ مِنْهُ وَلَيْلا ۞ نَرْتَيُلا۞ وَمُوانَ مَنْ أَنْهُ لِا ۞ اَوْزِدُ عَلِيْهِ وَمَرَيِّلِ الْعَزُانَ تَرْتَيُلا۞

ر یوں کی رہے میں لیٹنے والے آپ رات کو قیام فر مایا سیجئے ، مگر تھوڑی رات ، آ دھی رات یااس سے بھی پچھکم یااس سے پچھزیادہ اور قرآن کو تھم ر تھر کر تلاوت کیجئے۔(۲)

یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدالحفاظ تھے،قر آن کریم آپ کے قلب اطہر میں جمع تھا،اورقر آن کریم سے متعلق ہر معالم میں آپ اہل اسلام کا مرجع تھے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم بھی قرآن کریم کی تلاوت اور درس و تدریس میں ایک دوسرے سے سبقت لے جاتے تھے۔ پوری جدو جہد سے قرآن کریم کو یاد کرتے اور اس کی حفاظت کرتے، گھروں میں اہل خانہ بیو یوں اور اولا دکوقرآن کی تعلیم دیتے تھے، اگر کوئی رات کی تاریکی میں صحابہ کرام کے گھروں کے پاس سے گزرتا تو وہاں سے کھیوں کی بھنبھنا ہے کی طرح قرآن کریم پڑھنے کی آوازیں سائی دیتیں تھیں۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے بعض گھرانوں کے پاس سے گزرت اور رات کی تاریکی میں کھڑے ہوکر وہاں بعض لوگوں کا قرآن کریم سنتے تھے۔

صیح ابخاری میں حضرت ابومویٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فر مایا کہ کاش تم مجھے رات کو دیکھتے جب میں تمہاری قر اُت من رہا تھا، تمہیں تو آل داؤد کی بانسریوں میں سے ایک بانسری (خوش آوازی) دی گئی ہے۔ (۳)

صحیح مسلم کی روایت میں بیاضافہ ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! بخدا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ میری قر اُت کوساعت فر مار ہے ہیں تو میں آپ کے لیے اور زیادہ خوش الحانی اور آ رائنگی سے پڑھتا۔ (۴)

رسول الله صلی الله علیه وسلم کاارشاد ہے کہ میں رات کے وقت اپنے اشعری ساتھیوں کے قرآن پڑھنے کی آواز وں سے میں قرآن پڑھنے کی آواز وں سے میں

ان کے ٹھکانوں کو جان لیتا ہوں اگر چہیں نے دن کے وقت ان کے ٹھکانوں کوند دیکھا ہو۔ (۵)
صحابہ کرام کی کثیر تعداد حفظ قرآن میں مشہورتھی ،رسول الله صلی الله علیہ وسلم ان کے حفظ قرآن کے باعث ان پرخصوصی لطف وعنایت فرماتے ،ان کو مختلف بستیوں ، قبائل اور شہروں میں لوگوں کی تعلیم اور تدریس کے لئے روانہ فرماتے ، جمرت سے پہلے آپ نے حضرت مصعب بن عمیر اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہا کو اہل مدینہ کی طرف بھیجا ، یہ حضرات اہل مدینہ کو اسلام کی تعلیم دیتے اور ان کوقر آن پڑھاتے تھے ، اس طرح فتح مکہ کے بعد آپ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو ایل مدینہ کی تحفیظ اور تعلیم کے لیے روانہ فرمایا۔

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب کوئی شخص مسلمان ہوکر ہجرت کر کے آتا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کوہم میں ہے کسی شخص کے حوالے فرماتے تا کہ وہ اس کو قرآن کی تعلیم و ہے۔ رسول اللہ علیہ وسلم مسجد میں تلاوت قرآن کے باعث شور ہر پار ہتا رسول اللہ علیہ وسلم نے ان کو پست آواز ہے تلاوت کرنے کا تکم دیا تا کہ وہ ایک دوسرے کو مغالطے میں نہ ڈالیس۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں بے شار حفاظ قرآن تنے ، ان کی کثر سے تعداد کا ہم اس سے اندزہ لگا سکتے ہیں کہ صرف جنگ بمامہ میں ستر سے زائد عظیم حفاظ قرآن شہید ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں بیر معونہ کے واقعات میں ایک سو جالیس حفاظ قرآن شہید ہوئے ، صرف ان دو واقعات میں ایک سو جالیس حفاظ قرآن شہید ہوئے ہیں۔

امت محمریہ کی بے مثال خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ مقدس کتاب ان کے سینوں میں محفوظ ہے۔ اور اس کو آ گے بنتقل کرنے میں انہوں نے اپنے سینوں اور قلوب وازبان پر اعتماد کیا ہے، مصاحف اور سطور و اوراق میں اس کی کتابت پر بھروسہ کر کے نہیں بیٹھے۔ دیگر کتب ساوی کے پیروکاروں میں ہمیں تورات یا انجیل کے حافظ نظر نہیں آتے۔ وہ لکھے ہوئے پر اعتماد کرتے ہیں، عافظ نظر نہیں آتے۔ وہ لکھے ہوئے پر اعتماد کرتے ہیں، حافظ نظر نہیں تک بیا کے کتاب سے پڑھتے ہیں، اس لیے ان کی کتب میں تحریف اور تبدیلی نے راہ پالی۔ حافظ کے سجائے کتاب سے پڑھتے ہیں، اس لیے ان کی کتب میں تحریف اور تبدیلی نے راہ پالی۔ اللہ تعالی نے اپنی عنایت سے قرآن کریم کی حفاظت کی خود ذمہ داری لی ہے، اس کے حفظ کو آسان

وعدا يوريني الى مراس بيرمون إلى عدام أعلم الى مراس وروعا رايم والعدم

فرمادیاہے:

### وَكَقَدُ يَسَرُنَا الْقُرُانَ لِلذِّكِرُوفَهُلُ مِنْ مُتَكَكِرِ ۞

اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لئے آسان کر دیا ہے، پھر کوئی ہے جونصیحت حاصل کرے۔(۲)

اسے سنیوں میں محفوظ فرما کر ہرفتم کی تحریف اور تبدیلی سے محفوظ فرمادیا ہے۔ ارشاد فرمایا: اِنّا نَحَدُنُ سَرِّكُنا اللّٰ اللِّرِ كُورَ إِنَّا لَكُ لَهُ خِفِظُونَ ﴾

بے شک ہم ہی نے ذکر ( قرآن ) اتارا ہے اور بے شک ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ ( 2 )

یقیناً قرآن مجید کے لئے بیاللہ کی خاص عنایت ہے،اللہ تعالیٰ نے اس شرف عظیم سے امت مجمد بیکوخاص فرمالیا ہے،ان کے سینوں کوانا جیل بنا کران میں اپنی کتاب نازل فرمادی جسے پانی نہیں دھوسکتا کسی شاعرنے کیاخوب کہاہے:

> اللہ اکبر، محمصلی اللہ علیہ وسلم کا دین اور آپ کی تتاب توی تر اور خوب سیدھی بات ہے۔اس کے مقابلے میں سابقہ کتب کا ذکر نہ کر و، صبح طلوع ہوئی تو قندیلیں بچھ کئیں ۔

# بطور كتابت جمع قرآن

قر آن کریم کا دوسراامتیازی وصف بیہ ہے کہ اسے جمع کیا گیااورمصاحف میں لکھا گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وقی کے کا تب تھے، جب بھی قر آن کریم میں سے پچھازل ہوتا آپ اس کے لکھنے کا تھم دیتے تا کہ اس کی زیادہ سے زیادہ تفاظت ہو، ضبط تحریر میں لاکراس کو مزید قابل اعتاد کیا جائے، یہ کتاب اللہ کے بارے میں زبردست احتیاط تھی تا کہ کتابت، حفظ اور یا دداشت مکتوب کے معاون ومددگار ہوں۔

کا تبین وحی منتخب صحابہ کرام تھے، رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے وحی کی کتابت کے لیے

(1)

الیے بااعتاد عظیم المرتبت صحابہ کرام کا انتخاب فر مایا جواس مہتم بالشان کام کو پوری ذیے داری ہے ہر انجام دینے کی صلاحیت رکھتے تھے، حضرت زید بن ثابت، ابی بن کعب، معاذ بن جبل، معاویہ بن ابی سفیان اور خلفائے راشدین رضوان الله علیم وغیرہ جیسے ظیم القدر صحابہ مشہور کا تبین و تی میں ہے ہیں۔ امام بخاری اور مسلم نے حضرت انس رضی القد عند ہے روایت کیا ہے کذر سول الله صلی الله علیہ وسلم کے عہد میں چارصحابہ نے قرآن جمع کیا اور وہ چاروں انصار تھے۔ ابی بن گعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ابوزید رضی الله عنہ محضرت انس رضی الله عنہ ہے ہو چھا گیا کہ ابوزید کون ہے؟ کہا میر اایک جیا۔ (۸) مذکور المصدر حضرات مشہور کا تبین و تی بیں، ورنہ صحابہ کرام کی بن کون ہے؟ کہا میر اایک جیا۔ (۸) مذکور المصدر حضرات مشہور کا تبین و تی بیں، ورنہ صحابہ کرام کی بن کی تعداد قرآن کریم کو تصفی تھی، بہت سوں کے پاس اپنے خاص مصاحف تھے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو بچھ سنتے یا حفظ کرتے اس کو کھی لیتے تھے، جیسے حضرت ابن مسعود ، حضرت علی اور حضرت عائش رضی الله عنہ مو فیرہ کے مصاحف۔

## كتابت كاطريق كار

کتابت کاظر بھے بیتھا کہ صحابہ کرام مجبوری شاخوں، باریک بھروں اور چرڑ ہے یا کاغذ کے کھڑوں اور شانے کی بڈیوں وغیرہ برقر آن کریم لکھا کرتے تھے، اہل عرب میں کاغذ کا استعال عام نہ تھا اگر چہ فارس وروم میں اس کا استعال شروع ہو چکا تھا تا ہم عرب میں بید نادر تھا۔ اہل عرب کتابت میں کام آنے والی دوسری دستیاب اشیا کو استعال میں لا یا کرتے تھے۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں چرڑ ہے کے باریک مکڑوں پرقر آن کریم لکھتے تھے۔ آیات کی ترتیب ہی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اور اللہ تعالی باریک مکڑوں پرقر آن کریم لکھتے تھے۔ آیات کی ترتیب ہی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اور اللہ تعالی کے حکم کے مطابق ہوتی تھی۔ اس لیے اس پر علاء کا اتفاق ہے کہ جن قر آن تو قیفی ہے، یعنی آیات اور سور توں کی موجودہ ترتیب اللہ تعالی کے حکم ماور وحی کے مطابق ہے۔ جبر بل علیہ السلام ایک یا متعدد آیات لے کرنازل ہوتے اور کہتے کہ اے اللہ کے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم )! اللہ تعالی آپ کو حکم فرما تا ہے کہ اس آیت یا آیات کو فلاں سورت کے فلاں مقام پر رکھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کوفر ماتے کہ اس کو فلاں مقام پر رکھدو۔

# حضرت ابوبکررضی الله عنه کے دور میں جمع قر آن

حق رسالت ادا کرنے ،امانت پہنچانے ،امت کی خیرخوا ہی فریانے اورلوگوں کو دین قویم کی طرف رہنمائی فرمانے کے بعد رسول الله صلی الله علیہ وسلم اللہ کے جوارِ رحمت میں منتقل ہو گئے ،اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے خلیفہ اور جائشین ہوئے۔ آپ کواپنی نیل نت کے دوران عظیم خطرات، شدیدمصائب اور کمرتو ڑ مشکلات کا سامنا کرنایڑا۔مرتدول ہے جنگیں خصوصاً اہل اسلام اورمسیلمہ کذاب کے پیرو کاروں کے درمیان یمامہ میں زبر دست معرکہ آ را کی ہوئی۔اس جنگ میں کثیر تعداد میں حفاظ قر آن صحابہ کرام شہید ہوئے۔جن کی تعدادستر سے زائد تھی ۔اتنی بڑی تعداد میں حفاظ کی شہادت ہے مسلمان گھبرا گئے ۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ پریہ بات نہایت گراں گزری۔ آپ حفرت ابو بکررضی اللہ عنہ کے پاس آئے دیکھا ابو بکررضی اللہ عنہ شدید رنج وغم میں مبتلا ہیں ۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تجویز پیش کی کہ قر آن کریم کوجمع کیا جائے ۔اتنی بردی تعدا دمیں حفاظ کی شہادت ہے کہیں قر آن ضائع نہ ہوجائے ۔ شروع میں حضرت ابو بکر رضی اللّٰدعنهاں تجویز برعمل درآ مدکر نے میں متر دور ہے۔ پھرمصلحت واضح ہو جانے پراس کا م کے لیے تیار ہو گئے اللہ تعالیٰ نے اس عظیم کام کی انجام دہی کے لیے آپ کا شرح صدر فر مادیا ،حضرت ابو بکر رضی اللّٰہ عنہ نے حضرت زیدین ثابت رضی اللّٰہ عنہ کو بلوا کریہ معاملہ ان کے سامنے رکھا اوران کو ا یک مصحف میں قر آن کریم جمع کرنے کو کہا،کیکن زیدرضی اللہ عنہ بھی تر دد کا شکار ہو گئے ۔ پھراللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکراورعمر رضی اللہ عنہما کی طرح ان کا شرح صدر فر ہادیااور جمع قر آن کی حکمت اورمصلحت ان برآ شکار ہوگئی صحیح بخاری میں بیقصہ مروی ہے۔اس کی اہمیت کے پیش نظر ہم اسے یہاں نقل کرر ہے ہیں۔

#### صحیح البخاری کی روایت

حضرت زیدین ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یمامہ کی جنگ میں ستر حفاظ کی شہادت کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھے بلوایا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عمر میرے پاس آئے ہیں ان کا کہنا ہے جنگ

یمامہ میں بہت سے حفاظ قر آن شہید ہو گئے ہیں۔ مجھےاندیشہ ہےاگر ہرمعرکے میں ای طرح قراء شہید ہوتے رہے تو قرآن کریم کا کثیر حصہ چلا جائے گا ،میرا خیال ہے آ پ کسی کوجمع قرآن کا حکم دیں، میں نے ان ہے کہا کہ میں وہ کام کیے کروں جسے رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم نے انحام نہیں د یا؟ عمر رضی اللّٰدعنہ نے کہا کہ بیکام اللّٰہ کی قتم بہتر ہے،عمر برابر مجھ سے بحث کرتے رہے تا آ نکیہ الله تعالیٰ نے عمر کے شرح صدر کی طرح میر ابھی شرح صدر فر مایا ، (اس کی حکمت اور مصلحت میری سمجھ میں آگئی ) اور میں نے ان کی رائے ہےا تفاق کرلیا ۔حضرت زیدرضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکررضی الله عند نے مجھ سے فر مایا کہتم عقل مند، جوان اور دیانت دار آ دمی ہو، وحی ک کتابت کرتے رہے ہوقر آن کریم کو تلاش کرواوراس کوجمع کرو۔ زیدرضی اللہ عنہ نے کہا کہ بخدا اگروہ مجھے بہاڑ کوا نی جگہ ہے منتقل کرنے کا کہتے تو وہ کا م میرے لیے اس سے زیادہ بھاری نہ ہوتا ، میں نے کہا کہ آپ حضرات ایبا کام کیوں کرنا جاہتے میں جس کورسول الله صلی الله علیہ وسلم نے نہیں کیا؟ حضرت ابو بکررضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ بخدا بہتر کام ہے، وہ برابر مجھے آ مادہ کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالٰی نے ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہا کے سینوں کی طرح میرے سنے کو بھی اس مصلحت اور حکمت کے لیے کھول دیا۔ پھر میں قر آن کریم کو باریک پھروں، کھجور کی ٹہنیوں اور لوگوں کےسینوں ہے تلاش کر کے جمع کرنے لگا، یہاں تک کہسورۃ التوبیۃ کی یہآخری دوآیات مجھے صرف ابوخز بمدانصاری رضی اللہ عنہ کے پاس سے ملیں اور کسی کے پاس سے ملیں: لَقَالْ جَآءًكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِيتُمْ حَرِيْنَ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْنٌ رَّحِيْمٌ۞فَإِنْ تَوَلَّوُا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ \* أَلَّ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهُ تَوَكَّلْتُ وَ هُوَ رَبُّ الْعَرُشِ الْعَظِيْمِ ۞

ب شک تبهارے پاس تمہیں میں نے ایک آیا رسول آگیا جس پر تبهاری کا کیف شاق گزرتی ہے جو تبهاری جملائی کا بڑا خواہش مند ہے۔ وہ مومنوں پر نہایت شفق اور مہربان ہے۔ پھر بھی اگریدلوگ روگردانی کریں

تو آپ کہدد سیجئے کدمیرے لئے تو اللہ کافی ہے جس کے سواکوئی معبود نہیں، میں نے تو اس پر بھروسہ کر لیا ہے اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔(9)

میصیفه حضرت ابو بکر رضی الله عنه کے پاس رہا، ان کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی الله عنه کے پاس رہا پھرام المؤمنین حضرت حفصه بنت عمر رضی الله عنهما کے پاس رہا۔ یہ روایت جمع قرآن کے سبب کی دلیل ہے۔(۱۰)

# جمع قرآن سے متعلق سوالات

یہاں بعض جواب طلب سوالات پیدا ہوتے ہیں، ہم تفصیل کونظرا نداز کرتے ہوئے مختصراً ان کے جوابات ذکر کررہ ہے ہیں۔

- حضرت ابو بکر رضی الله عنه کوجمعِ قر آن میں تر دد کیوں تھا حالانکہ یہ بہترین کام تھا اور اسلام ایسے کاموں کاحکم دیتا ہے؟

جواباً عرض ہے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کواندیشہ تھا کہ لوگ مصاحف کی موجودگی میں کہیں تسابل میں نہ پڑیں اور حفظ و تحفیظ سے عافل نہ ہوجا کیں ،مصاحف کی موجودگی ہے ان میں کا بلی اور ستی راہ نہ پائے۔ وہ اپنی یاد داشت سے زیادہ موجود مصاحف پر اعتماد کرنے لگیں اور مصاحف میں د بھے کر قرابت کوتر جیج نہ دیے لگیں ،جبکہ مصاحف میں قرآن کریم کے مکتوب ہونے شیار و د منظ قرآن میں سرگرم عمل رہتے ہیں۔

دوسرا پہلویہ ہے کہ حضرت ابو بکرصد این رضی اللہ عنہ حدو دِشرع کے نہایت پابند تھے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے دل و جان ہے شیدائی تھے، ان کو یہ خدشہ تھا کہ ان کا یہ ممل
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناپیند یدہ بدعت نہ ہو، ای لیے انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے
فر مایا کہ میں وہ کام مس طرح کروں جس کام کورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا؟ شاید ان کو
بیدا ندیشہ ہو کہ اس طرح کا اختر اع اور غفلت ان کو شریعت کی مخالفت اور بدعت میں مبتلانہ
کردے۔لیکن جب انہوں نے اس رائے کو مہتم بالشان اور اللہ کی کتاب کی حفاظت اور حفظ کے

لیے نہایت عمدہ پایااور یہ کہ اس طرح قر آن کریم کے ضیاع اور تحریف کا اندیشے نہیں رہے گا، اوران کو یہ یقین ہوگیا کہ ایساعمل نہ تو بدعت ہے نہ ہی کوئی غیر ضروری کام، تو انہوں نے جمع قر آن کا پختہ ارادہ کرلیا اور حضرت زیدرضی اللہ عنہ کو برابر اطمینان دلاتے رہے، یبال تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا شرح صدر فر مایا اور وہ اس عظیم اور مہتم بالثان کام کوکر نے پر راضی ہوگئے ۔ واللہ اعلم ۔ اس عظیم الثان کام کے لیے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جلیل القدر صحابہ کرام میں سے زید بن فاہت رضی اللہ عنہ کا انتخاب کیوں کیا ؟

اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ میں قرآن کریم کے جمع کرنے کے لیے ایکی متعدد خداداد صلاحیتیں موجود حس جودوسروں میں کیجا نہ حس ، آپ حافظ قرآن تھے ، کا تب وحی تھے ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے آخری لمحات تک نزول قرآن کے شاہد تھے۔ اس کے ساتھ آپ کا تقویٰ اور پر ہیزگاری مثالی تھے ، بڑے امانت دار تھے ، کمال اخلاق سے متصف تھے ، دین میں استقامت سے مالا مال تھے ، باصلاحیت اور ذبحن رسا کے مالک تھے ، بحکاری کی روایت میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بیالفاظ کہ '' تم عقل مند ، جوان اور دیا تت دارآ دی ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کا تب وحی رہے ہو' آپ کے انہیں اوصاف کی طرف اشارہ کررہے ہیں ۔ انہیں اوصاف کی طرف اشارہ کررہے ہیں ۔ انہیں اوصاف جمیدہ اور امتیازی خصائل کے پیش نظر حضرت ابو بکررضی طرف اشارہ کررہے ہیں ۔ انہیں اوصاف حمیدہ اور امتیازی خصائل کے پیش نظر حضرت ابو بکررضی گاری کا ان کے ان الفاظ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے :

الله کی قتم!اگروہ کسی پہاڑ کے اس کی جگہ ہے منتقل کرنے کا حکم دیتے تووہ مجھ پراتنا گراں نہ ہوتا جتنا گراں بیکام تھا۔

۳ صحیح البخاری میں مروی حضرت زیدرضی اللہ عنہ کے اس جملے کا کیا مطلب ہے کہ میں نے سورۃ التو ہے کی آئیں۔
 بے سورۃ التو ہے کی آخری آیات صرف ابوخزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس پائیں۔
 مجھے کسی اور کے پاس سے نہلیں۔

اس کا جواب سے ہے کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے بیآ بات کسی اور صحالی کے پاس

مکتوبہ حالت میں نہ پائیں ،اس کا بیم مطلب نہیں کہ حضرت ابوخزیمہ انصاری کے علاوہ کسی کے پاس
بیآ یات محفوظ نہ تھیں، خود حضرت زیدرضی اللہ عنہ قرآن کے حافظ تھے،ان کے علاوہ بھی صحابہ کرام
کی کثیر تعداد کو قرآن حفظ تھا، کیکن حضرت زیدرضی اللہ عنہ زیادہ احتیاط کے پیش نظر حفظ اور کتابت
دونوں سے کام لے رہے تھے (یعنی لوگوں کے سینوں میں محفوظ ہواور مکتوب حالت میں بھی موجود
ہو) انشاء اللہ اس موضوع پر ہم مزید گفتگو کریں گے۔ بہر حال اس عدہ اور مثالی نہج پر جمع قرآن کا

### جمع قرآن میں بھترین طریق کار

حضرت زید بن ثابت رضی الله عند نے جمع قرآن میں نہایت عمدہ طریق کارا بنایا، نہایت باریک بنی اور پختگی سے میکام سرانجام دیا، اس باعظمت کتاب کوحفاظت کی ضانت فراہم کرنے میں مناسب ترین نہج پر کار بندر ہے، صرف اپنی یاد داشت، کتابت اور ساعت کے بل بوتے پراکتفانہیں کیا بلکہ قرآنی آیات کی تلاش اور قرآن کوجمع کرنے میں دومصادر کا خیال رکھا۔

الوگول كے سينول ميں محفوظ ہو۔

ب \_رسول الله صلى الله عليه وسلم كے سامنے لكھا گيا ہو \_

حفظ اور کتابت دونوں ایک دوسرے کے بددگار اور پشتی بان تھے۔ ان کی انتہائی احتیاط اور شدت حرص کا بیعالم تھا کہ مکتوبہ آیت کواس وقت تک قبول نہ کرتے جب تک دو عادل گواہ بیدگواہی نہ دیتے کہ اس کورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لکھا گیا ہے۔ سنن ابی داؤد میں مروی بیحدیث اس پردلالت کرتی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آ کرکہا کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کا کوئی جز سیکھا ہووہ اسے لے آئے ۔ لوگ صحائف تختیوں اور مجمور کی شاخوں پر لکھتے تھے، آپ اس وقت تک کسی کالایا ہوا قبول نہ کرتے جب تک دوگواہ اس پرگواہی نہ دستے تھے۔ سنن ابی داؤد ہی کی ایک اور روایت میں ہے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر اور حضرت زیرضی اللہ عنہ نے حضرت عمر اور حضرت زیرضی اللہ عنہ نے حضرت عمر اور حضرت زیرضی اللہ عنہ اے فر مایا کہتم دونوں مجد کے درواز سے پر بیٹھ جاؤ، جو تحض اپنے لکھے ہوئے پر دوگواہ لائے کہ بیاللہ کی کتاب ہے اس کولکھ لو، علا مہ ابن حجر نے کہا ہے دوگواہوں سے ہوئے پر دوگواہ لائے کہ بیاللہ کی کتاب ہے اس کولکھ لو، علا مہ ابن حجر نے کہا ہے دوگواہوں سے

مراد حفظ اور کتابت ہے، علامہ سخاوی کا کہنا ہے اس سے بیمراد ہے کہ دوآ دمی بیگواہی دیں کہ بیہ آیت یا سورت رسول الله علیہ وسلم کے سامنے کھی گئی ہے۔اعلیٰ در ہے کی اس احتیاط اور دقیبِ نظر کی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کوحضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ملقین فر مائی تھی اور اس کام میں ان کے لیے یہی راؤمل تجویز کی تھی۔رضی اللہ عنہم۔

### حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مصحف کے امتیازات

حضرت ابوبکررضی الله عنه کےعہد میں جمع کر دہ مصحف متعددا متیازات کا حامل تھا۔ان میں بعض اہم امتیازات درج ذیل ہیں:

ا۔ مکمل گہری جھان بین اور پوری تحقیق

۲۔ منسوخ اللاوت ثابت نہ ہونے پرمصحف میں آیت کی کتابت۔

س\_ اس براجماع امت ،اوراس مصحف میں درج آیات کا بالتواتر نقل ہونا۔

یدایسے امتیازات ہیں جو صحابہ کرام کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عند کی تعریف میں رطب اللسان رکھتے تھے کہ انہوں نے قرآن کریم کوضائع نہیں ہونے دیا، یہ سب اللہ تعالٰی کی توفیق اور اس کی مدد ہی ہے ممکن ہوا۔ حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ مصحف میں اجر کے اعتبار سے ابو بکر رضی اللہ عنہ سب سے بہلے کتاب اللہ کو تح کیا۔ اعتبار سے ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ہمیشہ باقی رہنے والا کا رنامہ ہے اس توجہ اور عمل جمع قرآن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ہمیشہ باقی رہنے والا کا رنامہ ہے اس توجہ اور عمل پرتاری خمیشہ آپ کو سرا ہتی رہے گی ، آپ کی منقبت اور ذکر جمیل جاری وساری رہے گا ، اسی طرح تاریخ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے مملی اقد ام اور کا وشوں کی داد دیتی رہے گی۔ رضوان تا لیا علیہم اجمعین ۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں قر آن کریم کو ایک مصحف میں جمع کرنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ صحابہ کے پاس اپنے مصاحف نہ تھے جن میں قبل ازیں قر آن تحریر کیا گیا ہو، بلکہ بعض صحابہ کے پاس خاص مصحف موجود تھے لیکن تحقیق، تدقیق،منسوخ التلاوت آیات سے مبرا ہونے ، حدثوا تر تک رسائی ، اس پراجماع امت ہونے اور اس کے قرا آت سبعہ پر مشمل ہونے کی وجہ سے دوسر مے صحف اس مر ہے کونہیں بہنچ جس مر ہے اور مقام پر مصحف صدیقی فائز ہوا۔ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خاص مصحف تھا ، جس کوانہوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دور میں تحریک کا بت مکمل ہونے تک صرف نماز کے لیے باہر نکلیں گے۔ علامہ سیوطی نے ازمجہ بن سیرین از عکر مدروایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دور میں حضرت علی بن ابی طالب رضی نے کہا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دور میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں بیٹھ گئے ۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ انہوں نے آپ کی بیعت کو ناپند کیا ہے ، آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بازہ ہوں گیا جارہا ہے سومیں نے حضرت کو ناپند کیا ہے ؟ انہوں نے کہا کہ میں نے دیکھا کتاب اللہ میں زیادہ کیا جارہا ہے سومیں نے طرکیا کہ میں بند کیا جب سومیں اللہ عنہ نے فرایا آپ نے خاص مصحف تھا ، جب تک اس کو جمع نہ کرلوں نماز کے علاوہ اپنی چا در نہیں پہنوں گا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرایا آپ نے بہتر سوچا ہے ۔ (۱۱) اس سے معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خاص مصحف تھا ، کیل جیسا کہ ابن سیر بین سے مروی ہے اس میں ناخ اور مفسوخ دونوں قسم کی آیا ہے تھیں وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مصحف کی طرح (منسوخ التلا وت آیا ہے سے مبرا) نہ تھا۔

### قرآن مصحف واحد میں کیوں نھیں جمع کیا گیا؟

یباں بیسوال پیدا ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں قر آن ایک مصحف میں کیوں نہیں جمع کیا گیا؟ اس سوال کے متعدد جوابات میں :

- ۔ قرآن کریم کیک بارگی نازل نہیں ہوا بلکہ الگ الگ تھوڑ نے تھوڑ ہے حصوں میں نازل ہوا،سواس کے مکمل نزول تک اس کوجمع کرناممکن نہ تھا۔
- ۲۔ بعض آیا ت ہے بعض آیات اور احکام منسوخ ہور ہے تھے، ابھی ننخ جاری تھا سو
   ایسی حالت میں قر آن کریم کا ایک مصحف میں جمع کرنا کس طرح ممکن تھا۔
- س۔ آیات اورسورتوں کی ترتیب نزول کے اعتبار سے ندتھی ، بلکہ بعض آیات کا نزول وحی کے اعتبار سے ندتھی ، بلکہ بعض آیات کا نزول وحی کے اواخر میں ہوالیکن ترتیب میں ان کواولین سورتوں میں جگہ دی گئی اس سے مکتوب

مصحف میں تغیر پیدا ہوتا۔

م۔ آخری آیات کے نزول اور رسول الله صلی الله علیه وسلم کے وصال کے درمیان بہت کم مدت تھی، چنانچے فصل اول میں گزر چکاہے کہ قرآن کریم کی سب سے آخر میں نازل ہونے والی آیت یہ ہے:

> وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرُجَعُوْنَ فِيْهِ إِلَىٰ اللهِ ۖ ثُمَّ تُوَكَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَاكسَبَتْ وَهُمُ لَا يُظْلَمُوُنَ۞

اور اس دن سے ڈرتے رہوجس میں تم اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ پھر ہرخض کو دہ پورا پورادیا جائے گا جواس نے کمایا تھا۔اوران پرکسی قتم کاظلم نہ ہوگا۔(۱۲)

اس آیت کریمہ کے نزول کے صرف نورا تیں بعدرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے جوارِ رحمت میں منتقل ہو گئے اس قلیل مدت میں جمع قر آن ممکن نہ تھا۔

۵۔ حضرت ابو بکررضی اللہ عنہ کے عہد میں جمع قرآن کے جو محرکات اور دوائی سامنے آئے وہ اس سے قبل موجود نہ تھے ، مسلمان خیر سے تھے، قراء بکثرت تھے۔ فتنے سے امن تھا،

لیکن حضرت ابو بکررضی اللہ عنہ کے عہد میں اس قدر حفاظ قرآن شہید ہوئے کہ قرآن

کریم کے ضاع کا اندیشہ پیدا ہوا۔

خلاصة كلام يہ ہے كه اگر سابقه حالات ميں قرآن كريم كوايك مصحف ميں جمع كيا جاتا تو قرآن تغيير وتبديل كا ہدف اور نشانه بن جاتا، جب بھى نائخ آيت نازل ہوتى يا كوئى اور سبب سامنے آتا تبديلى ناگز بر ہو جاتى ، حالا نكه مسلمانوں كوكتابت كے وسائل بہت كم دستياب ہے اور ہر مرتبہ پہلے والے صحف كى تبديلى اور خے مصحف كى كتابت ان كے ليے آسان ندھى ، اور ہر مرتبہ نيا مصحف ترتيب دينا يا ہر ماہ يا ہر روز اييا مصحف تيار كرنا ممكن ندھا جس ميں نازل شدہ تمام قرآن مرقوم ہوتا، جب معاملہ تنزيل كے اختام تك پہنچا، رسول اللہ صلى واللہ عليہ وسلم كا وصال ہوگيا، ننخ كا امكان باقى ندر ہا، معاملہ تنزيل كے اختام تك پہنچا، رسول اللہ صلى اللہ عليہ وسلم كا وصال ہوگيا، ننخ كا امكان باقى ندر ہا، ترتيب كممل ہوگئ تو قرآن كريم كوايك مصحف ميں جمع كرنا ممكن ہوگيا اور خليفة راشد حضرت ابو بكر

صدیق رضی الله عندیے بید میداری بیطریق احسن نبھائی ، الله تعالی ان سے راضی ہواور قرآن واہل اسلام کی طرف ہےان کو بہترین جزاسےنوازے۔

# حضرت عثمان رضی اللّٰدعنہ کے دور میں جمع قر آن

حضرت عثان رضی اللّٰدعنه کےعہد خلافت میں جمع قر آن کا سب حضرت ابو بکر رضی اللّٰہ عنہ کے دورخلافت ہے مختلف تھا،حضرت عثمان رضی اللّٰدعنہ کے دورخلافت میں فتو حات اسلامیہ میں وسعت آگئی تھی مسلمان مختلف شہروں اور علاقوں میں پھیل بھیے تھے، ہراسلامی علاقے میں اس صحابی کی قر اُت مشہورتھی جس نے ان کوقر آن کی تعلیم دی تھی ، چنانچہ اہل شام حضرت الی بن کعب رضی الله عنه کی قر اُتْ میں ، اہل کوفیہ حضرت عبدالله بن مسعود رضی الله عنه کی قر اُت میں اور دوسر ہے لوگ حضرت ابومویٰ اشعری رضی الله عنه کی قر أت میں قر آن کریم پڑھتے تھے۔ان قر أ توں میں حروف کی ادائیگی اور وجوه قر اُ آت کا اختلاف تھا، یہاں تک کے معاملہ باہمی نزاع اوراختلاف تِک مُنتج ہوا۔اختلاف قر اُت کی بنیاد پرلوگ ایک دوسرے کی تکفیر کرنے گئے۔

حضرت ابوقلا یہ ہےمروی ہےحضرت عثمان رضی اللّٰہ عنہ کے دورِ خلافت میںمختلف قر اُ مختلف انداز میں قرآن کریم کی تعلیم دیتے تھے (اپنی پندیدہ قر اُت کےمطابق تعلیم دیتے تھے ) لڑ کے باہم ملتے تو ایک دوسرے سے مختلف قر اُت کرتے اور پھر معاملہ ایے معلمین تک لے جاتے ، یہاں تک کہایک دوسرے کی تکفیر کرنے لگتے ۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کوخبر ملی تو آپ نے خطبہ دیااور فرمایا کہتم لوگ میرے باس رہتے ہوئے اختلاف کررے ہو، جولوگ مجھ ہے دور، دور دراز علاقوں میں مقیم میں ان کا اختلاف کتناشد پد ہوگا؟

بداساب اور واقعات تھے جن کے بیش نظر حضرت عثان رضی اللہ عنہ نے اپنی عمد ہ رائے اور نگاہ دور بین ہے یہ انداز ہ لگایا کہ اس معاملے کے قابو سے باہر ہونے اوراس مرض کے لا علاج ہونے سے پہلے اس کا علاج ضروری ہے۔ آپ نے عظیم القدر صحابہ کرام اور اصحاب بصیرت ارباب رائے لوگوں کا اجتماع منعقد کیا اور اس فتنے کے علاج کے لیے مشور ہ طلب کیا، متفقہ طور پر بیرائے قراریائی کہامیرالمؤمنین مصاحف کے متعدد نسخے تیار کرائیں ، اور ہر قابل ذکر شہراور علاقہ میں ان کی نقول فراہم کردیں اور لوگوں گوان مصاحف کے علاوہ دیگر مصاحف کونذرِ آتش کرنے کا علم فرما ئیں۔ تاکہ وجوہ قرائت میں اختلاف اور جھڑ وں کا مکمل استیصال اور بیج کی ہو، آپ نے کا علم فرما ئیں۔ تاکہ وجوہ قرائت میں اختلاف اور جھڑ وں کا مکمل استیصال اور بیج کی ہو، آپ نے اس دانش مندانہ فیصلے پر عملدر آمدشروع کیا اور ان چا عظیم القدر تقد حفاظ حضرت زید بن ثابت ، حضرت عبداللہ بن زہیر، حضرت سعید بن العاص اور عبدالرحمٰن بن ہشام رضی اللہ عنہ کویہ فرمدداری سونی ۔ ان میں سے تین کا تعلق قریش سے اور ایک زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا تعلق انصار سے تھا، بیچلیل الشان کا م چوہیں ہجری میں سرانجام پایا، حضرت عثان رضی اللہ عنہ کی طرف سے یہ ہدایت تھی کہا گروجوہ قرائت میں تجری میں سرانجام پایا، حضرت عثان رضی اللہ عنہ کی طرف سے یہ ہدایت تھی کہا گروجوہ قرائت میں تبوارا ختلاف ہوتو اس کو لغت قریش کے مطابق لکھو، کیونکہ قرائن کا نزول لغت قریش میں ہوا ہے، حضرت عثان رضی اللہ عنہ نے ام المؤمنین رضی اللہ عنہ اللہ عنہ اسے وہ صحف طلب کیا جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا جمع کردہ تھا اور ام المؤمنین رضی اللہ عنہ اللہ عنہ کا جمع کردہ تھا اور ام المؤمنین رضی اللہ عنہ اللہ عنہ کا جمع کردہ تھا اور ام المؤمنین رضی اللہ عنہ کا جمع کردہ تھا اور ام المؤمنین رضی اللہ عنہ کی وہ بنا دیا کہا س کی نقول تیار کرنے کے بعد یہ نے تو کہ اور ایس کردیا جائے گا۔ اور ایسا ہی ہوا۔

### دورِ عثمانی میںجمع ِقرآن کا سبب

زبان میں اتر اہے، انہوں نے ایسا ہی کہا، جب مصاحف تیار ہو گئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ نسخہ حضرت حضہ اللہ عنہا کووا پس کر دیا اور ہر طرف تیار کر دہ ایک مصحف بھیج دیا اور بی حکم دیا کہ اس مصحف کے علاوہ دیگر تمام مصاحف کونذیر آتش کر دیا جائے ۔ (۱۳)

# حضرت ابوبكراور حضرت عثمان رضى الله عنهما كے جمع قرآن ميں فرق

حضرت ابو بکررضی اللہ عنداور حضرت عثان رضی اللہ عند کے جمع کر دہ قرآن میں کیا فرق تھا؟ اس کو ہم سابقہ بحث کی روثنی میں اس طرح بیان کر سکتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عند کے عہد میں قرآن کو ترتیب وارآیات کے ساتھ پھر کی سلوں ، کھجور کی شاخوں اور چڑے کی باریک جھلیوں سے جمع کر کے ایک مصحف میں نقل کیا گیا۔اس کا سبب حفاظ کی موت تھا۔

لیکن حضرت عثمان رضی الله عنه نے حضرت ابو بکر رضی الله عنه کے جمع کردہ مصحف سے متعدد نسخے تیار کرائے تا کہ ان کواسلامی مفتوحہ علاقوں میں بھیجا جائے ،اس جمع کا سبب قر اُت قر اَن میں اختلاقی قر اُت کا خاتمہ تھا۔ واللہ اعلم۔

وصلى الله على سيدنا محمد وآله وصحبه وسلم



<sup>1904</sup>年10年2日 (111)

# فصيل وثمدر

# تفسيراورمفسرين

اللہ تعالیٰ نے اپنی باعظمت کتاب کواس لیے نازل فرمایا، تا کہ مسلمان اسے دستورالعمل بنا کیں اس کی روشنی میں زندگی کا سفر جاری رکھیں ،اس کی ہدایت سے فیض یاب ہوں ،اس کی رشد و بدایت بر بینی تعلیمات سے استفادہ کریں اور اوج سعادت اور عزت وعظمت سے نصیب پائیں ،اس کی رہنمائی میں مجد و کمال کی بلندیوں تک رسائی حاصل کریں ،کاروانِ انسانیت کی قیادت کا تاج سر پر رکھیں ،اس زندگی میں قیادت وسیادت سے نوازے جائیں ،قوموں میں عزت واحترام کی نگاہوں سے دیکھے جائیں اور انسانیت کے لیے امن ،استحکام اور سلامتی کے پیغامبر ہوں۔

اس میں قطعا کوئی شبہ نہیں کہ آج انسانیت بد بختی اور جاہلیت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں حیران وسر گرداں ہے، ظاہر داری کے سمندروں میں غوطہ زن اور مال کی عبادت میں مستغرق ہیں جے، اسلام کے سوااس کے لیے کوئی جائے پناہ نہیں ہے، قر آن کی راہ رشد و ہدایت اور اس کا عطا کردہ حکیما نہ نظام ہی اس کے تمام دکھوں کا مداوااور اس کی تمام مشکلات کاحل ہے۔ کیونکہ قر آن ہی میں نوع بشر کی تمام سعادتوں کی رعایت ہے کہ اس کی بنیاد خالق اور حکمت والے رب کے علم پر ہے۔ خلام ہے کہ ان تعلیمات پڑھل اس صورت میں ہوگا جب قر آن کریم میں نظر و تد برکیا جائے اور ہے۔ اس کے نصائح اور ارشادات سے واقفیت ہو، اور بیاس طرح ممکن ہے جب ان امور کی گرہ کشائی ہو اس کے نصائح اور ارشادات سے واقفیت ہو، اور بیاس طرح ممکن ہے جب ان امور کی گرہ کشائی ہو اس کے نصائح اور ارشادات سے واقفیت ہو، اور بیاس طرح ممکن ہے جب ان امور کی گرہ کشائی ہو

آج کے دور میں اس کی زیادہ ضرورت ہے کہ عربی زبان کے نہم کا ملکہ ختم ہور ہا ہے، عربول خصوصاً اصل عربی خاندانوں میں بھی عربیت کے اوصاف ناپید ہور ہے ہیں، سوتفسیر ہی ان تمام خزینوں دفینوں تک رسائی کی کلیدہے،اس سے اس محترم کتاب کے مضامین عالیہ بمجھ میں آتے ہیں، اس کے بغیران خزانوں، ذخائراور ہیرے موتیوں تک پنچنا ناممکن ہے، خواہ لوگ صبح وشام قرآنی آیات کو دہراتے رہیں اور قرآنی الفاظ کو ور دِ زبان بنالیں ( قرآن کی تفہیم صرف الفاظ دہرانے سے نہیں بلکہ تفاسیر کی روثنی میں غور وفکر ہے ہی ہوگی )۔

افسوس کی بات ہے ہے کہ مسلمانوں نے صرف قرآن کریم کے الفاظ دہرانے اوراس کو نغرسگی کے لئن میں اموات کے مواقع اور مقابر میں پڑھنے پر اکتفا کرلیا، سرکاری، غیر سرکاری تقریبات اور مجالس میں اس کی تلاوت کرلی، قرآن کریم سے ان کا نصیب اور حصہ صرف تلاوت سے تیم کے کا حصول اور خوش نغم گی ہے لطف اندوز ہونا رہ گیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادگرامی ہے ''دلوگ قرآن کو مزامیر (گانا) بنالیس گے''۔ مسلمان اس حقیقت کو فراموش کر چکے ہیں یا ان کو سے حقیقت بھلا دی گئی ہے کہ قرآن کریم کی عظیم برکات اس میں تفکر و تدبر، اس کی بیا این کو سے حقیقت بھلا دی گئی ہے کہ قرآن کریم کی عظیم برکات اس میں تفکر و تدبر، اس کی ہدایات سے رہنمائی حاصل کرنے ، اس کی تعلیمات سے استفادہ کرنے اور اس کے نقط نظر سے متفق ہونے میں بیں ۔ اس کے اوام ومرضیات پرکار بندر ہنا اور اس کے موانع اور منہیات سے برکار بندر ہنا ور اس کے موانع اور منہیات سے برکار بندر ہنا وراس کے موانع اور منہیات سے برکار بندر ہنا ہی صلاح وفلاح کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

كِ تُبُ ٱنْزَلْنَهُ إِلَيْكَ مُبْرَكُ لِيَدَّ بَرُوَّا الْيَتِهِ وَلِيَتَذَكَرَ اُولُوا الْوَلْبَابِ

یہ (قرآن) ایک بابر کت کتاب ہے جوہم نے آپ پر نازل کی ہے تا کہ لوگ اس کی آیتوں میں غور کریں اور تا کے قلمندلوگ اس سے نصیحت حاصل کریں۔(1)

أَفَلاَ يَتَنَا بُرُونَ الْقُرُانَ آمَ عَلَى قُلُونِ اقْقَالُهُا

کیا بیلوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یاان کے دلوں پرتالے پڑگئے ہیں (۲) و کفکہ کیکٹر کا الْفُوْان لِلذِ کُرُ فَهَلُ مِنْ مُّدَّ کِرِنَ

اور بلاشبہ ہم نے قرآن کو سیھنے کے لئے آسان کر دیا ہے ، پھر ہے کوئی جو نصیحت حاصل کرے ۔ (۳)

<sup>12: 1 (</sup>r) to: 1 (r) ra: (i)

آج مسلمانوں کی حالت الی ہے جیسے کو کی تخص پانی ہاتھ میں رکھتے ہوئے بیاس سے مرجائے ، یااس جانور جیسی ہے جس کی پیٹھ پر چارہ اور پانی موجود ہواور وہ بھوک اور بیاس سے مرجائے ۔ بقول کیے:

> میدان میں بھورے رنگ کے اونٹوں کی طرح جو پیاس سے مرجا کیں حالانکدان کی پیٹھوں پر پانی لدا ہو۔

> > رسول الله صلى الله عليه وسلم نے يقينا سيج اور حق فر مايا ہے:

میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں ،اگرتم نے ان کو تھاہے رکھا تو میرے بعد بھی بھی گمراہ نہ ہوگے۔ کتاب اللہ اور میری سنت ۔ (۴)

# ہم قرآن کریم کی تفسیر کیوں کرتے ہیں؟

یہاں ہرانسان کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ ہم قر آن کریم کی تغییر کیوں کرتے میں تفصیر قبل کی تغییر کیوں کرتے میں تفصیر قبل آن کی ضرورت کیا ہے؟ تا کہ اس کی قراءت میں تکھار پیدا ہواور اس کی تلاوت خوب سے خوب تر ہو۔ یااس کی معنوی گہرائیوں کی پردہ کشائی ہو؟ یااس کے اسرارساسنے آئیں اوراس کے محاس عمال ہوں؟

نہیں نہیں ۔ان میں ہے کوئی چیز مقصود نہیں ، بلکہ قر آن فہمی کے مقصود انسانوں کی پرستش سے احتراز اور بشر کی غلامی سے اللہ جل وعلا کی عبادت کی طرف رہنمائی کا حصول ہے، تا کہ ہم فرداور جماعت کا عالمین کے خالق ،کا ئنات کے مدیر ،آسانوں اور زمین کے رب اور عرش عظیم کے مالک سے رشتہ استوار کردیں۔

قر آن کریم امت کا دستور، خالق کی ہدایت ، اہل زمین کے لیے اللہ کی شریعت ہے۔ ربانی نور ، آسانی ہدایت ، تا قیامت باقی رہنے والا ایسا قانون ہے جود بنی اور دنیوی تمام ضروری امور میں انسانیت کی رہنمائی فرما تا ہے ، کیونکہ یہ کامل کتاب اور ایسا نظام ہے جوعقا کد ، عبادات ، اخلاق اور معاملات کے ہر پہلو کا احاطہ کرتا ہے ، سیاست و حکمر انی ہو، صلح اور جنگ ہو، اقتصادی مسائل ہوں یا قومی اور بین الاقوا می تعلقات، الله تعالیٰ کی بیہ جامع کتاب ایمان والوں کے لیے ہر مسئلہ میں رہنمائی فراہم کرتی ہے ان کے لیے سراپارحت ہے۔ اس نے ہرمسئلے کا ایسا حکیمانہ طل پیش فر مایا ہے جو ہرقتم کے خلل اور اختلاف سے پاک ہے، یقیناً یہ سعادت اس کی ہدایت کے تحت زندگی گذار نے اور اس کے فرمودات پڑ عمل کرنے میں ہے کہ بیدل ود ماغ کی بھاریوں کے لیے شفا ہے اور تا قیامت معاشر تی بھاریوں کا شافی علاج اور معاشر ہونے والے مصائب کا وفعیہ ہے۔ ارشادر بانی ہے:

وَ نُنْزَلُ مِنَ الْقُرُانِ مَا هُوَسِّفَاكَ ۚ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَلا يَزِيْدُ الظَّلِمِينَ

**اِلَاخَسَادُا**۞

اور ہم قرآن میں ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں جوایمان والوں کے لئے شفااور رحمت ہیں اور ظالموں کوتواس سے نقصان ہی بڑھتا ہے۔ (۵)

# تفسيراورتاويل ميں فرق

لغت میں تفسیر شرح اور وضاحت کو کہتے ہیں ،ارشادِ الہی ہے:

وَلاَيَاتُوْنَكَ بِمَثَلِ إِلَّا حِمُّنكَ بِالْحَقِّ وَٱحْسَنَ تَفْسِيرًا ﴿

اور بیلوگ آپ کے پاس کیسا ہی سوال لائیں ہم آپ کواس کا ٹھیک جواب اور عمدہ تو جسد س گے ۔ (۲)

فسسو کے معنی ہیں وضاحت کی اور تشریح کی ، کلام مفسر کا معنی ہے واضح اور ظاہر کلام ، اصطلاح میں تفییر کا معنی ہے ایساعلم جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کر دہ اللہ کی کتاب کا فہم حاصل ہو، اس کے معانی کا بیان ہواور اس سے احکام اور حکمتوں کا انتخر اج ہو۔ ( ) بعض علماء نے علم تفییر کی بیتعریف کی ہے:

ایساعلم جس میں بشری طافت کے مطابق قر آن کریم سے اللہ تعالی کی مراد کے متعلق بحث کی جاتی ہے۔(۸)

<sup>(</sup> م ) الراب ( م ) الراب ( م ) الراب ( م ) الراب الم الراب ( الر ( م ) من تقول ( الراب ( الراب

## تاویل کے معنیٰ

لغت میں تاویل لفظاول ہے مشتق ہے، جس کا معنی رجوع ہے، گویا کہ مفسران معانی کی طرف رجوع ہے، گویا کہ مفسران معانی کی طرف رجوع کرتا ہے جو کسی آیت ہے مراد ہو سکتے ہیں۔ بعض علماء کے بقول تاویل اور تفسیر مرادف الفاظ ہیں، جس کے مصاحب القاموس نے کہا ہے کہ اوّل الکلام تاویلاً، و تاوّلهٔ کا مطلب ہے :غور وَفَكر كیا، انداز ہ لگا یا اور اس کی تفسیر کی ۔ اس سے ارشاد باری تعالی ہے:

أَبْيَغَا ٓ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَاءَ تَأُويُلِهٖ

فتنہ ڈھونڈتے ہوئے اور تاویل تلاش کرتے ہوئے۔ (۹)

متقد مین کی اصطلاح میں تاویل جمعنی تفسیر ہے، کبھی تاویل قرآن اور کبھی تفسیر قرآن کہا جاتا ہے، دونوں بطور ہم معنیٰ الفاظ استعال ہوتے ہیں۔امام ابن جریرالطبر کی اپنی تفسیر میں کہتے میں''اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تاویل میں بیرقول ہے''۔۔۔۔۔''اہل تاویل کے اس آیت میں مختلف اقوال ہیں''ان دونوں صورتوں میں ان کی مراد اہل تفسیر ہوتے ہیں۔

حضرت مجاہد کا قول ہے کہ علاء اس قر آن کی تاویل ( یعنی اس کی تفسیر ) جانتے ہیں۔ علاء کے ایک طبقے کا مذہب ہے کہ تاویل اور تفسیر میں واضح فرق ہے، متاخرین علاء کے ہاں یہی نقط ُ نظر مشہور ہے۔ان کی تشریح کے مطابق تفسیر آیت کریمہ کا ظاہری معنیٰ ہے۔اور تاویل کسی آیت کے متعدد مکند معانی میں ہے کسی ایک مفہوم اور معنی کی ترجیجے ہے۔

علامہ سیوطی نے الاتقان فی علوم القرآن میں اس پر گراں قدر بحث کی ہے اور علائے کرام کے کثیر اقوال نقل کیے ہیں، جن کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ تفسیر قرآن کے ظاہر معانی کی پردہ کشائی ہے اور تاویل ان خفیہ معانی اور ان لطیف اسرار ربانی کا بیان ہے جو عارفین نے آیت کریمہ سے مستنبط کئے ہیں۔

ہمارااختیار کردہ بیمفہوم علامہ آلوی رحمہ اللہ نے بھی اختیار کیا ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں: مؤلفین سے بغیراعتراض کے معروف ہے کہ تاویل ایسے قدسی مفاہیم اور معارف ربانیہ کا نام ہے جو عارفوں کے قلوب پرغیب سے وار د ہوتے میں ،اورتفسیراس کےعلاوہ ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ تغییر اللہ تعالیٰ کی مراد پر واضح الدلالت اور طاہر معانی ہیں اور تاویل
آیات کریمہ کے ایسے مخفی معانی ہیں جو تامل، نظر اور استنباط سے حاصل ہوتے ہیں۔ جب ایک
آیت کریمہ متعدد مفاہیم کی متحمل ہوتی ہے تو مفسر اس میں سے اس مفہوم کو ترجیح ویتا ہے جونظر و
استدلال کے طور پرقو می تر ہو۔ بیتر جیح قطعی نہیں ہوتی بلکہ اظہر اور اقو کی کی ترجیح ہوتی ہے، اس لیے
کہ اللہ تعالیٰ کی قطعی مراد کوکوئی نہیں جان سکتا، اور کسی قول کوقطعی قرار دینا اللہ کی کتاب میں خودرائے
ہونا اور من مانی کرنا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَ مَا يَعْلَمُ تَأْوِيْكَةَ إِلَّا اللَّهُ أَ اوراس كى تاوىل الله كيسواكوني نبيل حانتا۔ (١٠)

تفسيركےا قسام

علمی اصطلاح میں تفسیر کی تین قشمیں ہیں:

۳ تفییر بالاشارہ ۔علماءنے اس کونٹیبراشارہ کا نام دیاہے ۔ "قدیم سے انٹیارہ کے اس کونٹیبراشارہ کا نام دیاہے ۔

اب ہم انشاءاللہ تعالی تفسیر کی ان اقسام کو بالنفصیل بیان کرتے ہیں۔

### قسدر اول

# تفسير بالرواية

آیات کی وہ تغییر جو قرآن،سنت یا کلام صحابہ میں اللہ تعالیٰ کی مراد کے بیان میں آئی ہے،اس کو تغییر ہویا قرآن کی سنت نبویہ سے اس کو تغییر ہویا قرآن کی سنت نبویہ سے تغییر ہویا قرآن کی صحابہ سے منقول تغییر ہو۔

الف قرآن كى قرآن ہى تے تغيير كى بعض مثاليں درج ذيل ہيں۔

ا۔ ارشادباری ہے:

أحِلَتُ لَكُور بَهِيمَةُ الْآنْعَامِ إِلَّامَا يُتُلِّي عَلَيْكُور

تمہارے لئے چو پائے مواثی حلال کر دیئے گئے ،سوائے ان کے جن کا حکم آ گے بنایا جائے گا۔ (۱۱)

الا مایتلیٰ علیکم کی دوسری آیت کریمیس یقیر آئی ہے:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْنَةُ وَاللَّهُ وَلَحَمُ الْخِنْزِيْدِ وَمَا الْهِلَّ لِخَيْرِ اللهِ يه

تم پرمرداراورخون اورسور کا گوشت اور (وه جانور) جس پرالله کے سواکسی اور کا نام لیا گیا ہوترام ہیں۔(۱۲)

الله تعالیٰ کاارشاد ہے:

وَالسَّمَاءِ وَالطَّادِقِ نُ

قتم ہے آسان اور رات میں نمود ارہونے والے کی۔ (۱۳) المطاد ق کی تفییر اسی سورت میں آئی ہے:

النَّجُمُ الثَّاقِبُ أَن

وہ روشن ستارہ ہے۔ (۱۴)

<sup>(</sup>۱۱)مهتمورها (۱۲)شهای در ۱۳ و برای از (۱۲) افراز و

ج\_ حضرت آ دم عليه السلام كے متعلق ارشا دفر مايا:

فَتَكَقَّىٰٓ إِدَ مُرمِنُ تَربِّهٖ كَلِيٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ﴿

پھرآ دم نے اپنے پروردگارہے چندکلمات سیکھ لئے اوراللہ نے اس کی توبہ قبول کی ۔ (۱۵)

قرآن کریم ہی میں دوسرےمقام پران کلمات کی تفییر آئی ہے:

قَالاَ رَبَّنَا ظَلَمْنَا آنَفُسُنَا عَوَرِنَ ثَمْ تَغَفِرْلَنَا وَتَرُحَنْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ انْخَلِم نِنَ ۞

ان دونوں نے عرض کیا اے ہمارے پروردگارہم نے اپنے او پڑکلم کیا ،اگر تو ہمیں نہ بخشے اورہم پررحم نہ کرے تو ہم یقیناً تباہ ہوجا نمیں گے۔(۱۶)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

رِئَآاَنْزُلْنُهُ فِي لَيْنَةٍ مُنْبَرَكَةٍ

یقیناً ہم نے اس (قرآن) کوایک بابر کت رات میں نازل کیا ہے (۱۷) برکت والی رات کی تفییر شب قدر سے کی گئی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشا وفر مایا:
اِنگا اَنْزِلْنَهُ فِی لَمُلَةُ الْقَدُرُقِ اِللّٰہِ الْقَالِهُ وَقَالُ

بیثک ہم نے اس (قرآن) کوشب قدر میں نازل کیا ہے، (۱۸)

ب بسنت مطهره میں قرآن کریم کی شرح اورتفیر کی بعض مثالیں حسب ذیل ہیں۔ رسول الله صلی الله علیه وسلم نے اس فرمانِ الهی میں ظلم کی تفییر شرک سے فرمائی ہے: -اکن دین افاقوا و کیم پیلیسو آلیمان فلم بنظر کیم الاحق کی الاحق و کھم

مُّهُتَّلُ وُنَ ۞

جولوگ ایمان لائے اور وہ اپنے ایمان کوظلم کے ساتھ دنہیں ملاتے ، انہی کے لئے امن ودلجمعی ہے اور وہی سیدھی راہ پر ہیں ۔ (19) اورائی تفسیر کواس ارشاد الٰہی ہے مؤید فرمایا: إِنَّ الشِّرُكَ لَظُلُمٌ عَظِيْمٌ ﴿

بے شک شرک بہت براظلم ہے۔ (۲۰)

۲۔ آسان حساب (حساب بیسر) کی تفسیر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فر مایا: مؤمن پر اعمال چیش سے حساب لیا جائے گا اعمال چیش کئے جائیں گے اور اسے صرف یاد دلا یا جائے گا، جس سے حساب لیا جائے گا اسے عذاب دیا جائے گا، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیایار سول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ کا بیدار شاذ نہیں ہے:

> فَأَمَّا مَنْ أُوْتِي كِتْبَهُ بِيَمِينْنِه ۞ فَسَوْفَ يُعَاسَبُ حِسَابًا يُسِيَّرًا۞ وَيُنْقَلِبُ إِلَىٰ آهُلِهِ مَسْرُورًا۞

> پس (اس وقت) جس کا نامهٔ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا گیا، تو اس سے آسان حساب لیا جائے گا،اوروہ اپنے متعلقین کے پاس خوش خوش واپس آئے گا۔(۲۱)

آپ صلی الله علیه وسلم نے فر مایا که بیرحساب یسیر کا بیان ہے لیکن جس سے حساب لیا جائے گاوہ مبتلائے عذاب ہوگا۔ (۲۲)

ا۔ صلوۃ وسطیٰ کے متعلق ارشادر بانی ہے:

حَافِظُواْ عَلَى الصَّلَواتِ وَ الصَّالُوةِ الْوُسُطَى ﴿

نماز وں کی حفاظت کیا کرواور (خاص کر ) ﷺ کی نماز کی \_ (۲۳)

آپ صلی الله علیه وسلم نے اس کی تغییر میں فر مایا کہ اس سے نماز عصر مراد ہے۔

سم المغضوب عليهم اور الضالين كي تفيير مين فرمايا كهاس سے يبود ونصاري مراد بيں \_

۵۔ آیت کریمہ:

لِلَّذِينَ ٱخْسَنُوا الْحُسْنَى وَذِيَادَةٌ الْ

نیکوں کے لئے نیک بدلہ ہے اور پچھزیادہ بھی۔ (۲۴)

میں لفظ زیادہ کی تقبیر میں فرمایا کہ اس ہے رب کریم کا دیدار مراد ہے۔

۲ آیت کریمہ: ۱

#### وَ آعِدُ وَالْهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمُ مِّنْ قُولَةٍ

اور جہاں تک تم سے ہو سکے کافروں کے مقابلے کے لئے قوت مہیا کرو\_(۲۵)

کی تفییر میں تین بار ارشاد فرمایا که سنوقوت تیراندازی ہے باخبر رہوقوت تیراندازی ہے۔(۲۲)

ارشادِر بانی:

#### يَوْمَبِينِ تُعُيِّتُ ثُونَ الْخَيَارَهَانُ

اس دن (زمین) بیا پنی تمام خبریں بیان کردے گی۔ (۲۷)

کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے دریا فت فرمایا کہ جانتے ہواس کی خبریں کیا ہیں؟ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اللہ اوراس کا رسول بہتر جانتے ہیں، فرمایا کہ وہ ہرمرد یا عورت کے ان اعمال کی گواہی دیے گی جواس کی پشت پر کئے ہیں، زمین کہے گی کہتم نے فلاں فلاں دن ایسا ایسا کیا تھا۔

سنت نبویہ سے تفییر قرآن کی بہت ہی مثالیں ہیں۔ علامہ سیوطی نے الاتقان فی علوم القرآن میں ان کی بڑی تعدا دکوجمع کر دیا ہے، وہاں رجوع فر ما پیجے ۔

تغییر قرآن بالقرآن اورتغییر قرآن بالسنة بلا شبتغییر کی اعلیٰ قسم ہیں ،ان کی قبولیت شک و شبہ سے بالا تر ہے تفییر قرآن بالقرآن کوشلیم اور قبول کرنااس لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مراد کو سب سے زیادہ جاننے والا ہے ، کتاب اللہ سب سے تجی بات ہے کہ باطل اس کے سامنے سے یااس کے پیچھے سے نہیں آ سکتا۔ (بیہ ہرریب اور شک سے بالاتر اور صادق ترین ارشادات کا مجموعہ ہے)۔

تفییر قرآن بالسنة پرسرتسلیم ٹم کرنا بھی لازم ہے کیونکہ قرآن کریم کے مشکل امور کا بیان رسول الله صلی الله علیہ وسلم کے فرائض میں تھا۔ قرآن کریم میں آپ کی اس ذمہ داری کوان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

<sup>(</sup>۲۵) الرافيل:۱۰ (۲۱) التريزي (۲۰ / ۲۰۰۳ – (۲۰) التريزي (۲۵)

وَٱنْزَلْنَاۚ اِلِيَّكَ اللَّٰاكُو اللَّبَكِيْنَ اللَّاسِ مَائِزِّلَ اللَّهِمُ وَلَعَنَّهُمُ يَتَفَكَّرُوْنَ۞

اور (اے رسول) ہم نے آپ پر بھی قرآن نازل کیا ہے تا کہ جو پھھان کے لئے نازل کیا گیا آپ اس کولوگوں کے سامنے صاف صاف بیان کردیں اور تا کہ لوگ (اس میں )غور کریں۔(۲۸)

سوسند سیح اور ثابت ہے قرآن کریم کی تشریح اور بیان میں رسول الله سلی الله علیہ وسلم سے جو پچھ منقول ہے اس کے حق اور قابل اعتماد ہونے میں قطعاً کوئی کلام نہیں ہے اور وہ ہر قسم کے شک وشیہ سے بالاتر ہے۔

جے تفسیر ماثور کی تیسری قتم تفسیر صحابہ ہے، بیہ جمی معتمد اور مقبول تفسیر ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم نشین تھے، آپ سے براہِ راست استفادہ کرنے والے تھے، وحی اور تنزیل کے شاہد تھے۔ اسباب نزول کے عارف تھے، صفائے باطن سے متصف تھے، فطرتاً سلامتی کی راہوں کے راہی تھے، فصاحت اور بیان کے اعلیٰ مراتب پرفائز تھے، عقلِ سلیم اور فہم مستقیم سلامتی کی راہوں کے راہی تھے، فصاحت اور بیان کے اعلیٰ مراتب پرفائز تھے، عقلِ سلیم اور فہم مستقیم سے کام اللہ کو سمجھتے تھے، ہرانسان سے بڑھ کراس قرآن کریم کے اسرار تک رسائی رکھتے تھے۔

حاکم کہتے ہیں کہ وحی اور تنزیل کے شاہر صحافی کی تفسیر حدیث مرفوع کے حکم میں ہے۔ گویا اس صحافی نے اس کو برا وراست نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

تابعی کی تفییر میں اختلاف ہے۔ بعض علاء اس کوبھی ما ثور تفییر کہتے ہیں کہ غالبًا تابعی نے کسی صحابی ہی سے بیتفییرنقل کی ہوگی۔ جبکہ بعض علاء نے اس کوتفییر بالرائے کہا ہے۔ یعنی اس کا علم بھی ان دیگرمفسرین کی طرح ہے جنہوں نے ما ثور کا التزامنہیں کیا بلکہ لغت عربیہ کے قواعد کے مطابق تفییر کی ہے۔

تنبيبه

تفبير بالماثؤر جب سندسج كے ساتھ رسول الله صلى الله عليه وسلم اور صحابہ كرام ہے مروى

ہوتو بیقر آن کی سب سے عمرہ تفییر ہے، البت تفییر میں منقول روایت کی تحقیق کرنا اورغور وفکر سے کام لینا نہایت ضروری ہے، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے کہا ہے تفییر ماثور میں بدنہاد بے دین یہودیوں ایرانیوں اورنومسلم اہل کتاب کی روایات ہیں، ان میں سے اکثر روایات میں رسولوں کے اپنی اقوام سے متعلق واقعات ، ان کی کتب اور مجزات کا بیان ہے، یا پھر دیگر قصے جیسے اصحاب کہف وغیرہ کے متعلق روایات ہیں۔ اس لیے تفییر قر آن کریم سے متعلق روایات کے بارے میں احتیاط ضروری ہے اوران کے راویوں کے بارے میں احتیاط ضروری ہے۔ اوران کے راویوں کے بارے میں تحقیق اور روایت کے الفاظ میں غور وخوش لازم ہے۔

### روایت بالما تورمین ضعف کے اسباب

گزشتہ سطور میں ہم بیان کر پھے ہیں کہ تقبیر القرآن بالقرآن اور تقبیر القرآن بالنۃ الصحیحة المرفوعة کی قبولیت ہرشک و شبہ سے بالا تر ہے، اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ بیا علی مرتبے کی تقبیر ہے۔ البتہ صحابہ کرام اور تابعین سے ماثور تقبیر میں چندوجوہ سے ضعف پیدا ہوتا ہے:

المسلم صحیح اور غیر صحیح کا باہم اختلاط سے ابدکرام یا تابعین کی طرف بلا اسادا ور تحقیق ایسے کثیر اور اللہ کرنا مشکل اقوال منسوب کرد یے گئے ہیں۔ جن کی وجہ سے حق کو باطل سے الگ کرنا مشکل ہو گئے ہیں۔

ا۔ سیروایات اسرائیلیات سے لبریز ہیں، ان میں ایسی بہت می خرافات موجود ہیں جو اسلامی عقیدے کے خلاف ہیں، اسلام میں ان کے باطل ہونے پر دلائل موجود ہیں، بیروایات اہل کتاب کے ذریعے مسلمانوں میں داخل ہوئی ہیں۔

بعض انتہا پیند فرقوں نے خودسا ختہ روایات گھڑیں اور اپنے باطل اقوال کو صحابہ کرام کی طرف منسوب کر دیا، جیسے شیعان علی رضی اللہ عنہ ہیں، ان لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف ایسی روایات منسوب کردی ہیں جن سے آپ یقیناً بری ہیں، اسی طرح بنوعباس کے طفیلی مصاحب ہیں انہوں نے ہر روایت کی نسبت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہے کردی ہے حالا نکہ اس نسبت میں صحت نام کونہیں، وجہ صرف حکام کی جا پلوی اور کا سہ لیسی تھی۔

م۔ بعض بے دین دشمنانِ اسلام نے مکر وفریب سے کام لیتے ہوئے بطور سازش صحابہ اور تابعین کی طرف جھوٹی روایات منسوب کر دیں ،جس طرح رسول الله صلی الله علیه وسلم کی احادیث شریفہ میں یہ دسیسہ کاری کی گئی ہے۔ ان کے پیش نظر سازش اور مکر و فریب کے ذریعے دین کی ممارت کو منہدم کرنا تھا۔

مذکورہ بالا وجوہ کے تحت ضروری ہے کہ صحابہ کرام یا تابعین سے منسوب اقوال کا حقیقت پسندانہ تجزید کیا جائے ، کممل احتیاط اور تحقیق سے کام لیا جائے اور احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیا جائے۔

#### مناهل العرفان میں علامہ زرقانی کی رائے

علامہ ذرقانی نے اپنی کتاب مناهل العرفان میں تفییر کے متعلق امام احمد اور ابن تیمیہ رحمہما اللہ کے خیالات ذکر کرنے کے بعد نہایت نفیس گفتگو ذکر کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ اس موضوع پر انصاف کی بات یہ ہے کہ تفییر بالما ثور کی دوشمیں ہیں :

ا۔ ایک روایات جن کی صحت اور قبولیت پر بکٹرت دلائل موجود ہیں، ان میں ہے کسی روایات میں ان میں ہے کسی روایات سے صرف نظریا چشم پوشی ناجائز ہے، اس قتم کی روایات قرآنی ہدایت سے روگر دانی کرنے والی نہیں ہوتیں بلکہ بیقرآنی ہدایت کے حصول میں قوی ترین عامل کا مقام رکھتی ہیں۔

۲۔ نہ کورالصدراسباب میں ہے کسی سب یا کسی اور وجہ سے وہ درجۂ صحت کو نہ پہنچی ہوں الیسی روایات کا رد کرنا واجب ہے، ان کو قبول کرنا اور ان میں توجہ دینا اور مشغول ہونا حیا رُنہیں ہے۔

بیدارمغزمفسرین کی کثیر تعدا دمثلًا این کثیر وغیرہ ہمیشہ روایات میں صحت کی متلاثی رہی ہے، وہ اپنی تفاسیر میں ایسی روایات نقل کرتے ہیں جوشچ ہوں، وہ باطل یاضعیف روایات کوالگ کرتے چلے جاتے ہیں

مشهورمفسرين صحابه كرام

علامہ سیوطی نے الا تقان میں کہا ہے کہ مشہور مفسرین صحابہ دس ہیں، چاروں خلفاء راشدین، ابن مسعود، ابن عباس، ابی بن کعب، زید بن ثابت، ابوموی اشعری اور عبدالله بن زیر رضی الله عند سے رضی الله عنہ ہے داشدین میں سب سے زیادہ تغییری روایات حضرت علی رضی الله عند سے مردی ہیں۔ باتی تین خلفاء کی روایات نہایت قلیل ہیں، اس کی وجہ ان کی حضرت علی کرم الله وجہہ سے قبل وفات ہے۔ خلفاء ثلا شرحضرت ابو بکر، عمر، عثمان رضی الله عنهم سے قلت روایت کا سبب جیسا کے علامہ سیوطی نے واضح کیا ہے ان کی خلافت کی مدت کا کم ہونا اور ان کی وفات کا مقدم ہونا ہے، اس کی دوسری وجہ ہیہ ہے کہ ان کی خلافت ایسے عہد پرمشمل تھا جس میں لوگوں کی غالب اکثریت کتاب الله کی عالم تھی، انہوں نے رسول الله صلی الله علیہ وسلم کی صحبت پائی تھی وہ تنزیل کے اسرار سے واقف اور قر آن کریم کے معانی اور احکام کے عارف شھے۔

حضرت علی رضی الله عنه خلفاء ثلاثه کے بعداس وقت سریر آرائے خلافت ہوئے جب اسلام کی فقو حات کا دائر ہ وسیح ہو چکا تھا تھا اور اہل مجم کی کثیر تعداداس نے دین کے پرچم سلے آگئ تھی ۔ صحابہ کرام کی اولا دوں میں سے بڑی تعداد قر آن سکھنے اور اس کے اسرار اور حکمتوں کے جانے کی ضرورت مند تھی۔ اس لیے خلفائے ثلاثہ کے بجائے حضرت علی رضی الله عنه سے زیادہ تنسیری روایات منقول ہیں۔ اب ہم ان بعض صحابہ کرام کا بالنفصیل ذکر کریں گے جن کی تغییر قر آن کے سلسلے میں بڑی شہرت ہے:

## ا\_حضرت عبدالله بنعباس رضى الله عنهما

حضرت ابن عباس رضی الله عنهما حبر الامت اور رسول الله صلی الله علیه وسلم عے مم زاد
میں ، رسول الله صلی الله علیه وسلم نے آپ کے لیے ان الفاظ میں دعائی که ' اے الله! اس کو وین
میں سمجھ دے اور اس کو تاویل کاعلم عطافر ما'' (۲۹) ۔ آپ کو تر جمان القرآن کہا جاتا ہے، حضرت
عبد الله بن مسعود رضی الله عند نے کہا کہ عبد الله بن عباس بہترین تر جمان القرآن ہیں، آپ صحابہ
کرام میں سب سے بڑھ کر قرآن کریم کی تفسیر کے عالم نظے، کم سنی اور عنوان شباب ہی میں تھے کہ

<sup>(</sup>۲۹)احداً جااص۲۶۹ رقم ۲۳۹۷

کبیرالسن صحابه ان پررشک کرتے اوران کے علم کو بظر استحسان و یکھا کرتے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عندان کو جلیل القدر صحابہ کرام کے ساتھ مجلس شور کی میں شریک رکھتے تھے اور ان سے مشورہ طلب کرتے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہال ابن عباس رضی اللہ عنہ کی قدر ومنزلت بعض صحابہ کو تھنگتی تھی یہاں تک کہ ان میں سے کسی صحابی نے کہا کہ اس جوان کو ہمارے ساتھ نہ بٹھا یا کر و علائکہ ہماری اولا دمیں سے بعض ان سے بڑی عمر کے ہیں، امام بخاری نے بیوا قعنق کیا ہے، جس حالانکہ ہماری اولا دمیں سے بعض ان سے بڑی عمر کے ہیں، امام بخاری نے بیوا قعنق کیا ہے، جس حالانکہ ہماری اولو وخوض کے اعلیٰ مراتب کا اظہار ہوتا ہے۔

#### صعیم البخاری کی روایت

صحیح ابنجاری میں از طریق سعید بن جبیر حضرت ابن عباس رضی الله عنها ہے مروی ہے آپ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی الله عنه مجھے شیوخ بدر کے ساتھ اپنے ہاں آنے کا موقع فراہم کیا کرتے تھے، ان میں ہے کسی کے دل میں اس بات کا خیال آیا اور انہوں نے کہا کہ اس کو جمار سے ساتھ منہ آنے دیا کرو کیونکہ جمار سے بیٹے در جے میں اس کے برابر ہیں، حضرت عمر رضی الله عنہ نے شیوخ عنہ نے فرمایا کہ تمہیں اس کی ذہانت اور علم معلوم ہے، ایک روز حضرت عمر رضی الله عنہ نے شیوخ بدر کے ساتھ مجھے طلب فرمایا میں سمجھ گیا کہ حضرت عمر رضی الله عنہ آج ان حضرات کو بچھ دکھا نا جو ہے جھے ان کے ساتھ بلایا ہے، آپ نے شیوخ بدر کو مخاطب بنا کر دریا فت کیا آپ ارشادِ باری تعالیٰ:

إِذَا جَآءَ نَصُرُ اللهِ وَ الْفَتَهُ ٥ أَلَفَتُهُ ٥ جب الله في مدداور فق آجي \_(٣٠)

کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ بعض نے کہا کہ ہمیں اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ جب ہمیں فتح ونصرت حاصل ہوہم اللہ کی حمد کریں اور اس سے استغفار کریں ، اور بعض حفز ات خاموش رہے ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فر مایا کہ ابن عباس! تم بھی اسی طرح کہتے ہو؟ میں نے جواب دیا کہ نہیں ، فر مایا کہتم کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا کہ بید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت ہے، جس کی آپ کوخبر دی گئی ہے، فرمایا کہ جب اللہ کی مدداور فتح آئے اور یہ آپ کے سفر آخرت
کی علامت ہے تو آپ اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تبییح کریں اور اس سے مغفرت طلب
کریں، بے شک وہ بڑا تو بہ قبول فرمانے والا ہے۔ بین کر حضرت عمر رضی اللہ عندنے فرمایا کہ بخدا
میں بھی اس آیت کے بارے میں یہی جانتا ہوں جوتم نے کہا ہے۔ (۳۱)

یدواقعدآپ کے فہم وفراست کی قوت کی وسعت اورار شادات قرآنیہ سے ایسے استباط
پراصابت رائے اور دفت نظر پر دلالت کرتا ہے جس کا ادراک ماہر بن علم ہی کا حصہ ہے۔ حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہا کا اسرار قرآن کے فہم میں اس عالی مرتبہ کو حاصل کرنا باعث تعجب اور حیرت
کی بات نہیں کیونکہ متفق علیہ روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دین
میں فہم اور سمجھ عطا کئے جانے کی دعافر مائی ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے سینے سے لگایا اور دعا کی کہ اے
اللہ! اس کو دین میں سمجھ دے اور اس کو تاویل کا علم عطافر ما۔ اور ایک
روایت میں ہے اے اللہ! اس کو حکمت تعلیم فرما۔ (۳۲)

یمی وجہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہمااپنے کثرت علم کی وجہ ہے بحر (سمندر) کیج جاتے تھے۔روایت میں آتا ہے کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آکراس آیت کریمہ کے متعلق سوال کیا:

> أَوَّلَمُ يَرَ الْمَايِنَ كَفَرُوْاَ اَنَّ السَّـٰمُوْتِ وَ الْأَرْضَ كَانَتَا مَرْتُقًا فَفَتَقَنْهُمَا \*

کیا کا فروں نے بینیں دیکھا کہ آسان وزمین (پہلے ) ملے ہوئے تھے پھر ہم نے (اپنی قدرت ہے ) دونوں کوجدا کر دیا۔ ( ۳۳ )

ابن عمر رضی الله عنهما نے فرمایا کہ ابن عباس کے پاس جاکر پوچھو، پھر واپس آگر جھے بتاؤ، اس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنهما کے پاس جاکر سوال کیا انہوں نے جواب ویا کہ آسان بُڑوے ہوئے تھے بارش نہیں ہوتی تھی زمین جڑی ہوئی تھی نبا تات نہیں اگتے تھے، اللہ تعالیٰ

দে ১০০০ বিশিল্প ১ ৫৯০ বৰ্ণ, 1821 চুলচ্চ ডে,১৯৮(৪৮) জনগদ্ধ <mark>১১বদচুলট্ড ডি,১৯৮(৪</mark>০)

نے آ سانوں کو بارش کے ساتھ اور زمین کو روئیدگی کے ساتھ کشادہ کیا، ساکل نے واپس آ کر حضرت ابن عمر رضی الله عنهما کو جواب سناما ،انہوں نے کہا کہ میں کہنا تھا مجھےا بن عماس کی تفسیر قر آن یر جرأت برتعجب ہوتا ہے،اب مجھے معلوم ہوا ہے کہان کواللہ کی طرف سے علم عطافر مایا گیا ہے۔ مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللّٰہ عنہ نے ایک روز صحابہ کرام ہے دریافت

کیا یہ آیت کس کے مارے میں نازل ہوئی ہے:

آيَوَدُّ آحَلُكُوُ آنَ تَكُوُنَ لَهُ جَنَّةٌ مِّنَ تَخِيْلِ وَّ آعْنَابِ تَحْدِي مِنْ تَحْتَهَا الْأَنْهُرُ الْ

کیاتم میں ہے کوئی پیچاہتا ہے کہ اس کے لئے کجھوروں اور انگوروں کا کوئی ایباباغ ہوجس میں نہریں بہتی ہوں۔ (۳۴)

انہوں نے جواب دیا کہ اللہ ہی خوب جانتا ہے، حضرت عمر نے جھنجھلا کر کہا کہ صاف کہو ہم جانتے ہیں پانہیں جانتے ،حفرت ابن عباس نے کہا کہ میرے دل میں اس کی بابت کچھ ہے۔ حضرت عمرنے فرمایا کہ بھیتیجتم کہواورا ہے نفس کوحقیر نہ جانو ،ابن عباس رضی اللہ عنہمانے کہا کہاس میں عمل کی مثال دی گئی ہے۔حضرت عمر رضی الله عنہ نے بوجھا کس عمل کی ؟ ابن عباس رضی الله عنہما بو کے میا یک متمول شخص کی مثال ہے جواللہ کی اطاعت کرتا ہے پھر شیطان کے تسلط اور ورغلانے سے گنا ہوں میں مبتلا ہوکراینے نیک اعمال کو گنا ہوں میں ڈبودیتا ہے۔ ( ma )

اس طرح کی کثیر مثالیں ہیں جونوعمری کے باوجود حضرت ابن عباس رضی الله عنهما کی علمی رسائی ،ان کے نہم ٹا قب بر دلالت کرتی ہیں ، آ پیل القدرشیوخ صحابہ کے ہم نشین تھے اور صحابہ کرام ہی کی شہاوت کے مطابق حیر الامت تھے۔

### حضرت ابن عباس رضي الله عنهما كم شيوخ

رسول الله صلی الله علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ابن عباس رضی الله عنبما نے جن شیوخ کے علوم سے استفادہ کیا، اپنی علمی پیاس بجھائی اور ان کے علوم دفنون برجن کی گہری چھاپ اور اثر تھاوہ حضرت عمر بن الخطاب،ابی بن کعب،علی بن الی طالب اور زید بن ثابت رضی اللّٰھ نہم ہیں ، پیہ پانچوں حضرات آپ کے ایسے اہم شیوخ ہیں جن ہے آپ نے اکثر علم اور تربیت حاصل کی ، اور ابن عباس کی علمی گہرائی اور گیرائی میں ان حضرات کی رہنمائی اور ذہن سازی نمایاں اثر رکھتی ہے۔

## حضرت ابن عباس رضى الله عنهما كے تلامذہ

حضرت ابن عباس رضی الله عنهما سے تا بعین کی بڑی تعداد نے علم حاصل کیا ،ان سے علم تفسیر حاصل کیا ،ان سے علم تفسیر حاصل کرنے والے مشہور تلافہ ہ حسب ذیل ہیں۔حضرت سعید بن جبیر ، مجاہد بن جرالخز رمی ، طاووس بن کیسان الیمانی ،عکر مدمولی ابن عباس اور عطاء بن ابی رباح رضی الله عنهم سے بعض میں مدرستہ ابن عباس رضی الله عنهم الگرد ہیں جن کے توسط سے ہم تک ابن عباس رضی الله عنهما کا تفسیر علم منتقل ہوا ہے۔رضی الله عنهم اجمعین ۔

## ۲\_حضرت عبدالله بنمسعودرضی الله عنه

علم تفیر میں مشہوراور عظیم المرتبت صحابہ میں سے جنہوں نے ہم تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آثاراورا قوال پنچائے ہیں ایک عبداللہ بن مسعودرضی اللہ عنہ ہیں ، آپ کا شارسب سے پہلے اسلام قبول کرنے والوں میں ہوتا ہے، قبولِ اسلام میں آپ چھٹے شخص تھے، روئے زمین پران چھ حضرات کے علاوہ کوئی مسلمان نہ تھا، رسول اللہ عظیم کی خدمت میں رہے، آپ کو جو تیاں پہناتے تھے، آپ کے ہمراہ آپ کے آگے آگے (بطور خادم) چلتے تھے، نبی علیم سے سے آپ نہایت مؤدب، شائستہ اور مہذب انسان تھے، اس لیے آپ کا شارکتاب اللہ کے سب سے آپ نہایت مؤدب، شائستہ اور مہذب انسان تھے، اس کے آپ کا شارکتاب اللہ کے سب سے زیادہ عالم مجملم ومتشابہ کے عارف اور حلال وحرام سے واقف ترین صحابہ کرام میں ہوتا ہے۔

علامہ سیوطی نے کہا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے زیادہ تفسیری روایات منقول ہیں، بخاری اور مسلم نے حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے سواکوئی معبود نہیں کتاب اللہ کی کوئی سورت الی نہیں جس کے بارے میں فرمایا کہ اس فرائی آیت نہیں گر جس کے بارے میں مجھے یعلم نہ ہو کہ یہ کہاں نازل ہوئی، اور کتاب اللہ میں ایس کوئی آیت نہیں گر میں اس کے متعلق جانتا ہوں کہ یہ آیت کس بارہ میں نازل ہوئی، اگر مجھے علم ہوتا کہ کوئی شخص مجھ سے زیادہ کتاب اللہ کا عالم ہے وہاں تک اونٹ پہنچ سکتا تو میں سوار ہوکر اس کے پاس ضرور جاتا۔ تابعین کی کثیر تعداد نے آپ سے روایت کی ہے۔

## <u>قىمىل ششىر</u>

# تابعين مفسرين

تابعین میں بڑی تعداد میں مفسرین گزرے میں ، ان کی تعداد مفسرین صحابہ ہے بہت زیادہ ہے،صحابہ کرام میں مفسرین صرف دس حضرات میں ، جیسا کہ علامہ سیوطی نے الانقان میں اس کی تصریح کی ہے، ان کے اسااور مشہور حضرات کا مختصر تذکرہ گزر چکا ہے۔

تابعین میں بکثرت مفسرین نے بڑی شہرت پائی ہے اور ان میں ایسے با کمال نابغۂ روزگار حضرات گزرے میں جنہوں نے کتاب اللّٰہ کی تفسیر میں اہم کام کیا ہے، اور بعد میں آنے والے مفسرین نے ان کی آراسے اپنی تفاسیر کوآراستہ کیا ہے، تابعین مفسرین کے تین طبقات ہیں:

الے مفسرین نے ان کی آراسے اپنی تفاسیر کوآراستہ کیا ہے، تابعین مفسرین کے تین طبقات ہیں:
الے مفتر اہل مکم کے اسل ملک کا بینہ سے مالے مفتر اہل مکرا ق

## طبقة مفسرين ابل مكه

اہل مکہ تابعین مفسرین نے شنخ المفسرین ، ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہا ہے کہ لوگوں رضی اللہ عنہا ہے کہ لوگوں ہیں اللہ عنہا ہے کہ لوگوں ہیں اللہ عنہا ہے اللہ عنہا کے ، علا مہ سیوطی نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ لوگوں میں تفسیر کے سب سے زیادہ جانئے والے اہل مکہ بیں ، کیونکہ وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھی (شاگرد) ہیں ۔ ان مفسرین میں بکٹرت حضرات نے شہرت و ناموری حاصل کی ہے اور ان میں بڑے صاحب کمال لوگ ہوئے ہیں ، ان کے سرخیل مجاہد، عطاء ، عکر مہ ، طاؤوس اور سعید بن میں بڑے صاحب کمال لوگ ہوئے ہیں ، ان کے سرخیل مجاہد، عطاء ، عکر مہ ، طاؤوس اور سعید بن جیررضی اللہ عنہم ہیں ۔ آئندہ سطور ہیں ہم ان علاء اعلام کے خضر حالات پیش کررہے ہیں ۔

#### حضرت مجاهد بن جبير رضي الله عنه

نام مجابدین جبیر رضی الله عنه، کنیت ابوالحجاج ، کلی ، ولادت ۲۱ هه ، وفات ۱۰۳ هه مشهور

مفسر قرآن ہیں، بقول علامہ ذھبی بلااختلاف شخ القراءاور شخ المفسرین ہیں،تفییری علوم حضرت ابن عباس رضی الله عنها سے حاصل کئے ۔(1)

آپ حضرت ابن عباس کے مخصوص ترین طلبہ میں سے تھے، مفسرین نے ان کی مرویات پرسب سے زیادہ اعتماد کیا ہے، امام بخاری اور دیگر کثیر مفسرین آپ کی روایات پراعتماد کرتے ہیں اور انہیں اپنی کتب میں نقل کرتے ہیں، کوفہ میں اقامت پذیر ہوئے، جب بھی کی حمیرت انگیز نادر چیز کے بارے میں سنتے اس کود کھنے کے لیے جاتے۔

مجاہد نے کتاب اللہ کی تغییرا پے جلیل القدرشُخ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حاصل کی ،
اور فہم و تد بر کی خاطر قر آن کریم کی ہرآیت ان کے سامنے پڑھی اور ان کے مفاہیم سے آگاہی
حاصل کی ، ہرآیت کی قراءت کے بعد تھہرتے اس کے معنیٰ اور اس کے تفییری اسرار دریافت
کرتے تھے۔ چنا نچ فضیل بن میمون مجاہد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فر مایا کہ میں نے تین
ہارا بن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے قرآن پڑھا میں ہرآیت پررک کران سے دریافت کرتا تھا کہ
ہارا بن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے قرآن پڑھا میں ہرآیت پررک کران سے دریافت کرتا تھا کہ
ہارا بیت کس کے مارے میں اور کسے نازل ہوئی ؟

مجاہدرضی اللہ عنہ نے اپنے جلیل القدر استاذ سے قرآنی آیات کی تفسیر اور اس کے اسرار اور دقائق کی معرفت کے حصول اور ان کی حکمتوں اور احکام کی تفہیم کے لیے بڑی کدو کاوش کی ۔ اس لیے امام نو وی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب تمہارے پاس مجاہد کی تفسیری روایت آ جائے تو تمہارے لئے اتنا کافی ہے، یعنی امام مجاہد سے مروی تفسیر تمہیں دوسروں کی تفاسیر سے بے نیاز کردے گی۔

#### حضرت عطاء بن ابي رباح رضي الله عنه

عطاء بن ابی رباح ولا دت ۲۷ ہے۔ وفات ۱۱ ہے، مکد مگر مدیلی نشو ونما پائی۔ اہل مکہ کے مفتی اور محدث تھے۔ جلیل القدر فقیہ تابعی ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرنے میں نہایت ثقة اور قابل اعتماد راوی ہیں۔ (۲) امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رجمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے عطاء بن ابی رباح سے افضل شخص نہیں ملا۔

قما دہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ تابعین میں سے بڑے عالم جار ہیں ،ان میں سے مناسک

<sup>(</sup>١) سامام زرگی څ۲ ځاره د د (۲) سامام زرگی څ د څه ۲

کے سب سے بڑے عالم عطاء بن ابی رباح اورتقبیر کے سب سے بڑے عالم سعید بن جبیر ہیں۔ حضرت عطاء ستا ہی برس عمر پاکر مکہ مکر مہ میں فوت ہوئے اور اسی بابر کت شہر میں مدفون میں۔

## حضرت عكرمه مولى ابن عباس رضي الله عنهما

حضرت عکرمہ، ولا دت ۲۵ ھ، وفات ۵•اھ، امام شافعی رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللّٰہ کے متعلق فر مایا کہ روئے زمین پرعکرمہ سے بڑھ کر کتاب اللّٰہ کا عالم نہیں ہے۔

آپ حضرت ابن عباس رضی الله عنهما کے آزاد کردہ غلام تھے، حضرت ابن عباس رضی الله عنهما ہے آزاد کردہ غلام تھے، حضرت ابن عباس رضی الله عنهما ہے قر آن اور سنت کاعلم حاصل کیا، عکر مدر حمدالله فر ما یا کرتے تھے کہ میں نے مصحف کی جلد کے دونوں پیٹوں کے درمیان کی تفسیر کی ہے (پورے قر آن کریم کی تفسیر بیان کی ہے ) میں قر آن کی تفسیر کے متعلق جو کچھ کہتا ہوں وہ ابن عباس رضی الله عنهما ہی سے کہتا ہوں ۔

الاعلام میں آپ کے بارے میں تحریب کہ ابوعبداللہ عکر مہ بن عبداللہ البر بری المدنی مولی ابن عباس رضی اللہ عنہما تا لعی تغییر اور مغازی کے سب سے بڑے عالم بیں ، متعدد شہروں کی سیاحت کی ، تین سو کے قریب لوگوں نے آپ سے روایت کی جن میں ستر سے زائد تا بعی بیں ، بلاد مغرب (افریقی ممالک) میں گئے وہاں کے علاء سے علم حاصل کیا پھر مدینہ منورہ میں آگئے ، امیر مدینہ نے اپنی بلوایا تو جھپ گئے یہاں تک کہ آپ فوٹ ہوئے ۔ مدینہ منورہ میں آپ اور مشہور شاعر کثیر عزہ نے ایک بی دن میں وفات پائی تو لوگوں نے کہا کہ آج سب سے بڑے عالم مشہور شاعر کئیر عزہ نے ایک وفات ہوئی ہے۔ (۳)

#### حضرت طاؤس بن كيسان اليماني رضي الله عنه

طاؤس بن کیبان ولادت ۳۳ ھ، وفات ۲۰۱ھ۔مشہورمفسرقر آن، حفظ و کمال، فہم و ن ذکاء، پر ہیز گاری، زیداورتفو کی کا نشان تھے،تقریباً بچپاس صحابہ کی زیارت کی ،لوگوں نے بردی تعداد میں آپ ہے علم حاصل کیا، عابدوزاہد تھے، چالیس مرتبہ بیت اللّدشریف کا حج کیا،مستجاب

الدعاء تھے، حضرت ابن عباس رضی الله عنهما نے فرمایا کہ میں طاؤس کو اہل جنت میں ہے جھتا ہوں

الاعلام میں آپ کے بارے میں مذکور ہے کہ ابوعبد الرحمٰن طاؤس بن کیسان الخولانی الحمد انی، عظیم المرتبت تابعی، تفقہ فی الدین، روایت حدیث، زاہدانہ زندگی اور خلفاء اور بادشا ہوں کو بے دھڑک وعظ وضیحت کرنے میں اعلیٰ مقام کے حامل تھے، ایرانی الاصل تھے، لیکن بادشا ہوں کو بے دھڑک وعظ وضیحت کرنے میں اعلیٰ مقام کے حامل تھے، ایرانی الاصل تھے، لیکن آپ کی ولادت اور نشو و فئما یمن میں ہوئی، دوران حج مزدلفہ میں وفات پائی، اس سال ہشام بن عبد الملک (اموی خلیفہ) بھی حج کرنے آیا ہوا تھا، ہشام نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ امراء عبد الملک (اموی خلیفہ) بھی حج کرنے آیا ہوا تھا، ہشام نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ امراء عبد الملک (اموی خلیفہ) بھی جو کرنے آیا ہوا تھا، ہشام نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ امراء تھے۔ ابن عبینہ کا قول ہے کہ حکمرانوں سے بچنے والے تین حضرات ہیں۔ حضرت ابوذر، طاؤس اورسفیان توری رضی اللہ عنہم۔ (۲۰)

#### حضرت سعيد بن جبير رضي الله عنه

سعید بن جبیر۔ ولا دت ۴۵ ھ، وفات ۹۴ ھ، علم اورتقو کی میں اعلیٰ مقام کے حامل عظیم القدر تابعی اور کتاب اللہ کے مشہور مفسر، علم وعمل کے کو و گراں اور روثن نشان ، اہل علم نے ان کاعلم ایک سے دوسرے تک منتقل کیا اور دور دراز کے رہنے دالوں نے ان سے علمی استفادہ کیا۔

سفیان توری رحمہ اللہ کا قول ہے کہ جارا فرادسعید بن جبیر، مجامد، عکر مہاور ضحاک ہے تفسیر حاصل کرو۔

. قمادہ رحمہ اللہ نے کہا کہ سعید بن جبیرتفیر کے سب سے بڑے عالم تھے۔ (۵)

حفظ میں کمال کے حامل تھے، جو کچھ سنتے ذہن نشین کر لیتے ،خود حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہماان کے کمال حفظ کے قائل تھے یہاں تک کہ انہوں نے سعید سے فر مایا کہ خیال رکھناتم مجھ سے کس طرح نقل کرتے ہو کیونکہ تم نے مجھ سے بہت ی احادیث حفظ کرلی ہیں۔

ا بن عباس رضی اللہ عنہا کے نامینا ہونے کے بعد جب اہل کوفہ میں سے کوئی شخص ان سے مسئلہ دریافت کرتا تو آپ فرماتے کہتم مجھ سے مسئلہ پوچھتے ہو حالا نکہ تمہارے ہاں ابن ام دھاء لینی سعید بن جبیر موجود ہیں۔

آپ کے زہد وعبادت کا بیعال تھا کہ دوراتوں میں قرآن کریم ختم کرتے تھے،ایک

مر تبه حرم کعبه میں بورا قر آن ایک رکعت میں ختم کیا۔

الاعلام میں آپ کے تذکر ہے میں ہے کہ'' ابوعبداللہ سعید بن جبیرالاسدی الکونی علی الاطلاق عالم ترین تابعی ، اور حبثی الاصل تھے، حضرت ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم ہے علم عاصل کیا ،عبدالملک بن مروان کے خلاف عبدالرحمٰن بن اضعث نے خروج کیا تو سعید بن جبیر نے عبدالرحمٰن کا ساتھ دیا ، جب عبدالرحمٰن کوئل کردیا گیا تو حضرت سعید مکہ مکر مہنتقل ہوگئے ۔ وہاں کے والی خالدالقسر کی نے آپ کوگر فقار کر کے جاج کے پاس بھیج دیا اور جاج نے آپ کوئل کردیا ، جاج آپ کوئل کردیا ،

ا مام احمد بن صنبل نے فر مایا کہ حجاج نے سعید کوتل کردیا حالانکہ روئے زمین کا ہرشخص ان کے علم کامختاج ہے۔

مروی ہے جب جاج نے آپ کے تل کا ارادہ کیا تو جلا دکوتھم دیا کہ آپ کو لے جائے اور آپ کی گردن اڑا دے، حضرت سعید نے جلاد سے کہا کہ ججھے دور کعت ادا کرنے کی مہلت دو، حجاج نے جلاد سے بوچھا کہ یہ کیا کہدر ہا ہے؟ کہا نماز پڑھنا چاہتا ہے، جاج نے کہا اس کا منہ نصار کی کے قبلہ یعنی مشرق کی طرف کر دو (اسے کہوا گرنماز پڑھنی ہے تو مشرق کی طرف رخ کر کے پڑھو) اور ججاج نے تھم دیا غیر قبلہ کی طرف اس کے رخ کی حالت میں اس کوتل کرو، لوگوں نے پڑھو) اور ججاج نے حتم دیا غیر قبلہ کی طرف اس وقت حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی:

فَأَيْنَا تُولُوا فَتُمَرَّوَجُهُ اللهِ ﴿

سوجس طرفتم منه کروتوالله کارخ بھی ادھر ہی ہے۔ (۲)

ای حالت میں آپ کا سرقلم کردیا گیااور آپ کی زبان لا الدالا الله محمد رسول الله کا ورد کررہی تھی۔ آپ کی پاکیزہ روح حجاج کے ظلم پرشکوہ کناں بارگاہ ایز دی میں حاضر ہوگئی، آپ نے اپنے دین اورعقیدے پراپنی جان قربان کر دی اور الله کی رحمت اور اس کی جنت میں جاگزیں ہوگئے۔ (ے)

## طبقه مفسرين امل مدينه

اہل مدینہ میں سے متعدد تا بعی مفسر قرآن کی حیثیت سے مشہور ہیں ، ان کے سرخیل محمد بن کعب القرظی ، ابوالعالیہ الریاحی اور زید بن اسلم رضی الله عنهم اجمعین ہیں ۔

ان صفحات میں ہم ان مشہور مفسر تابعین کا ذکر کریں گے ،صحابہ کرام سے علم فقہ ، حدیث یا تفسیر نقل کرنے میں ان حضرات نے عظیم کر دارا داکیا ہے۔اگر چہ ان حضرات کے علاوہ دیگر مدنی تابعین بھی علم تفسیر میں شہرت کی بلندیوں تک پہنچے ہیں تا ہم ان کی شہرت اور اثر سب سے زیادہ اور نمایاں رہا۔

## حضرت محمد بن كعب القرظى رضى الله عنه

علامه عسقلانی تہذیب العہذیب میں محمد بن کعب رضی اللہ عنہ کے تذکرے میں رقم طراز ہیں:

> ابوتمز ہمجرین کعب القرظی المدنی حلیف اوس، پہلے کوفہ میں اور بعداز ال مدینہ میں سکونت اختیار کی ، آپ نے صحابہ کرام کی کثیر تعدا داورخصوصاً حضرت علی بن ابی طالب اورعبداللہ بن مسعودرضی الله عنہا سے روایت کی ہے۔

ابن سعد کہتے ہیں کہ آپ ثقة عالم، کثیر الحدیث اور صالح متی انسان تھے۔ عون بن عبداللہ نے کہا کہ میں نے کسی کوان سے بڑھ کر تفییر قر آن کا عالم نہیں دیکھا۔ امام بخاری نے ان کے قرظی ہونے کی وجہ تشمید بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ آپ کے والدان لوگوں میں شامل تھے جو بنو قریظہ کے غداروں کے قل کے روز نابالغ تھے، اس لیے ان کوچھوڑ دیا گیا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لڑائی کے قابل لوگوں کو قل کرنے کا تھم دیا تھا، بچوں الڑکوں اور عور توں کوچھوڑ دیا گیا۔

آپ مدینه طیبہ کے فاضل علماء وفقہاء کے سردار تھے۔صرف مجد میں حدیث بیان کرتے تھے،آپ پراورآپ کے ساتھیوں پرحصت گر پڑی جس کے انہدام سے آپ کا انتقال ہوگیا۔ یہ کااھ کا واقعہ ہے،رضی اللہ عنہ۔( ۸ )

<sup>(</sup>۸) تبذیب التبذیب آن ۵ می ۴ م

## حضرت أبو العالية الرياحي رضى الله عنه

ان کا نام رفیع بن مهران اورکنیت ابوالعالیتھی ، وہ بنوریاح کی ایک خاتون کے آزاد کر دہ غلام تھے، بصری ثقة تابعی ہیں ، فقہ اورتفییر میں بڑی شہرت کے مالک ہیں ، حضرت ابو بکر رضی الله عنه کو دیکھا، حضرت ابی بن کعب رضی الله عنه وغیرہ سے قرآن کریم پڑھا، حضرت عمر ، ابن مسعود ، علی اور عائشہ وغیرہم رضی الله عنہم سے حدیث کی ساعت کی ۔

ابوالعاليه رضى الله عنه كاقول ہے كہ ميں نے تمہارے نبی صلى الله عليه وسلم كى وفات كے بعد دس سال كى عمر ميں قرآن كريم برخ ھا ہے۔ ابتدائے عمر ہى سے علم كى تلاش ميں مگن رہے يہاں تك اپنے ہم عصروں سے سبقت لے گئے ،تفسير قرآن ميں آپ خصوصى مہارت كے حامل تھے، حضرت ابن عباس رضى الله عنهما ان كواپنے پاس بلنگ پر بٹھاتے جب كه قریش كے لوگ بنچ بیٹھے ہوتے اور فرماتے كہ علم اسى طرح باعزت كى عزت ميں اضافه كرتا ہے اور فلاموں كو تخت پر بٹھا تا ہے۔ تقریبان سال كى عمر ميں عب عبین آپ كا انتقال ہوا۔ رضى اللہ عنه

## حضرت زيد بن اسلم رضي الله عنه

ابواسامہ زید بن اسلم العدوی العمری، فقیہ ومحد فی اہل مدینہ، حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دورِ خلافت میں ان کے ساتھ سے، ولید بن یزید نے فقہاء مدینہ کی ایک جماعت کے ساتھ آپ کو کسی مسئلے کے باعث دمشق میں بلایا تھا، ثقہ اور کثیر الحدیث تھے، مجد نبوی میں ان کا الگ حلقۂ درس تھا، تفسیر میں آپ کی کتاب ہے جس کو آپ کے صاحبز اوے عبدالرحمٰن نے روایت کیا ہے۔ آپ رعب دار شخص تھے، ابن عجلان کہتے ہیں' میں بھی کسی سے اتنا مرعوب نہیں ہوا جتنا زید بن اسلم سے مرعوب ہوا''

ا یک مرتبہ آپ نے بلاسند حدیث بیان کی توایک صاحب نے سوال کیا کہ ابواسا مہ! یہ حدیث کس سے مروی ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ اے تیتیج! ہم بے وقو فوں کی مجالس میں نہیں رہتے تھے۔

مسجد نبوی شریف میں آپ کا حلقۂ درس بڑا ہوتا تھا،حضرت علی بن حسین (امام زین

العابدین ) رضی اللہ عنہ آپ کی مجلس میں آتے اور احادیث کی ساعت کرتے تھے۔ اپنی قوم کی مجلس میں نہ جاتے ، ان سے اس بارے میں کہا گیا کہ آپ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے غلام کی خاطر اپنی قوم کے جلقے کوچھوڑ دیتے ہیں؟ حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہمانے جواب دیا کہ آ دمی اسی کی مجلس میں بیٹھتا ہے جس کی ہم نشینی اس کے دین میں نفع بخش ہو۔

٣٦ اه مين مدينه طيبه مين آپ كاانقال موار (9)

## طبقهمفسرين الملعراق

اس طبقه کے مشہورمفسرین میں سرفہرست حضرت حسن بھری،مسروق بن الاجدع، قیا د ہ ابن د عامہ،عطاء بن البیمسلم الخراسانی اور مرۃ الصمد انی رحمہم اللّٰہ ہیں ۔

رب کم یزل کی بارگاہ ہے تو فیق واعانت کی درخواست کرتے ہوئے اب ہم ان جلیل القدرمفسرین کامخصر تذکرہ کررہے ہیں:

#### حضرت حسن بصرى رضي الله عنه

امام اہل بھرہ اپنے دور کے حمر الامت، ابوسعید حسن بن بیار بھری رضی اللہ عنہ عظیم عالم ، فضیح ، بہادر آور عبادت گزار شخصیت ، مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زیر سابیہ پرورش پائی ، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں خراسان کے والی رہیج بن زیاد نے ان کوا پنا کا تب مقرر کیا تو آپ نے بھرہ میں سکونت اختیار کرئی ، لوگوں کے دلوں میں ان کی ہیبت اور رعب تھا ، حکر انوں کے پاس جاتے اور ان کو سمجھا نے اور حق بات کہنے میں کسی ملامت کی پروا نہیں کرتے تھے ، آپ نے ایک سوہیں صحابہ کرام کی زیارت کی ۔ اہل بھرہ کے فصیح تر ، فقیہ تر اور عظیم عبادت گزارانیان تھے۔

امام غزالی نے فرمایا کہ تمام لوگوں میں حسن بھری کا کلام انبیاء کرام کے مشابہ اور صحابہ کرام کی سیرت کے قریب ترتھا، نہایت نصح انسان تھے آپ منہ سے حکمت کے موتی لٹاتے تھے۔ ایوب کہتے ہیں کہ میں نے حسن بھری سے بڑھ کر کسی کوفقے نہیں دیکھا، آپ کا کلام پراز

<sup>(</sup>٩) تَذَكَّرة الْحَفَاظَ/إِنْ صَى لَمَّ جَالُ ١٩٢ـ

حکمت ہوتا تھا جب وعظ کرتے حاضرین زار و قطار روتے ، ایبامحسوں ہوتا کہ آپ دار آخرے کا معائنہ کر کے آئے ہیں، آپ کا وعظ بہت مشہور تھا، نرم دل اور فصیح اللمان سے، احادیث نبویہ بیان کرتے ، جب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کرتے تو تجاج کی گرفت کے خوف سے آپ کا نام نہ لیتے ، یونس بن عبید کہتے ہیں میں نے حضرت حسن بھری سے بوچھا کہ ابوسعید! آپ براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کرتے ہیں حالا نکہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ نہیں پایا؟ آپ نے جواب دیا کہ بھتے ! تم نے مجھ سے ایسی چیز کے متعلق سوال کیا ہے جس چیز کاتم سے پہلے کی نے سوال نہیں کیا، اگر میرے ہاں تیرامقام نہ ہوتا تو میں یہ بات نہ بتا تا جہمیں معلوم ہے میں کس کی حکم انی میں ہول ( تجاج یہاں کا گورنر ہے ) جس حدیث کو میں براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کردوں وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دوایت ہوتی ہوتی ہوتی ہوتی میں معلوم ہے میں کن زاکت کی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام نہیں لے سکتا۔ (۱۰)

جب حضرت عمر بن عبدالعزیز خلیفہ منتخب ہوئے ، تو انہوں نے آپ کو لکھا کہ میں اس ذ مے داری میں مبتلا ہو گیا ہوں ، مجھے کچھ مددگار عطاء کریں جو اس معاملے میں میری معاونت کریں ،حسن بصری رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ دنیا دار آپ کو مطلوب نہیں ، رہے آخرت کے طلب گاروہ آپ کے ہاں نہیں آنا چاہتے ، اس معاملے میں اللہ تعالیٰ نے مدد مانگیں۔(۱۱) ۱۱ھ میں بھرہ میں انتقال ہوا اور وہیں فن ہوئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

#### حضرت مسروق بن الاجدع رضي الله عنه

ابوعا کشد مسروق بن الاجدع الهمذانی کوفی عابد وفقیه، ثقه تابعی، حضرت عبدالله بن مسعود رضی الله عنه کے توسط سے ہمارے لئے رسول الله صلی الله علیه وسلم کے نقوش سیرت نقل کرتے ہیں۔ مشہور مفسرا ورمحدث ہیں۔ آپ کے والدیمن کے سب سے بڑے شہسوار تھے حضرت عمر بن معد مکرب رضی الله عند آپ کے ماموں تھے۔ قاضی مقرر کئے گئے، وظیفہ نہیں لیتے تھے، قناعت پیند، زاہد، راضی بقسیم رب تھے، صاحبِ عیال تھا کیہ دن ان کی بیوی نے آ کر کہا کہ اے ابوعا کشہ آتی آئے آئے گال خانہ کے پاس اشیائے خوردنی میں سے کچھنہیں ہے، مسکراد سے اور کہا کہ بخد الله

د ) الذيب الذيب والتراجع (n) العامل في والتراجع ( عام ١٥٠٥ ـ ـ

تعالی ان کوخروررزق عطافر مائے گا، پھراللہ تعالی نے ان کے رزق میں وسعت عطافر مادی۔

مروی ہے ان کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپکا نام پو چھا، انہوں نے کہا کہ مسروق بن الا جدع، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شیطان ہے، تم مسروق بن عبدالرحمٰن ہو، اس کے بعد آپ اپنانام مسروق بن عبدالرحمٰن بتاتے تھے۔ امام بخاری کے شخ علی بن المدینی نے کہا کہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے کسی کومسروق سے مقدم نہیں سجھتا، مسروق نے حضرت ابو بکررضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی ہے اور حضرت عمراور عثمان رضی اللہ عنہ اسے ملاقات کی ہے۔

اپنے تین بھائیوں کے ساتھ جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے، تینوں بھائی درجۂ شہادت پر فائز ہوئے اور مسروق زخی ہوئے ان کا ہاتھ ناکارہ ہوگیا۔ وعظ ونسیحت میں انو کھے طریقے اپناتے تھے، ایک مرتبہ کوفہ میں اپنے بعض تلاندہ کے ساتھ کوڑا خانہ پر چڑھے اور کہا کہ کیا میں تم کو دنیا ندد کھاؤں؟ بید نیا ہے، لوگوں نے جو کھایا وہ ختم ہوا جو بہنا وہ پر انا ہوا، وہ اس کی پیٹر پر سوار ہوئے اور آ ہستہ آ ہستہ آ ہستہ آ گئی منزل کی طرف چل دیئے، اس میں انہوں نے ناحق خون بہائے، اللہ کی حرام کردہ اشیا کو حلال قرار دیا اور قطع حری کے مرتکب ہوئے۔ (۱۲)

ایک دن آپ ہے کسی شعر کے مصر سے کے بارے میں پو چھا گیا تو فر مایا کہ میں اس کو نالپند کرتا ہوں کہ میرے نامہ ٔ اعمال میں شعر ہو۔

## حضرت قتاده بن دعامه رضي الله عنه

ابوالخطاب قادہ بن دعامہ السد وی البصری، ولا دت ۲۱ ھ۔ وفات ۱۱ ھولا دت اور وفات دونوں بھرہ میں ہوئیں، بوقت وفات عر ۵۵ سال تھی۔ حضرت انس بن مالک، سعید بن المسیب اور صحابہ کرام رضوان الله علیہم اجمعین کی ایک جماعت سے صدیث روایت کی ، قوی الحفظ اور نہایت فربین تھے، ان سے بیقول مروی ہے کہ میں نے کسی محدث سے بھی بینیں کہا کہ بیح صدیث بحصے دوبارہ سنائیں، میرے کا نول نے جو بچھ سنامیرے دل نے اس کو محفوظ کرلیا۔ مروی ہے حضرت قادہ حضرت سعید بن المسیب کے پاس کئی روز جاتے رہے اور ان

<sup>(</sup>۱۲) تهذيب التنذيب في ۲ س

ے سوالات کرتے رہے جب وہ بکثرت سوال کر چکتو حفرت سعید بن المسیب نے ان سے دریافت کیا کہ آپ نے بھے جے جنے سوالات کے وہ آپ کو یاد ہیں ؟ کہا ہاں، سعید بن المسیب نے آپ سے فلاں سوال کیا تو آپ نے اس نے تعب کا ظہار کیا، تو قادہ نے ان سے کہا کہ میں نے آپ سے فلاں سوال کیا تو آپ نے اس کے متعلق بیفر مایا، فلاں سوال کے جواب میں آپ نے بیفر مایا، یہاں تک کہ تمام سوالات اور ان کے جوابات بیان کر دیئے، جناب سعید بن المسیب نے فر مایا میں نہیں سمجھتا اللہ تعالیٰ نے تم جیسا کوئی اور پیدا فر مایا ہے، ایک مرتبہ حضرت سعید بن المسیب نے فر مایا کہ میرے پاس اہل عواق میں سے قادہ سے زیادہ ذبین شخص نہیں آیا میں نے ایک مرتبہ اس پر حضرت جا بررضی اللہ عنہ کا صحیفہ میں سے قادہ سے زیادہ ذبین شخص نہیں آیا میں نے ایک مرتبہ اس پر حضرت جا بررضی اللہ عنہ کا صحیفہ میں سے قادہ سے زیادہ ذبین شخص نہیں آیا میں نے ایک مرتبہ اس پر حضرت جا بررضی اللہ عنہ کا صحیفہ میں نے دفیل کر لیا (۱۳)

حضرت قنادہ پیدائش نابینا تھے لیکن حفظ ذکاوت اور ذہانت میں بے مثال تھے، امام احمد بن عنبل ان کے علم وفقہ کے مداح تھے اور ان کی بہت تعریف وتو صیف کرتے تھے۔ قماد ہ تغییر و فقہ کے امام تھے، ان میں یہ کمزوری تھی کہ ہرشخص سے روایت کرتے تھے، اور یہان کا عیب تھااسی لیے تعمی نے ان کو حاطب کیل (یعنی ہرشم کا رطب و یا بس کلام کرنے والا) کہا ہے۔

پچین برس کی عمر میں بھرہ میں فوت ہوئے ، اہل بھرہ نے ان کی موت پڑگریہ و زاری کی ۔

#### حضرت عطاء الخراساني رضي الله عنه

ابوعثان عطاء بن ابی مسلم الخراسانی، بقول حافظ اصبهانی ولادت ۵۰ هـ، وفات ۱۳۵ه، ثقه، صدوق، عابد، زاید، شب بیدارتابعی تھے۔

عبدالرحمٰن بن یزید ہے مروی ہے کہ عطاء رات بھرنماز میں مصروف رہتے ، جب ایک تہائی یا آدھی رات گزرتی ہمیں آواز دیتے اے فلاں! اے فلاں! اٹھو، وضو کرواور نماز پڑھو کہ رات کا قیام اور دن کاروز ہ دوز خیوں کی پیپ پینے ہے آسان ترہے۔ (۱۴)

علم کی نشر وا شاعت ہے محبت کرتے تھے جب کوئی طالب علم نہ ہوتا مساکیین کے پاس جا کران کو حدیث سناتے تھے تا کہ علم کو چھپانے والی وعید ہے محفوظ رہیں۔ آپ حدیث، فقہ ہتفسیر

<sup>(</sup>١٣) تَبَدْ يِبِ النَّبِدُ بِ إِنَّ ١٣٥ - (١٣) تَبَدْ يِبِ النَّهِ الْمِرْ يَلْ فِي الْمُعَلِّمُ ١٣٩

اورز مدوورع میں بری شہرت رکھتے ہیں \_رحمہ اللہ تعالیٰ \_

#### حضرت مرة العمذاني رضي الله عنه

ابواساعیل مرہ بن شراحیل الہمذانی ثقہ تابعی المعروف مرۃ الطیب اور مرۃ الخیر، صحابہ کرام کی بڑی تعداد سے ملاقات کی ،عبادت گزار ،متی ، زاہدوصالح انسان تھے۔ الحجلی نے کہا ہے: آپ شب و روز میں پانچ سور کعات ادا کرتے تھے، ۲ سے میں فوت ہوئے۔ اللہ تعالی ان کواپی رحمت واسعہ سے نواز سے اور جنت الفردوس میں مقام عطافر مائے۔ (10)

یہ وہ با کمال تابعین مفسرین ہیں جنہوں نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ میں جمعین سے اکتساب علم کیا اور ان کے معارف سے اقتباس فیف کیا ہے۔ ان حضرات سے تبع تابعین نے اور بعد میں آنے والے علاء عالمین نے علوم ومعارف حاصل کیے اس طرح نسل درنسل اللہ کے دین، اس کی کتاب، اس کی شریعت اور اس کے علوم اور معارف کی مکمل منتقلی عمل میں آتی رہی، ایک گروہ کے بعد دوسرا گروہ اس فرمداری کونھا تاریا۔

ارشاد باری تعالی ہے:

إِنَّا نَحُنُّ نَزُّلْنَا اللِّهِ كُرُ وَإِنَّا لَهُ لَحْفِظُونَ ٠

بے شک ہم ہی نے ذکر ( قر آن ) کوا تاراہے اور بے شک ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔(۱۲)

رسول کریم صلی الله علیه وسلم نے اس کے متعلق صدق وحقیقت برمبی خبر دیتے ہوئے

ارشادفر مایاہے:

اس علم کو بعد میں آنے والے لوگوں میں سے ایسے عادل لوگ حاصل کریں گے، جواس سے غالیوں کی تحریف کومٹائیں گے۔ باطل پرستوں کے علمی سرقے کو دور کریں گے، اوراسے جاہلوں کی تاویل سے محفوظ رکھیں گے۔ (۱۷)

<sup>(</sup>١٥) تبذيب التبذيب عَ • اس ٨٨ - (١٦) الحجر: ٩ (١٤) الحديث

بالکل ای طرح الله تعالی نے اپنی عظیم کتاب کی حفاظت فرمائی ،جلیل القدر علاء ذی احترام، ثقه اور فاضل ترین اشخاص نے اس کتاب کی حفاظت کا فریضه سرانجام دیا، انہوں نے علم اور دین کی خدمت کی بنیا دیں فراہم کیس اور اپنی پوری سعی وکوشش سے اس کار خیر کو جاری وساری رکھا، فحز اهم الله عن الاسلام و المسلمین خیرا۔

### تنبيه

تابعین رضوان الدیمیم کی تغییر میں بعض اسرائیلی روایات بھی داخل ہوگئی ہیں، بعض اوقات ان کے اقوال اور بے بنیاد اسرائیلی روایات کوخلط ملط کردیا گیا ہے، اوران کی زبانوں سے بعض غیرضچ اور غیر ثابت روایات منقول ہیں، سوان حضرات کے اقوال نقل کرتے وقت صحت کا خیال رکھنا ضروری ہے، اور قاری کوتفیر ابن جریروغیرہ جیسی بااعتماد تفاسیر سے رجوع کرنا چاہئے۔ علامہ سیوطی الا تقان میں مشہور مفسرین تابعین کاذکر کرکہتے ہیں:

میل مشروری میں ان کے زیادہ تر اقوال صحابہ سے مروی ہیں۔ تابعین کے طبقہ کے بعد کی تفاسیر صحابہ اور تابعین کے قیمیری اقوال پر مشتمل ہیں۔ کے طبقہ کے بعد کی تفاسیر صحابہ اور تابعین کے تفییری اقوال پر ششتمل ہیں۔ مثلاً سفیان بن عیبینہ، وکیج بین الجراح، شعبہ بن الحجاج اور یزید بن ہارون وغیرہ کی تفاسیر۔ ان حضرات کے بعد ابن جریر الطبر کی ہیں۔ ان کی تفسیر سب سے عظیم اور مہتم بالثان تفسیر ہے۔ (۱۸)



## فحمل هفتدر

# اعجاز قرآن

# قرآن عظيم كي تعليم وتدريس ميں مكمل توجه

انسانی تاریخ گواہ ہے کہ کسی قوم اورامت نے اپنی آسانی کتاب پر اتنی توجہ نہیں دی جتنی توجہ اس امت محمد بید نے دی ہے، ہم نے نہیں سنا کہ کسی مقدس آسانی کتاب کی حفاظت، عظمت اور تقدس کی اس قدر رعایت کی گئی ہوجس طرح محم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دائی معجزے، حجت بالغہ کتاب مجید کی حفاظت اور رعایت کی گئی ہے، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عالم انسانیت کے لیے دعوت اور پغام عام ہے۔

قرآن عظیم کااس دفیع الثان مرتبے تک پینچنا اور اہل اسلام کے قلوب واذبان میں اس کا یے جلیل القدر مقام تعجب اور جیرت کی بات نہیں ، کیونکہ اس مقدس کتاب کے نزول کے اسباب اور واقعات خود اسے تمام کتب ساوی میں اولین حیثیت اور سرداری پر فائز کر رہے ہیں ، اس مقدس کتاب کوتمام انبیاء اور مرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیم اجمعین کی لائی ہوئی ہدایت ، اصلاح ، تعلیم و تربیت ، تشریع اور رفعت پر فوقیت دے رہے ہیں ۔ کسی کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے:

اللہ اکبر! محم صلی اللہ علیہ وسلم کا دین اور ان کی کتاب قوی تر اور خوب سیدھی بات ہے ۔ اس کے مقابلے میں گزشتہ کتب کا ذکر نہ کرو، شبح طلوع ہوئی تو قندیلیں بچھ گئیں۔

# قرآن ، محمصلی الله علیه وسلم کا دائمی معجزه

الله کی حکمتِ از لیہ بیر ہی ہے کہ وہ اپنے انبیاء اور رسل علیم السلام کی ایسے معجزات باہرہ، دلائل واضحہ اور نا قابل تر دید برا ہین سے مدوفر ما تاہے جوان کی صدافت اوران کے عزیز و قدیر، مالک و پروردگار کے پیخبراوررسول ہونے پر دلالت کرتے ہیں، اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قر آن کریم جیسے عظیم ترین معجز ہے مختص فرمایا ہے، قر آن، نورِ ربانی، وحی آسانی ہے جواللہ تعالیٰ نے بغیر کسی کجی کے عربی قر آن کی صورت میں اپنے نبی کے قلب اطہر پر نازل فرمایا ہے۔ میں وشام اس کی آیات کی علاوت کی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ نے اس بابر کت کتاب کے ذریعے مردہ دل قوموں کو زندگی بخشی ہے، وہ مردوں جیسے تھے، عدم میں تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کواس قر آن کے نور سے حیات نوعطا فرمائی۔ ان کو صراط متنقیم کی ہدایت بخشی، پہتیوں سے زکال کر خیر الامم کے درجے پر فائز کردیا، یقینا اللہ تعالیٰ کا ارشاد حق اور بیج ہے کہ:

اَوَمَنُ كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنُهُ وَجَعَلْنَالَهُ نُوْرًا يَّنْتِى بِهِ فِي النَّاسِ كَمَنَ مَّتَلُهُ فِي الظَّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا 'كُذٰلِكَ خُرِيْنَ لِلْكَفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ⊙

بھلا کیا ایسا شخص جو پہلے مردہ تھا پھرہم نے اسے زندہ کردیا اورہم نے اس کوروثنی دے دی جس سے وہ لوگوں میں چلتا ہے، اس شخص کی مانند ہوسکتا ہے جواند ھیروں میں پڑا ہوا ہے (اور) وہاں سے نکل نہیں سکتا ، اسی طرح ہم نے کا فروں کے اعمال ان کی نگا ہوں میں مزین کرد سے ہیں۔(1)

قرآن نے قوموں کو زندہ کیا ،ایسا معاشرہ تشکیل دیا اور الیمنسل اور امت تیار کی کہ تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔عرب کے اونٹوں اور بکریوں کے چرواہے امتوں اور قوموں کے سردار بن گئے ، دنیا ان کی دسترس میں آگئی اور وہ معمور کا عالم کے حکمران قرار پائے۔ یہ سب قرآن کریم کی برکت تھی ،ختم الانبیاء والمرسلین کے دائمی معجز سے کا فضل تھا۔امیر الشعراء نے کیا خوب کہا ہے :

آپ کے بھائی عیسیٰ علیہ السلام نے مرد ہے کوآ واز دی تو و ہاٹھ کھڑا ہوااور آپ نے قوموں کوعدم سے وجود دیا ہے۔ محمد سے لقام سے مقدم

انبیائے سابقین کے معجزات اپنے دور بعثت کے حالات کے اعتبار سے حتی تھے،

<sup>(</sup>۱) الأفيام: ۱۲۲

چنانچیموئی علیہ السلام کوید بیضا اورعصا کا معجزہ عطا ہوا کہ وہ جادوگری کے عروج کا دورتھا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں طب اور حکست کا دور دورہ تھا، مشہور زمانہ اطبا داد و تحسین سمیٹ رہے تھے، چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردوں کے زندہ کرنے، مادر زاداندھوں اور کوڑھیوں کو شفایاب فرمانے اور بعض مغیبات کے بارے میں با خبر کردیے جیسے معجزات لے کر تشریف لائے۔ اپنے ان معجزات سے آپ نے لوگوں کو عاجز اور حیرت زدہ کردیا۔ مریض شفایا نے لگے، اندھے، گوئے اور بہرے دیکھنے بولنے اور سنے لگے۔

میں کہتا ہوں گزشتہ انبیائے کرام علیہم السلام کے معجزات مادی اور حسی تھے اور حضرت محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجز ہ روحی عقلی ہے ، اللہ تعالی نے آپ کو دائی باقی رہنے والے عقلی معجز سے سے خاص فر مالیا ، تا کہ صاحب دل اور ارباب بصیرت اسے دیکھیں ، اس کی ضیا سے روشنی حاصل کریں اور حال وستقبل میں اس کی ہدایت سے نفع اندوز ہوں ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

الله تعالی نے ہرنبی (علیہ السلام) کوالیہ المجزہ عطافر مایا جس کود کھے کر بشر ایمان لائے، اور الله تعالیٰ نے مجھے بطور مجزہ وحی عطافر مائی، مجھے امید ہے کہ میرے بیروکار (امتی)سب سے زیادہ ہوں گے۔(۲)

جی ہاں۔ یہ آسانی وجی اللہ تعالی نے اپنے امین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب پر نازل فرمائی تا کہ قر آن مینار ہ نوراور رحمۃ للعالمین ہو، قر آن اسلام کا دائی معجز ہ اور باقی رہنے والی جمت ودلیل ہے، رسول اللہ علیہ وسلم کی صدافت کا گواہ، عظمت اسلام کا منہ بولتا ثبوت اور دین اسلام کے دوام واستمرار کا شاہد عدل ہے۔ حتی معجزات بطے گئے، شب وروز کی گردش نے ان کے اسلام کے دوام واستمرار کا شاہد عدل ہے۔ حتی معجزات بطے گئے، شب وروز کی گردش نے ان کے بازے بعد اپنا وجود کھو بیٹے، ان کی یا دمجو ہوگئ نشانات مٹادیئے، وہ انبیا کرام علیم السلام کی وفات کے بعد اپنا وجود کھو بیٹے، ان کی یا دمجو ہوگئ تا آئکہ قر آن کریم ہی کو فضیلت وعظمت حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ بہترین شعر نگاری پر شاعر کو اجر سے نواز ہے، اس نے کیا خوب کہا ہے:

انبیائے کرام مجزات لے کرآئے جوان کے ساتھ چلے گئے اور آپ ہمارے ماس نہ جانے والی کتاب لائے۔جس کی آیات ہر گزرتے دن کےساتھنٹی ہیں، جوقد امت اور جدت کےحسن سے مزین ہیں۔ آیات سے مرادمجزات ہیں،آبات آیت کی جمع ہےاورمجز بے کے معنیٰ میں ہے۔ علامہ زرقانی کہتے ہیں کہ یہاں ہم اس طرف متوجہ ہوتے ہیں کہ قر آن کریم کثیر معجزات برمشتل ہے،قرآن دائمی معجزہ ہے لیل ونہار کی گردش اس کونہیں لے جاسکتی، رسول اللہ صلی اللّه علیہ وسلم کی وفات اس کی موت کا باعث نہیں ہوئی بلکہ دنیا کی زبانو ں اوران کےلبوں پر برقر ار ہے، وہ ہر جھٹلانے والے ہے جھگڑ تا اور ہر منکر کو چینج دیتا ہے، بنی نوع انسان کے تمام افراد کو اسلام کی ہدایت دیتااورانسانیت کی سعادت کی طرف دعوت دیتا ہے۔اس سے دیگرا نبیائے کرام علیہم السلام اور بنی اسلام صلی الله علیه وسلم کے معجزات کے مابین واضح فرق ظاہر ہو جاتا ہے ،محرصلی الله عليه وسلم كے صرف قرآن كى آيات كى صودت ميں لا كھوں معجزات موجود ہيں ، جودائمي ہيں آج بھی ہیں اور تا قیامت باقی رہیں گے۔ دیگر انہیائے کرام علیہم السلام کے معجزات محدود بھی تھے معدود بھی ،ان کے واصل بحق ہونے کے ساتھ ختم ہو گئے ،ان کے تشریف لے جانے کے بعد باقی نەر ہے،ابا گر کوئی ان کا متلاثی ہوتو ان کی خبرا دران مجزات کی گواہی صرف اسی قر آن سے ملے گی، بیالیی نعمت ہے جس کا قرآن تمام کتب اور رسل پر اور تمام سیے ادیان پر احسان لگاتے ہوئے فرماتاہے: (۳)

> وَٱنْزَلْنَاۚ اِلَٰذِكَ ٱلكِتٰبَ بِالْحَـقِّ مُصَدِّقًا ثِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ ٱلكِتْبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمُّ بَيْنَهُمُ بِمَاۤ ٱنْزَلَ اللهُ قَ لَاتَنَبِّعُ ٱهْوَآءَهُمُ عَمَّاجَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ

اور (اے نبی عظیمی ہم نے آپ پر بھی تجی کتاب نازل کی ہے جو تمام سابقہ کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور ان کی محافظ ہے ۔ سوآپ ان کے باہمی معاملات میں اُن احکام کے مطابق فیصلے کیجئے جواللہ تعالیٰ نے نازل

والمعادر بخل والإياري والمراجعية

کے ہیں اورآپ کو (اللہ تعالیٰ کی طرف ہے ) جوحق بات پہنچق ہے اس کو جھوڑ کران کی خواہشات پر نہ چلئے ۔ (۴) نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

اَمَنَ الرَّسُولُ بِمَّا اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ دَّتِهَ وَالْمُؤْمِنُونَ ۗ كُلُّ اَمِنَ بِاللهِ وَمَلَيْكَتِهِ وَكُثْبِهِ وَرُسُلِهٌ ۖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدِ مِّنْ رُسُلِهٌ ۗ وَقَالُوا سَيمُعْنَا وَاطَعْنَا شَعُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمُصِدُوهِ

جو کچھ رسول پراس کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اس پر رسول اور مومنین یقین رکھتے ہیں ہرا یک اللہ، اس کے فرشتوں اور اس کی کتا ہوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لے آیا۔ ہم ان میں سے کسی ایک رسول میں فرق نہیں کرتے اور انہوں نے کہد دیا کہ ہم نے من لیا اور مان لیا۔ اے ہمارے پروردگار ہم تیری مغفرت چاہتے ہیں اور تیرے ہی پاس لوٹ کر جانا ہے۔ (۵)

یکی وجہ ہے کہ سیدالا نہیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ حی نہیں کہ حسیات پر دستک دے اور نفوس پر غلبہ پالے، حضرت موئی علیہ السلام کے عصا جیسانہیں کہ بدل کرسانپ بن جائے ،یا آگ نہیں کہ خضٹری اور سلامتی والی ہوجائے جس طرح حضرت خلیل علیہ السلام پر خصٹری اور سلامتی والی بن گئ تھی ۔ یا اونٹنی ہوجو چٹان سے بلبلاتی ہوئی نکے جیسے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی تھی ، یا مریض شفایا ہوں ،یا نابینا بینا ہوں جس طرح حضرت عیسی علیہ السلام کا معجزہ تھا ، بلکہ یہ دائی عقبی معجزہ ہے کہ قرآن اللہ کا آخری بیغام ہے یہ دائی ہانسان کی بقاتک اس کو باقی رہنا ہے۔

شخ محمد البنا كہتے ہیں كہ جيسا كہ صحح روايات سے ثابت ہے قرآن كريم ك مااوه جى نبى صلى اللہ عليه وسلم كوم مجزات عطافر مائے گئے ليكن نبى صلى اللہ عليه وسلم كوم مجزات عطافر مائے گئے ليكن نبى صلى اللہ عليه وسلم كوم مجزات عطافر مائے گئے ليكن نبيل كيا، سوقر آن كريم رسول اللہ سكى اللہ مايہ سلم علم اللہ علم علم اللہ علم اللہ

کی رسالت کا دائی مؤید مجرو ہے، اور اہل ایمان کے قلوب واذبان کواپی نور انیت سے منور کررہا ہے۔

تبی سلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت دائی اور سب کے لیے ہے کہ آپ سلی اللہ علیہ وسلم اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری رسول ہیں آپ کا مجرو ہجی آپ کی رسالت کی طرح دائی اور سب کے لیے ہے،

قبل ازیں تشریف لانے والے انبیاء میں سے ہر بی علیہ السلام خاص اپنی قوم کے لیے تشریف لایا اور بعد میں تشریف لانے والے رسول نے اس کی جگہ لی ،سویمکن بی نہ تھا کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا مجرد ہسی تشریف لانے والے رسول نے اس کی جگہ لی ،سویمکن بی نہ تھا کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا مجرد ہسی چیز کو بعد میں آنے والے نہ دیکھ کئے ،کیونکہ الی دائی رسالت کے لیے ایسے حسی مجرد سے مطابقت نہیں رکھتے تھے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کوتمام لوگوں کے لئے مجردہ بنادیا اور بہری ادراکات کی مسالت بشریت کے رشد و ہدایت کے اور بہری اللہ علیہ وسلم کی رسالت بشریت کے رشد و ہدایت کے حصول کی صلاحیت اور مجموع طور پرعقل کے کمال تک رسائی کے بعد ہے، اس لیے آپ کا مجرد عقل کا مختاج ہوں کو کا وقت ہیں ، اور تمام لوگوں کو فلر و تد ہر کی مختاج ہوا ہوں کا دور تا تیا مت تمام لوگوں کو خطاب ہے، ہردور میں ہرقوم کا دائش ور کوت دینے والے مفاجیم اور تمام لوگوں کو فلا ہے ،ہردور میں ہرقوم کا دائش ور طقداس کا حقیقت شناس رہا ہے اور رہے گا۔ (۱)

## اعجاز قرآن کے معنی

لغت عرب میں اعباز کا معنی ہے غیر کی طرف بحزی نبیت ، قرآن کر یم میں ہے:

ایج زُفُ آن آگون مِثل هن ۱۱ آف کراپ فاگواری سوء آآنی النوں میری حالت پر میں اس کو ہے جیسا بھی نہ ہوسکا کہ اپنے بھائی کی لاش کو چھیادیتا۔ (2)

معجز ہوتے ہیں، کیونکہ معجزہ الیا فوق العادت خلاف عادت کام ہوتا ہے جومعروف اسباب کی حدود سے ماورا ہوتا ہے، ا جاز قرآن کا مطلب ہے کہ نوع بشر کا انفرادی اور اجھا گی طور پرقرآن کی مثل لانے سے عاجز اور بہل ہونا۔ اعجاز قرآن سے مقصود ہنہیں کہ نوع بشرکی بے بی اور نا توانی ظاہر کی جائے کہ وہ ایسا قرآن لانے سے عاجز ہیں، کیونکہ یہ حقیقت ہر عقل مند پرعیاں ہے، بلکہ اعجاز قرآن سے غرض یہ ہے کہ یہ کتاب حق ہے، اور اس کو لے کرآنے والا رسول بچا ہے، ای طرح باتی تمام مجزات ہیں، ان کا مقصود بھی اس حقیقت کا اظہار ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام اپنے دعوائے رسالت میں صادق ہیں۔ اور وہ جس پیغام کو لائے ہیں وہ الشعلیم و حکیم کی وجی ہے اور قادر مطلق کا نازل کردہ ہے، ہیں۔ اور وہ جس پیغام کو لائے ہیں وہ الشعلیم و حکیم کی وجی ہے اور قادر مطلق کا نازل کردہ ہے، انبیائے کرام کا کام اللہ کے پیغامات کو پہنچا نا اور بر سالت ہے، اس طرح مجزات بندوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیائے کرام اور رسل عظام علیہم السلام کی صدافت کی دلیل اور بر صان اللہ تعالیٰ فرما تا ہے کہ میرے بندے (پیغیبر) نے میری طرف سے جو تبلیخ کی وہ تجی ہے، میں نے ہی اس کو تمہارے پاس اس پیغام کے پہنچانے کے لیے طرف سے جو تبلیغ کی وہ تجی ہے، میں نے ہی اس کو تمہارے پاس اس پیغام کے پہنچانے کے لیے خوارق عادات امور کا ظہور ہے ان جیسے خوارق عادات امور کا ناتم میں سے کس کے بس میں نہیں ہے، تم میں سے کوئی ایسا عجیب کا منہیں خوارق عادات امور کا ناتم میں سے کس کے بس میں نہیں ہے، تم میں سے کوئی ایسا عجیب کا منہیں کو تا ہے۔ یہ تا تا کے دیا تا کی کے دی کا منہیں ہے۔ تم میں سے کوئی ایسا عجیب کا منہیں کرسکتا۔ یہ بھازی معنی ہے اور کی کا مفہوم ہے۔

# اعجاز کاتحقق کب ہوتاہے؟

اعجاز کا تھت ورج ذیل تین امور کے به کثرت فراہم ہونے پر ہوتا ہے:

التحدي ليعني مقابلها ورمعارضه طلب كرنابه

۲\_چیلنج کرد ه فر د کاموجود ہونا۔

س\_ مانع کامنتفی ہونا۔ ( کسی رکاوٹ کا موجود نہ ہونا )

مندرجہ بالا تین امورکو ہم بعض مثالوں سے واضح کررہے ہیں۔

ا۔قرآن کریم محمصلی اللہ علیہ وسلم کاعظیم مجز ہ ہے،اللہ تعالی نے تمام انسانوں کوعمو ما اور اہل عرب کوخصوصاً اس کی مثل لانے کا چیلنج دیا ہے،قرآن کریم نبی ای لائے جولکھنا پڑھنانہیں جانتے ،کسی مکتب اور مدرسہ میں سبق نہیں پڑھا،کسی کا لج اور یو نیورٹی میں نہیں گئے ،یہ بھی ثابت تہیں کہ آپ نے با کمال علماء کے پاس جا کرعلوم و معارف حاصل کئے ہوں ، نہ بی آپ نے علم و عرفان اور تہذیب و ثقافت کے ماہرین کے سامنے زانو نے تلمذ تہہ کیا، یہود و نصار کی علماء اہل کتاب کے ہم نثین نہیں رہے کہ ان سے سابقہ اہم اور گزشتہ نہیائے کرام علیہم السلام کے حالات و واقعات می کراس کتاب مجید میں بیان کرتے اور ان کواس کی مثل لانے کا چیلنج دیتے ۔ اہل عرب فصاحت کے امام اور بلاغت کے شہوار تھے، قرآن کریم نے مضبوط ترین عبارات ، کچو کے لگانے والے لبجوں ، مقابلے اور معارضے پر برا مجیختہ کرنے والے الفاظ اور محاورات سے ان کو مقابلے پر اکسایا اور کمل قرآن کی مثل لانے کا چیلنج کیا ، پھریہ چیلنج دس سورتوں تک اور آخر کا را کیک سورت پر محدود کر دیا گیا، کیکن وہ اپنی تمام ترفصاحت و بلاغت کے باوجود خاموش اور سرنگوں رہے ، ٹک ٹک محدود کر دیا گیا، کیکن وہ اپنی تمام ترفصاحت و بلاغت کے باوجود خاموش اور سرنگوں رہے ، ٹک ٹک دیم دم نہ کشیدم کی تصویر بنے رہے ، قرآن کریم کا یہ چیلنج ان کی بے بھی اور عاجزی کو آخری صدود دیل اور گوائی نہیں ہے ؟

# تحدّی (چیکنج) میں قر آن کا اسلوب

قر آن کریم میں متعدد صورتوں اور متنوع اسالیب میں تحدی آئی ہے، جس نے اہل عرب کو چنجھوڑ دیاان کو مقابلے کے میدان میں گھیٹ لیا، قر آن کریم نے ایسااسلوب اختیار فر مایا جواعلی درجے کی گرفت رکھتا ہے، جس نے ان کے شعور کواپنے قابو میں لے لیا، اور اپنے مسحور کن بیان اور رونق و جمال سے ان کے قلوب واذبان پر حاوی ہو گیا۔

قر آن کریم نے اہل عرب کوقر آن کی مثل لانے کا چیلنج دیا دہ بے بس ہو گئے اور پیٹے دکھا گئے حالانکہ وہ فصاحت و ہلاغت کے شہروار اور مافی الضمیر کے اظہار اور بیان کے بادشاہ تھے۔

' چیرقمر آن کریم نے ان کواس جیسی صرف دس سورتوں کی مثل لانے کا چیننج دیا، وہ اس میں سرنگوں نا تواں اور عاجز رہے وہ قر آن کریم کی دس سورتوں کی مثل بھی نہ لاسکے۔

تب قر آن کریم نے اس سے بھی آ سان اور سہل بات کا چیلنج دیا کہتم قر آن کریم کی صرف ایک سورت کی مثل بنا کرلا ؤالیکن کوئی مائی کالال مقابلے کے اکھاڑے میں نداتر ا،قر آن کریم ان کومسلسل ہزیمت اور در ماندگی ہے دوجا رکرتا رہا،اور نبی امی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا معجز ہ نابت ہوگیا کہ بیقر آن اللہ رب العالمین کا نازل فرمودہ ہے۔

وَإِنَّهُ لَتَكُونِيلُ دَبِ الْعَلْمِينُ ﴿ نَزَلَ بِهِ الْدُوَّةُ الْآمِينُ ﴿ عَلَى عَلَى الْدُوَّةُ الْآمِينُ ﴿ عَلَى عَلَى اللَّهُ وَلَيْ اللَّهُ وَلَيْ اللَّهُ وَلَيْ اللَّهُ وَلَيْ اللَّهُ وَلَيْ اللَّهُ وَلَيْ اللَّهُ اللَّلَّةُ الللَّهُ اللَّهُ اللَّلَّةُ الْمُعَالِمُ اللَّلِي اللَّلُ

قُلُ نَزَّلَهُ مُوْمُ الْقُدُسِ مِنْ تَرَبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُنْبَيَّتَ الكَذِيْنَ الْمَنُوُّا وَهُدًى وَ بُشْرُى يِنْمُسُلِمِيْنَ⊙

(اے نبی علیہ ) آپ کہدد بیجئے کہ اس کوتو روح القدس نے آپ کے رب کی طرف ہے وت (سچائی) کے ساتھ نازل کیا ہے تا کہ جولوگ ایمان لا چکے ان کو ثابت (قدم) رکھے اور فرماں برداروں کے حق میں ہدایت و خوشنجری ( ٹابت ) ہو۔ ( 9 )

# تحدي كي اقسام

قرآن کریم میں دوطرح کی تحدی آئی ہے۔

ا۔ عام تحدّی ۲۔ خاص تحدّی

کیپلی تحدی اور چیلنج تمام نوع بشر کے لیے ہے ان میں فلاسفہ،علماء حکما اور نابغہ روز گار تمام انسان شامل ہیں خواہ وہ عربی ہوں یا مجمی ،گورے ہوں یا کا لے،مؤمن ہوں یا کا فر، بہ بانگ دہل دی جانے والی بیتحدی اس آیت میں سنئے :

قُلُ لَيِنِ أَجَمَّعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى أَن يَأْتُوُ الِمِثْلِ هَٰلَ الْهُ لَيْكُمْ الْمَعْضِ ظَهِيرًا ﴿ هَٰلَ الْفُرُانِ لَا يَأْتُونَ لِمِثْلِهِ وَلَوْكَانَ بَعْضُ ثُمْ لِيَعْضِ ظَهِيرًا ﴿

<sup>(</sup>٨) الشعران:۱۹۲ (٤) أعل ١٠٠

آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمام انسان اور جن مل کر بھی اس قرآن کی مانند لانا چاہیں تب بھی اس جیسا ( قرآن ) نہ لاسکیس گے خواہ ایک دوسرے کی ( کتنی ہی ) مدد کیوں نہ کریں۔(۱۰)

دوسری خاص تحدّی صرف اہل عرب خصوصاً کفار قریش کے لیے آئی، بیتحدی دو قسمول کی تھی۔

ا۔ تحدی کلّی ۔ بیتمام قرآن کے بارے میں تحدی تھی کہ قرآنی احکام، قرآنی شان و شوکت، حسن و جمال اوراس کے بلاغت و بیان جبیبانمونہ اور مثال لے کرآؤ۔

۲۔ تحتری جزئی۔ قرآن کی صرف ایک سورت خواہ وہ قرآن کریم کی سب سے چھوٹی سورت الکوژ کے برابر ہوکی مثل لاؤ۔

پہلی تحدی کی مثال میارشادر بانی ہے:

فَلْيَأْتُوا بِحَدِينَةٍ مِثْلِهَ إِنْ كَانُوا صٰدِقِينَ۞

اگریدلوگ سپچ ہیں تو ان کو چاہیے کہ وہ بھی اس طرح کی بات لے آئیں۔(۱۱)

اس آیت کریمہ میں حدیث سے مرادقر آن کریم ہے، لینی ایبا قرآن لا وَجومحدر سول الله صلی الله علیه وسلم کے لائے ہوئے قرآن جیسا ہو، حالا نکه تمہارا خیال ہے کہ انہوں نے اس کو اپنی طرف سے گھڑلیا ہے اور اللہ پر بہتان با ندھا ہے: ۔اس جیسی تحدی سورۃ القصص میں اس ارشادِ الہٰی میں بھی ہے۔

> قُلُ فَأْتُؤَا بِكِتٰبٍ مِنْ عِنْدِ اللهِ هُوَ اَهْدَى مِنْهُمُاۤ اَتَبَعْهُ اِنُ كُنْتُدُرِ صٰدِ قِیْنَ ⊙

آپ کہدد یجئے کہ اگرتم اپنے دعوے میں سچے ہوتو اللہ کے پاس سے ایک کتاب لاؤ جوان دونوں (توریت وقر آن) سے زیادہ ہم آیت دینے والی ہومیں اس کی پیروی کروں گا۔ (۱۲)

<sup>·</sup> eggan (st.) tropp ((e) AV. postu)

کفار قریش ہے مطالبہ کیا گیا کہ اس کتاب کریم قر آن کے علاوہ کوئی کامل کتاب لاؤ، لیکن وہ اس چیننچ کے جواب میں مہر بلب رہے تو ٹابت ہو گیا کہ وہ ڈھٹائی پر ہیں،خواہشات نفسانی کے پیرواور راو بدایت چھوڑ کر گمراہی کو اپنا چکے ہیں۔

دوسری تحدی کی مثال سورہ هود کے اس فرمانِ ربانی میں ہے:

اَمْ يَقُونُونَ افْتَرْنَهُ عُقُلْ فَانْوُا يِعَشْرِسُودٍ مِنْلِهِ مُفْتَرَيْتٍ وَادْعُوا مَن اسْتَطَعْتُمُ مِنْ دُوْنِ اللهِ إِنْ كُنْتُمُ صْلِ قِلْنَ قَ فَإِلْمُ يَسْتَجِيْبُوا لَكُمُ فَاعْلَمُوا اللّهَ الْمُرْلَ بِعِلْمِ اللهِ وَاَنْ لَآلِاللهَ وَلَا هُوَ فَهَلُ انْتُمُ مُسْلِمُونَ قَ

کیا پہلوگ کہتے ہیں کہ آپ نے اس (قرآن) کوخود بنالیا ہے آپ کہہ دیجئے کہتم بھی الی دس سورتیں بناکر لے آؤاور (اس کام میں) اللہ کے سواجس سے چاہو مدد بھی لے لواگر تم (اپنے دعوے میں) ہے ہو۔ پھر اگر (یہ کفار) تم لوگوں کا کہنا پورا نہ کر سکیں تو جان لو کہ یہ (قرآن) اللہ بی کے علم سے نازل ہوا ہے اور یہ کہ اللہ کے سواکوئی عبادت کے لائق نہیں ، تو پھراب بھی مسلمان ہوتے ہویا نہیں۔ (۱۳)

پھراس سے بھی کم ،قر آن کی صرف ایک سورت اور وہ بھی سب سے جھوٹی سورت کی مثل لانے کا چیلئے دیا لیکن حال اور متعقبل ہر دور میں وہ رسوا کن بجز و بے بی کی تصویر ہے د ہے ، حالانکدان کی بیدعا جزی اور در ماندگی ان کی حمیت کو مشتعل کرتی رہی اور مقابلے پر ابھارتی رہی ، جب کہ وہ اس سے پہلے بینامعقول قول اور جھوٹا دعویٰ کر چکے تھے کہ:

> نَوْنَشَاءَ لَقُلْنَا مِثْلُ هٰنَآلِانَ هٰنَآ اِلْآ اَسَاطِيْرُ الْأَوَّدِيْنَ ۞ اگرہم چاہیں توہم بھی ایبا (کلام) کہ سکتے ہیں۔ یہ تو صرف پہلے لوگوں کے احوال ہیں۔(۱۴) سورة البقره میں یہ تحدی اس فرمانِ الٰہی میں آئی ہے:

<sup>(</sup>١٣) هود: ١٥،١٣ ( ١٦) الإنفال. ٢١

علامہ قرطبی اپنی تغییر الجامع لا حکام القرآن میں کہتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے وہ ماضی میں ایسا کرسکے نہ مستقبل میں ایسا کرسکتے ہیں ، اس ارشاد میں ان کی ہمّت وجو صلے کو لاکار اگیا ہے، ان کے نفوس کو برا میجند کیا گیا ہے کہ وہ ایسا کر سکتے ہیں تو کر کے دکھا نمیں ، تا کہ ان کی بے بسی اور بجن میں ہوکہ وہ بھی بھی قرآن کا معارضہ نہیں کر سکتے ۔ اس کا تعلق ان غیوب سے ہے جن کی قرآن کر یم نے قبل از وقوع خبر دی ہے۔ (۱۲)

جہاں تک دوسرے امر لینی معارضے کے مقتضیٰ کی موجودگی کا سوال ہے تو اہل عرب میں اس کا سبب اور مقتضیٰ موجود تھا، کیونکہ نبی سلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس نیادین لائے تھے، جس سے آپ نے ان کے دین کو باطل قرار دیا، ان کی عقول کو ناکارہ اور کم تر بتایا، ان کے معبودانِ باطلہ کا نداق اڑ ایا اور ان کولوگوں کے درمیان مضکہ خیز چیز بنادیا، پھران کواپی اتباع کی وعوت دی اور اس پرایمان لانے کو کہا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، اور ان سے فرمایا: میری صدافت پر اللہ کی طرف سے وحی کردہ یہ کتاب جمت اور دلیل ہے، اگرتم اس معاطے میں میری تصدیق سے اللہ کی طرف سے وحی کردہ یہ کتاب جمت اور دلیل ہے، اگرتم اس معاطے میں میری تصدیق سے

<sup>(</sup>١٥) البقرة ٢٣٠ (١٦) أنيه القرطمي. قاص ٣٠.

گریزاں ہوتو ہیں چینج کرتا ہوں اس جیسی کتاب بنا کر لاؤیا اس کی سورتوں میں سے کی ایک سورت کی مثل لاؤ، جبتم اس سے عاجز ہوتو یہ میری صدافت کی دلیل ہے، میری رسالت کی بربان ہے۔ اس واضح چینج ،ان کی عقول ، معبودان باطلہ اور بتوں کے متعلق انتہائی تلخ حقیقوں کے اظہار کے بعدان کواس چیز کی شخت ضرورت تھی کہ وہ رسول الشطی الشعلیہ وسلم کے دعویٰ کو بے اثر کرنے کے لیے اور آپ کی صدافت کو باطل قر اردینے کے لیے آپ کا چیلنج قبول کرتے ،قر آن کرمے کے مقابلے میں کوئی کتاب لاتے ، بیان کے لیے نہایت آسان راہ تھی اور ان پر چنداں مشکل نہ تھا کہ وہ آپ کے دعویٰ کی تر دید کرتے ، کیونکہ اہل عرب فصاحت و بلاغت میں صاحب مشکل نہ تھا کہ وہ آپ کے دعویٰ کی تر دید کرتے ، کیونکہ اہل عرب فصاحت و بلاغت میں صاحب کمال میے زبان دانی میں ان کی مہارت اور عمر گی مشہورتھی ،ان کوضیح و بلیغ انداز میں گفتگو کرنے کا فن آتا تھا، یہ چیز ان کے لیے بیش آنے والی جنگوں سے جن میں انہوں نے موت کے تلخ گھونٹ طلق سے اتارے اور خس و خاشاک کی طرح مٹ گئے زیادہ نفع بخش تھی ۔ لیکن و ء نم و اندوہ کے حام اور قابل نہ مت موت کے گھونٹ چیتے رہے مگر قرآن کا چیلنج قبول نہ کر سکے ، تیروں کی نوکیں اور نیز وں کی انیاں بھی ان کوتحدی قبول کرنے برآ مادہ نہ کرسکیں ۔

قاضی الباقلانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ان کا قرآن کریم کے معارضے پر قادر ہونا جائز نہ تھا، جس کو سمجھنا ان کے لئے آسان تھا اس لیے کہ اس صورت میں قرآن کی جمت بے اثر ، اس کی دلالت فاسداور اس کی شان باطل ہوجاتی ، انہوں نے اس کے بدلے میں دشمنی اور عدادت کا ہر وارآ زمالیا، کیکن اس نبتا آسان کا م کوچھوڑ دیا ، دانش مندلوگوں سے ایسا ہونا عاد تا ممکن تھا، کیکن ان کا ایسانہ کرسکنا اور ناکامی کا داغ لگوالینا قرآن کریم کے مجز ہونے کی دلیل اور برھان ہے۔

اہل عرب کے لیے قرآن کریم کے معارضے سے کوئی مانع نہ تھا کیونکہ قرآن کی زبان ان کی اپنی عربی زبان تھی ،اس کے حروف عربی کے حروف اوراس کی عبارات اسلوب عرب کے مطابق تھیں، وہ اہل زبان و بیان تھے، فصاحت و بلاغت کے شہنشاہ تھے، ان کے اشعار، خطبے اور حکیما نہ اقوال ان کے با کمال ہونے کے شاہد ہیں، انہوں نے فصاحت کے میدانوں میں سبقت اور برتری کے علم گاڑے، ان کی نثر اور شعر تاریخ کے ماتھے کا جھوم ہیں، تاریخ ان کی قادر کلامی کی

گواہ ہے، وہ آ سانِ فصاحت کے جیکتے و محتے ستارے تھے وہ اپنی زبان (قرآن کی زبان) پر فخر
کریتے ، اظہار کمال کرتے ، اپنی مجالس اور محافل لا جواب قصائد اور خطبات ہے آراستہ کرتے ہے ، وہ قادر کلامی میں عاجز تھے ندان کی عقول میں اور بہترین الفاظ اور عبارات کا انتخاب کرتے تھے ، وہ قادر کلامی میں عاجز تھے ندان کی عقول میں نقص تھا بلکہ وہ بہا قدرت کے مالک تھے۔ ان کی سکت واستطاعت مشہورتھی ۔ وہ ارباب عقل وخرد تھے ، زبان دانی کے ان تمام ذاتی اوصاف کے باوجود قرآن کریم نے ان کو دعوت دی کہ وہ اس کا چیلنے قبول کریں اور جس سے چاہیں اس سے مدد حاصل کریں ، سابقہ ادیان والوں سے اپنی علمی کی کو پورا کریں ، جادوگروں ، کا ہنوں اور انسانوں اور جنوں میں سے جس کو چاہیں اپنی علمی کی کو پورا کریں ، اب ان کے پاس کوئی مانع تھا ندرکا و نے تھی ، نیز نبی صلی اللہ علیہ وہ سلم نے گروپ میں شامل کرلیں ، اب ان کے پاس کوئی مانع تھا ندرکا و نے تھی ، نیز نبی صلی اللہ علیہ وہ اس تعدی کے لیے کوئی مدت مقرر نہیں گی ، وقت کی تحد یہ نہیں کی کہ ان میں سے کوئی کہنے والا یہ کہا کہ کہنوں بوا اور انسانوں کی کہنان میں سے کوئی کہنے والا یہ کہنے کہنوں بوا کرنام کن نہیں ، قرآن کریم بھی یک بارگی ناز ل نہیں بوا الکہ کہنے میں بوا دور ہوتا تو یقینا اس طویل عرصہ میں وہ ضرور کوشش کرتے ، لیکن ان کا عاجز رہنا اور ہتھیا رفت کی دلیل ہوتا رہاں ہوتا رہا ، ان کے معارضے کے لیے وسیع دور تھا ، اگر قرآن کی عظمت کی دلیل ہو بہاں ہے کہ بیقر آن پروردگار عالم کا ناز ل کردہ ہے ، اور ان کا عجز و بے بی قرآن کی دلیل و بر ہان ہے۔

## اعجاز قرآن پرمثال

علامہ زرقانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب مناهل العرفان میں نفیس بحث ذکر کی ہے۔
معجزے کی تعریف میں بحث کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مجزہ خارج از عادت، اسباب معروفہ ک
عدود ہے الگ امر ہے، اللہ تعالیٰ اسے نبوت کے مدعی انسان کے دعویٰ نبوت کے وقت اس ک
ہاتھ پر پیدا فرما تا ہے، یہ مجزہ اس کی صدافت کا گواہ ہوتا ہے، جب بھی بھی فرد نے یہ دعویٰ کیا کہ
وہ اللہ تعالیٰ کی جانب ہے اس کی مخلوق کی طرف مبعوث ہوا ہے اور وہ اللہ کے بندوں کی طرف اس
کا رسول ہے، تو اس نے کہا میرے دعویٰ کی صدافت کی دلیل میہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خلاف عادت
میرے ہاتھوں سے اس چیز کو متغیر کردیا ہے (اس کی حقیقت کو بدل دیا ہے ) اور اس وقت اس چیز کو

الله تعالی نے اپنے عموی طریق کارہے نکال دیا ہے۔ مزید کہا کئون قریب اللہ تعالیٰ اس عجیب امر کوا پیے طریق ہے اور ایسے ذریعے سے لائے گا کہتم اس میں کمال مہارت اور قدرت رکھتے ہوئے بھی میرے چیننج کے باوجوداس نشانی (معجزہ) کی انفرادی اور اجتماعی کوشش کے باوجودمثل نہ لاسکو گے۔تمہارےعقا کد کےمطابق تمہارے سامنے رامیں کھلی ہیں اور اپنے دعویٰ کے مطابق نمہار ہےاندر کمال مہارت ہے،تم کثرت میں ہو، میں اکیلا ہوں، پیغیبر نے کامل اعتاد اور وثو ق ہے میداعلان کیا اور کھلاچیلنج دیا اور وہ بھی ایسے وقت میں جب کہ وہ ہمارے عقائد، عا دات اور ا خلاق کے متعلق ہمیں جوش دلا چکا ہو، ہمیں اور ہمارے جیسے عقائد کے حامل ہمارے آباؤا جداد کو اس معامله میں بے وقوف قرار دے رہا ہو، اور ہم اس پیغبر علیہ السلام کو عاجز و بے بس کرنے ، اس پر غلبہ حاصل کرنے ،اے دلائل ہے لا جواب کردینے اوراس پر فتح یانے کے لیے بے چین ہوں ، تا که جماری عزت ووقار اورشان وشوکت باقی رہے، پھروہ اور ہم مقابلہ میں ڈٹ جائیں ، وہ بھی یرعزم ہوا ورہم بھی پرعزم ہوں اورہم سب غالب ہونے کی تمام تر کوششوں کے باوصف اس کے چیلنج کردہ سے بہتر تو کجااس جیسا بھی نہ لاسکیں ، جبکہ ہم پوری قوم ہوں اور وہ فر دوا حد ہواوراس کا چیلنج بھی ہماری نگاہ میں آ سان تر ہواور ہمارے دور کامشہوراورمقبول فن ہو، چیلنج کا جواب دینے کے لیے ہمیں کافی وفت بھی مہیا کر دیا گیا ہوا وراس نے ہمیں اپنی طرف ہے کمل انصاف مہیا کر دیا

کیامعمولی عقل رکھنے والانخف بھی اس حقیقت میں شک کرسکتا ہے کہ بیر متاز اور تو فیق و تائید یا فتہ انسان بھینا اپنی رسالت میں صادق اور اپنے دعویٰ میں حق پر ہے،خصوصاً اس صورت میں جبکہ ہمیں یہ بھی معلوم ہو کہ بیانسان ہمیشہ صدق وامانت اور مکارم اخلاق سے موصوف رہاہے، بحیین ہو یا لڑکین، نوعمری ہو یا جوانی آپنی بعثت اور اعلانِ رسالت تک اس کا ہر لحد انہی اوصاف حمیدہ سے مزین رہاہے۔

اگروہ ایسام مجوزہ لاتے جو ہمارے کیے غیر معروف ہوتا تو ہم کہتے کہ اس شخص نے ایسا علم اور فن سیکھا ہے جسے ہم نہیں جانتے یا ایسی ہنر مندی حاصل کی ہے جس سے ہم محروم ہیں،لیکن جب پیغیبرعلیه السلام ایسے اوصاف لائے ہیں کہ خودہم ان کی برتری اور سبقت کے گواہ ہیں تو پھر ہمارے لیے اس کے سوا چار ہ کارنہیں کہ ہم ان کی رسالت اور ان کے لائے ہوئے پیغام پر ایمان لائیں کہ یہی عدل کی بات ہے اور یہی انصاف کا تقاضہ ہے۔

ہم آپ کوایک مثال دیتے ہیں۔ حضرت موکی علیہ السلام عصا کا معجز ولائے ، ایسی لکڑی جس میں روح ، حرکت ، نری اور رطوبت نہ تھی ، انہوں نے اللہ کے نام سے اس کوڈ الا تو وہ دوڑتا ہوا سانپ بن گیا ، حالا نکہ جن لوگوں نے آپ کو چیلنج دیا تھا وہ جادو میں بڑے ماہر تھے ، اور انہوں نے جادوگری میں پورے کمال اور مہارت کا مظاہرہ کیا تھا ، نیز وہ پوری جماعت تھی آپ تنہا تھے ، وہ نابغۂ روزگار جادوگر تھے ، حضرت مولی علیہ السلام نے ان میں پرورش پائی تھی مگر آپ نے ایک دن بھی جادو سیمنے میں نہیں لگایا اور وہ سب اس حقیقت سے واقف تھے ، اب اس کے بعد شک کی کوئی گنجائش باقی رہتی ہے کہ حضرت مولی علیہ السلام نے عصاد الا تو:

فَاذَا هِىَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُوْنَ ۞ْفَوَقَعَ الْحَقُّ وَ بَطَلَ مَا كَانْوُا بَعْمَلُوْنَ۞

پھریکا یک وہ (عصاا ژ دہابن کر)ان جادوگروں کے رچائے ہوئے سانگ کو نگلنے لگا۔ پس حق ظاہر ہوگیااور جادوگروں کا شعبدہ باطل ہوگیا ( ۱۷ )

وَ ٱلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِ يُنَ ۖ قَالُواۤ امَنَا بِرَبِ الْعَلَمِينَ ۞ رَبِّ مُوسَى وَهُرُونَ ۞ مُوسَى وَهُرُونَ ۞

اور جادوگر سجدے میں گر گئے (اور ) کہنے لگے کہ ہم رب العالمین پر ایمان لے آئے جو (حضرت )مویٰ اور (حضرت )ہارون کارب ہے( ۱۸)

حق واضح ہوگیا، اورسب سے پہلے جادوگر ہی ایمان لے آئے، کیونکہ وہ جادو، اس کے مقد مات اور نتائج سے واقف تھے اور انہوں نے حضرت موئیٰ علیہ السلام کامتجز و دیکھ کر جان لیا تھا کہ بیجادونہیں ہے۔

ای طرح ہررسول علیہ السلام کے معجزات ہیں، طب میں نادِرروز گار اور با کمال ماہر

irrolf. it fill (11) HA.HZ: if fill (12)

قوم میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کواللہ تعالیٰ نے مادر زادا ندھوں اور کوڑھیوں کو شفایا ب کرنے ،مردوں کوزندہ کرنے اورمٹی ہے پرندہ تخلیق کرنے کامعجز ہ عطافر مایا۔

اللہ تعالیٰ نے اس سے زیادہ ختم الانہیاء سید نامحرصلی اللہ علیہ وسلم کو معجزات عطافر مائے، آپ آیات بینات اور واضح معجزات لائے۔اس بارے میں صرف قر آن کریم ہی روش دلیل بلکہ روشن دلاکل میں، اس کی ہر ہر آیت میں تین قطعی دلائل موجود میں جوتا قیامت لوگوں کو چیلنج کرتے رمیں گے اور رہتی دنیا تک انسان اس کے اعتراف پر مجبور ہوں گے یعنی فصاحت و بیان، علوم و معارف، غیب کی خبریں اور حق کے شواہد۔ (19)

## معجزة الهييك شرائط

علائے کرام کی تصریح کے مطابق معجز ہے کی مندرجہ ذیل پانچ شرائط ہیں ،اگران میں ہے کوئی شرط نہ پائی جائے تو وہ معجز ہ نہ ہوگا۔

- ا ۔ کیملی شرط:اس پراللہ رب العالمین کے سواکوئی قادر نہ ہو۔
- ۲۔ دوسری شرط: خارق عادت ہواور عالم وجود وہتی کے طریق کار کے خلاف ہو۔
- سا۔ تیسری شرط: رسالت کا مدعی اس کواپنے دعویٰ کے ثبوت میں بطور شہادت پیش کر ہے۔

  - ۵ پانچوین شرط: بطورمعارضه دوسرا کوئی شخص اس معجزه کی مثل نه لا سکے۔

اگر نبوت کے دعویٰ دار فرد کے ہاتھ ہے ان پانچ شرائط کے ساتھ خارق عادت امر صادر ہوتو بیاس کی نبوت کا شاہد ہوگا، اگر ایسانہ ہوتو پھریہ کا م مجز ہ نہ ہوگا اور مدعی نبوت کے صدق کی دلیل نہیں ہوگا۔

#### پھلی شرط

کوئی فرداس دور میں آیا جس میں رسولوں کی تشریف آوری صحیح تھی اور اس نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ بطور معجز و کھڑ اہوسکتا ہے، بیٹھ سکتا ہے، کھا تا پیتا ہے، ایک جگہ ہے دوسری جگہ آ جا سکتا ہے

<sup>(19)</sup> منابل العرفان: خ اص 14

تو اس کا دعویٰ نا قابل قبول ہوگا، بیاس کےصدق کی دلیل نہیں کیونکہ مخلوق کو ان تمام کا موں پر قدرت حاصل ہے، مجمزہ تو ایسا امر ہوتا ہے جس پر بشر قادر نہ ہوں مثلاً سمندر کا راستہ دے دینا، چاند کا دوئکڑے ہونا اور مردول کوزندہ کرناوغیرہ۔

100

#### دوسری شرط

وہ امر خلاف عادت ہو، اب اگر کوئی مدعی نبوت یہ کہے کہ میرام عجز ہ صورج کا مشرق سے طلوع ہونا، اس کا مغرب میں غروب ہونا اور رات کے بعد دن کا آنا ہے، تو اس کا یہ دعوی غلط ہوگا، کیونکہ یہ امور اگر چہ اللہ تعالیٰ ہی کے مقد ور میں ہیں لیکن میسب کچھاس مدعی کے لئے نہیں ہور ہا بلکہ اس کے دعویٰ سے پہلے بھی یہ نظام اس طرح جاری تھا، یہ چیز اس کے صدق کی دلیل نہیں۔

#### تیسری شرط

مدعی نبوت اس امر کو بطور شہادتِ دعویٰ طلب کرے اور اس کی طلب پر وہ امر اس کے دعویٰ کی تصدیق کے لیے وقوع پذیر ہو، چنانچہ اگر کسی انسان نے بید دعویٰ کیا کہ وہ بطور معجز ہ پھر کو کسی حیوان یا انسان میں بدل سکتا ہے اور وہ ایسانہ کر سکا تو بیاس کے صدق کی دلیل نہ ہوگی۔

#### چوتھی شرط

معجزہ اس کے دعویٰ کے موافق ہواس کے خلاف نہ ہوور نہ بیاس کی تقعد ایق نہیں تکلذیب ہوگی ، مروی ہے کہ مسلمہ کذاب ملعون ہے اس کے ساتھیوں نے کہا کہ وہ کئوئیں میں تھو کے تا کہ اس کا پانی زیادہ ہو،کیکن اس سے کنوال خشک ہوگیا۔ سوبیاس کے کذب کی دلیل ہے۔ (۲۰)

#### پانچویں شرط

کوئی شخص اس کا مقابلہ نہ کر سکے ،اگر کسی نے اس کا معارضہ اور مقابلہ کرلیا تو بیکا م معجز ہ نہیں رہے گا اور مدمی نبوت کے صدق کی دلیل نہ ہوگا۔ بالفرض کوئی شخص سمندرکوشق کرے یا جاند کے دو مکڑے کر دے تو پھر یہ معجز ہ نہ ہوں گے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

<sup>(</sup>۴۰) تنيير الترقيق خاص ما

### فَلْيَأْتُوا بِحَدِيْتٍ مِّثْلِهَ إِنْ كَانُوا صَدِقِينَ ۞

اگریدلوگ سے ہیں تو ان کو جاہیے کہ وہ بھی ای طرح کی بات لے آئیں۔(۲۱)

# قرآن كريم كاعجاز كابيان

قرآن عظیم الند تعالی کا مخلوق کے لیے مجز کلام ہے، اس کا اسلوب، نظم ، حسن و جمال ، شان وشوکت ، بیان ، علوم و حکمتیں ، تا ثیر مدایت ، ماضی اور مستقبل کی خبریں اور ان غیو بات کی پر دہ کشائی وغیرہ سب مجز ہے ۔ علمائے کرام نے اعجاز قرآن کے وجوہ میں زبان و بیان کے اسرار ک نقاب کشائی کی ہے، اور اپنے وجدان اور دلائل و برا بین سے تمام اہل عرب اہل زبان و بیان نے متفقہ طور پر کہا ہے کہ قرآن بذاتہ مُعجز ہے، یعنی اس کا اعجاز الفاظ کی فصاحت ، بیان کی عمدگی اور شوکت اور اس کے منفر داسلوب میں ہے، نظم و نشر کا کوئی اسلوب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا اس کے لفظول کی دکشی اور رعنائی نے اس کے صوتی نظام ، نغوی جمال اور فنی عمدگی کو بے مثال بنادیا ہے۔

## اہل صرفہ کا مذہب

بعض معتزلہ جن میں ابواسحاق انظام بھی شامل ہے کا ندہب یہ ہے کہ قرآن کر یم کا اعلام بھی شامل ہے کا ندہب یہ ہے کہ قرآن کر یم کا اعلام معنی اللہ تعالی نے قدرت کے باوجودانسانوں کواس کے معارضے ہے بازرکھا، اورن کے دل ود ماغ اورز بانوں کواس کی مثل لانے سے عاجز کر دیا۔ اگر اللہ تعالی ان کومعارضہ سے نہ پھیرتا تو وہ اس قرآن کی مثل لے آتے ۔ بخدا یہ ایسے شخص کا قول ہوگا جو عربیت سے ناآشنا ہو، اس نے اس زبان کے اسرار ورموز کو نہ جانا ہو، بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ جس کوعلوم کی مجوباتی نے اس زبان کے اسرار ورموز کو نہ جانا ہو، بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ جس کوعلوم کی گھرائی اور گیرائی سے ذرا بھی مس نہ ہو، جس نے صرف چھلکے کھائے ہوں جو نہ جسم کوفر بہ کریں نہ ہی کے خلاف سے نے مثل کی بھوک مثا تیں، یہ گھٹیا اور نا قابل التفات قول ہے قدیم و جدید علاء، فصحا اور بلغا کے اجماع کے خلاف ہے۔

ججة ادب عربي مصطفى الرافعي رحمه الله كہتے ہيں كدا عجاز قرآن كےسبب كے بارے ميں

معنز لدکی آرامختلف ہیں،شیطان اُمتحکمین ابواسخق انظام کا مذہب ہے کہ اعجاز کاتعلق صرفے سے ہے، یعنی قدرت کے باوجود اللّٰہ تعالیٰ نے اہل عرب کوقر آن کریم کے معارضہ سے پھیردیا اور یہی صرف (قرآن کے مقالبے اور معارضے سے پھیرنا) ہی خارق عادت ہے۔

اہل تشیع میں سے مرتضٰی کا کہنا ہے کہ صرفہ کا معنیٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے وہ علوم سلب کر لیے جوقر آن کریم کی مثل لانے کے لیے ضروری تھے۔ گویا وہ کہتا ہے کہ وہ فضیح و بلیغ لوگ تھے قر آن جیسے اسلوب اور نظم پر قادر تھے لیکن قر آنی الفاظ میں موجود مفاہیم جیسے مفاہیم لانے ک طاقت نہیں رکھتے تھے کیونکہ وہ اہل علم نہ تھے اور ان کے دور میں علم کی فراوانی نہ تھی۔ اس رائے کا طلا ملط ہونا آپ خوب مجھے گئے ہوں گے۔ پھر کہتا ہے کہ بہر حال'' صرفہ'' کا قول اہل عرب کے خلط ملط ہونا آپ خوب مجھے گئے ہوں گے۔ پھر کہتا ہے کہ بہر حال'' صرفہ'' کا قول اہل عرب کے اس قول سے مختلف نہیں ہے اِن ہلہ آ اِلّاً سِب حُن یُوٹُورُ (۲۲) اللہ تعالیٰ نے کفار کے اس زعم باطل کار دفر مایا ، ان کی تکذیب کی اور اسے اندھے بین کی مثال قرار دیا:

أَفَسِعُرُهٰ أَا مُراَنَّهُ لَا تُبْصِرُونَ

تو کیا پہر ہے یاتمہیں نظر ہی نہیں آتا۔ (۲۳)

اس بے ہودہ ند ہب کے مطابق سیکہ ناممکن ہے کہ ان کے بقول قرآن کریم خود مجزنہیں بلکہ ''صرف''ہی اس کی مثل لانے میں عاجز و بے بس ہونے کا باعث ہے۔ صَوف اللّٰهُ قُلُو بَهُمْ بِانَّهُمُ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُو نَ (۲۴) اللّٰدَ تعالٰی نے ان کے دلوں ہی کو پھیردیا، کیونکہ وہ ناسمجھ قوم ہیں۔ (۲۵)

ابن حزم الظاہری نے بھی قریب قریب یہی مسلک اختیار کیا ہے اور اس نامعقول اور پھیسے سے بیا ہوت میں اپنے پیش رونظام کی پیروی کی ہے۔ البتہ لیبا پوتی سے اسلوب بدل دیا ہے۔ چنانچیوہ اپنی کتاب الفصل میں اعجاز کے سبب میں کھتا ہے کہ کسی نے پینییں کہا کہ اللہ تعالیٰ کا کلام غیر مجز ہے، لیکن جب بیاللہ تعالیٰ کا قول اور کلام ہوا تو اللہ نے اس کو مجز بنادیا اور اس کی مما ثلت ہے۔ وکر دیا، ید لیل کا فی ہے دوسری دلیل کی ضرورت نہیں۔

ملاحظہ کیجئے بیصاحب قرآن کریم کو بایں طور معجز قرار دے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مما ثلت ہے روک دیا ہے بعینہ یمی رائے نظام معتزلی کی ہے وہ صرفہ کا قول کرتا ہے (اور بیہ

and the second section of the section o

صاحب تھما پھرا کر وہی بات دوسرے الفاظ میں ادا کر رہے ہیں)۔ جیسا کہ ہم کہہ چکے ہیں یہ رائے بھی باطلِ ہے، بیلوگ حق وصدافت کی روثن روثن ضیاء سے محروم اور مجوب ہیں، ایسے ہی لوگوں کے بارے میں شاعرنے کیا خوب کہا ہے:

> آشوب زده آگھ سورخ کی روثنی نہیں دیکھتی اور بیار کا مند پانی کا ذا کقیہ مدلا ہوا سجھتا ہے۔

## اعجازِ قرآن میںعلماء کی آرا

اس امر پرعلاء کے اجماع اورا تفاق کے بعد کہ قرآن بذاتہ معجز ہے اور کسی بشر میں سیہ طاقت نہیں کہ وہ اس کی مثل لا سکے ،اعجاز قرآن نے وجوہ میں ان کی مختلف آرا درج ذیل میں :

۔ قرآن کریم کا انو کھاا ورحیران کن نظم اس کی وجها عجاز ہے، پنظم اہل عرب کے نظم اور نثر سے بالکل مختلف ہے،قرآن کریم کی آیات اور سورتوں کے شروعات ،اواخرا ورفواصل · جداگا نہ نوعیت کے حامل ہیں ۔

ب۔ قرآن کریم کے الفاظ کی فصاحت، عبارات کی بلاغت اورعمد گی وروانی اعجاز قرآن کی وجہ ہے، بلاغت کا بیاعلی ورجہاور کسی کے کلام میں نہیں ہے۔

ج۔ قرآن کریم کا اعجاز اس کے تناقض سے مبرا ہونے، دقیق مفاہیم و معانی اور انسانی مقدور سے ماورا امور غیبیہ پرمشمل ہونے میں ہے، جن امور کی معرفت بشرکی استطاعت میں نہیں ہے۔قرآن کریم ہرقتم کے تعارض اور تضادسے پاک ہے۔

بعض حضرات کا کہناہے کوقر آن کریم کی وجہا عجاز برسورت کی ابتدا، اختتام اور مقاصد کا ظاہری حسن و جمال اورمہتم بالشان بے مثال کشش ہے۔ ان حضرات کے نز دیک اعجاز قرآن درج ذیل چیزوں پر مشتمل ہے:

ا\_الفاظ مين فصاحت

٣\_معاني مين بلاغت

٣\_انو کھااور بےمثال نظم

یہ تمام اقوال ایک ہی دائرے کے اندر ہیں یعنی دائرہ بیانیے، جس میں قر آن سب سے متاز ہے، اگر چدیہ بات بھی حق ہے تا ہم اعجاز قر آن صرف فصاحت اور بلاغت ہی میں نہیں بلکہ اعجاز قر آن کی دیگر وجوہ بھی ہیں۔

علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے اپنی تفییر الجامع لا حکام القرآن میں اعجاز قرآن کی دیں وجوہ شار کی ہیں، علامہ زرقانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب منائل العرفان میں اعجاز قرآن کے چودہ وجوہ و خوہ و خوہ و خوہ و ہیں جن کاعلامہ قرطبی نے تذکرہ کیا ہے اور بعض وجوہ وہ ہیں جن کاعلامہ قرطبی نے تذکرہ کیا ہے اور بعض دوسرے وجوہ ہیں۔ یہاں ہم پہلے بالاختصاران کا ذکر کررہے ہیں پھر بعونہ تعالیٰ ان کی تفصیل بیان کریں گے

### قرآن کریم کے وجو واعجاز

- ا۔ اہل عرب کی زبان کے ہرمعلوم ومعروف نظم ہے بالکل جدا گانہ نظم۔
  - ۲۔ تمام اسالیب عربیہ سے الگ حیران کن اسلوب۔
- س۔ مخلوق میں ہے کی کے لیے اس کی مثل نہ لا سکنے والی فصاحت وخوش بیانی۔
  - سے انسانوں کے ساختہ پرداختہ ہرقانون پرغالب، کامل اور دقیق تشریع۔
    - ۵۔ ایسے غیوبات کی خبریں جو بغیروحی کے معلوم نہیں ہو تئیں۔
      - ۲۔ عالم کون کے حتی فیصل شدہ علوم سے عدم تعارض۔
    - قرآن کریم کے بیان کردہ ہروعدے اور وعید کا پورا ہونا۔
    - ۸۔ ایسےعلوم ومعارف جن پرشرعی اور عالم ہستی کےعلوم بنی ہیں۔
      - 9۔ تمام بشری ضرورتوں کی تکمیل کاعلم۔
      - اینے ماننے والوں اور دشمنوں کے قلوب میں تا ثیر۔

# اعجاز قر آن کی پہلی وجہ

اعجاز قرآن کی پہلی وجہ قرآن کریم کا اہل عرب کی زبان کے ہرمعلوم ومعروف نظم و ترتیب سے جدا گاننظم ہے۔قرآن کریم نظم ونثر میں اہل عرب میں معروف اسلوب سے بالکل ا لگ نظم کا حامل ہے، ولید بن مغیرہ اور عتبہ بن ربیعہ وغیرہ جیسے ان کے بلاغت کے شہنشاہ اور فصاحت و بیان کے امام اور شہرت کی بلندیوں پر فائز لوگوں نے خوداس کی گواہی دی ہے۔

# تاریخ ہے مثالیں

ا ہروی ہے کہ ولید بن مغیرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے باس آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کے سامنے قرآن پڑھا گویا وہ اس ہے متاثر ہوگیا، ابوجہل کو خبر ملی تو اس نے ولید کوآ کر کہا کہ چیا! آپ کی قوم کے لوگ چا ہے ہیں کہ آپ کو مال جمع کرے دیں کیونکہ آپ جھ (صلی اللہ علیہ وسلم ) کے پاس گئے ہیں تاکہ ان سے بچھ حاصل کریں، ولید نے جواب دیا کہ قریش کو معلوم ہے میں ان سب سے زیادہ مالدار ہوں، ابوجہل نے کہا کہ پھراپی قوم کے لیے کوئی الی بات کہیں جس میں ان سب سے زیادہ مالدار ہوں، ابوجہل نے کہا کہ پھراپی قوم کے لیے کوئی الی بات کہیں جس کیا ہوں؟ بخداتم میں مجھ سے زیادہ شاعری کا پہچانے والانہیں، رجز ہویا قصیدہ یا جنات کے اشعار ہوں، بخدا تم میں اللہ گوتم! ان کے کلام ہوں، بخدا تم میں اللہ گائی میں سے کئی کے مشابہ نہیں، اللہ کی قتم! ان کے کلام میں شیرین ہے، یہ میں شیرین ہے، یہ میں شیرین ہے، یہ علی ہے۔ اس کی فار اور اس کلام کا اسفل کثیر ہے، یہ عالب آتا ہے اس پرغلب نہیں پایا جاتا۔ ابوجہل لعین نے کہا کہ بخدا آپ کی قوم اس وقت تک راضی نہ ہوگی جب تک آپ ان کے بارے میں پھر نہیں کہیں گے۔ ولید نے کہا کہ بجھے قدر سے سوچنے نہوگی جب تک آپ ان کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں

ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقَتُ وَحِيدًا ۞ وَجَعَلْتُ لَذَ مَالَا مَمْدُودُا ۞ وَبَنِينَ شَهُودُا ۞ وَمَقَدُتُ لَذَ تَنْهِيدًا ۞ وَجَعَلْتُ لَذَ مَالُورُي ۞ وَلَذَى ۞ كَالْ إِنَّهُ كَانَ لِالْيَتِنَا عَنِيدًا ۞ سَأَدُوعَهُ صَعُودًا ۞ إِنَّهُ فَكَرَ وَقَكَّرَ وَقَلَّ رَضَّ فَعُودًا ۞ إِنَّهُ فَكَرَ وَقَلَّ رَضَّ لَكُرَ وَقَلَ رَضَّ لَكُرَ وَقَلَ رَضَّ لَكُرَ وَقَلَ رَضَّ لَكُرَ وَقَلَ رَضَّ لَكُرَ صَّ لَكُرَ وَقَلَ اللهِ عَلَى عَبْسَ وَبَسَرَ ۞ لَكُمَ الْوَلا سِمْحُرُ السَّلَكُبَرُ ۞ فَقَالَ إِنَ هٰذَا اللهِ سِمْحُرُ عَلَى اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهُ ا

آپ مجھے اورائ شخص کوچھوڑ دیجئے جس کومیں نے اکیلا پیدا کیا ہے۔اوراس

کومیں نے کثرت سے مال دیا۔ اور بیٹے دیئے جو حاضر رہتے ہیں، اور تمام سامان اسے پوری طرح مہیا کردیا۔ پھر بھی اسے طبع ہے کہ اسے اور زیادہ دول۔ ہرگز نہیں وہ ہماری آ یول کا مخالف ہے، اسے عن قریب ایک بڑی چڑھائی چڑھاؤں گا۔ اس نے غور کیا اور ایک بات طے کرلی۔ پس وہ غارت ہوکیسی بات تجویز کی، پھر وہ غارت ہوکیسی بات تجویز کی۔ پھر تامل کیا، پھر توری چڑھائی اور ترش رو ہوا، پھر پیٹھ پھیری اور غرور کا اظہار کیا۔ پھر بولا یہ کیے تہیں بس وہی جادو ہے جو چلاآتا ہے، بیتو بس آ دی کا کلام ہے (۲۲)

۲۔ مروی ہے کہ ولید نے جب نبی صلی الله علیہ وسلم سے قر آن کریم سنا تو نہایت متاثر ہوا اورائیے قبیلہ بنومخزوم کے باس آ کر کہا کہ اللہ کی قتم! میں نے ابھی تحد (علیقہ ) سے کلام سنا ہے جو انسانوں اور جنوں کے کلام میں ہے نہیں ہے، بخدااس میں شیرینی ہےاوراس میں رونق اور آ ب و تاب ہے۔ قریش نے کہا کہ بخدا ولید بے دین ہوگیا ہے، اس طرح تو تمام قریش بے دین (مسلمان) ہوجا ئیں گے،ابوجہل بولا کہ میں اس معاملے کودیکھتا ہوں، وہ غم زدہ انداز میں بیٹھا اور ولید کوغصہ دلانے والی باتیں کیں، پھر ولید اور ابوجہل دونوں لوگوں کی طرف گئے ، ولید نے کہا کہتم کہتے ہومگد (عَلِيلَةُ ) مجنون ہے، کیاتم نے اس پر بھی جنون کے دورے دیکھے ہیں،تم کہتے ہووہ کا بن ہے، کیاتم نے ان کو بھی کہانت کرتے دیکھا ہے؟ تمہارا خیال ہے وہ شاعر ہے،تم نے ان کو بھی شعر کہتے ساہے؟ تم کہتے ہووہ جھوٹا ہے کیاتم نے بھی ان کوجھوٹ بولتے دیکھا ہے؟ لوگوں نے سب کے جواب میں کہا کہ بخدانہیں، پھرانہوں نے پوچھاتم ہی بتاؤوہ کیاہے؟ قدرے سوینے کے بعدولید نے کہا کہ وہ جادوگر ہے،تم نے دیکھانہیں کہ وہ شوہراور بیوی، باپ اور بیٹے کے درمیان تفرقہ ڈال دیتا ہے،ان کے پاس بابل والوں ہے منقول جادو کاعلم ہے بیسب اس کا اثر ہے۔اہل مجلس نے خوثی ہے واه واه کی اور ولید کے قول پرسرد صنتے چلے گئے۔تب سورۃ المدثر کی بیآیات نازل ہوئیں۔(۲۷) سو صحیح مسلم میں ہے حضرت ابو ذرغفاری رضی اللّٰدعنہ کے بھائی انیس الغفاری نے حضرت ابوذ رہے کہا کہ میری مکہ میں تمہارے ہم دین شخص ہے ملاقات ہوئی ہے۔ان کا کہنا ہے

engine Lieu (n. ) elli (langer)

کہ ان کواللہ تعالیٰ نے رسول بنایا ہے، (حضرت ابوذ ربیان کرتے ہیں) میں نے کہا کہ لوگ کیا کہتے ہیں؟ کہالوگ ان کوشاعر،ساحراور کا ہن کہتے ہیں،انیس شاعرتھا، کہنے لگا کہ میں نے کا ہنوں کی باتیں سنی ہیں۔ان کا کلام کا ہنوں والانہیں ہے، میں نے ان کے کلام کوشاعری کی انواع واقسام پر جانچا ہان کا کلام شاعری کی کسی قتم ہے میل نہیں کھا تا ،اللہ کی قتم لوگ جھوٹے ہیں وہ یقیناً سچاہے (۲۸) سم سیرت ابن اسحاق میں ہے ابوجہل نے قریش کی جماعت میں کہا کہ ہم برمحد (صلی الله عليه وسلم ) كامعامله مشتبه ہوگیا ہےتم شاعری ، کہانت اور جاد وگری کے کسی عالم کو تلاش کرووہ ان ے گفتگو کرے پھر ہم کوان کے متعلق بتائے۔عتبہ بن رہیدان کی قوم کے سرداروں اورا شراف میں سے تھا کہنے لگا کہ میں ان کے پاس جا کر بات کروں گا، عتبہ نے رسول الله صلی الله علیہ وسلم كے ياس آكر كہا: اے محد! (صلى الله عليه وسلم) آب بہتر بيں يا باشم؟ آپ بہتر بيں يا عبد المطلب؟ آب بہتر ہیں یا عبداللہ؟ آپ کس لیے ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہتے ہیں اور ہمیں گمراہ قرار دیتے ہیں۔اگر آپ ریاست اور سرداری کے خواہش مند ہیں تو ہم آپ کواپناسر دارتسلیم کر لیتے ہیں، اگرآ پ عورتوں کے خواہش مند ہیں تو ہم قریش کی لڑکیوں میں ہے آپ کی دل پیند لڑکی ہے آپ کی شادی کرائے دیتے ہیں ،اوراگرآپ مال کے خواہش مند ہیں تو ہم آپ کے لیے ا تنا مال و دولت جمع کردیتے ہیں کہ آپ ہم سے زائد مالدار ہوجائیں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاموثی سے اس کی باتیں سنتے رہتے جب وہ اپنی بات پوری کر چکا آپ نے فرمایا کہ آپ کہہ چكى؟اس نے كہا ہال،آپ نے فرما ياكه اب سنو، اورآپ نے سور ، فصلت كى تلاوت شروع كى: حُمِّ فَ تَذُولُ مِنَ الرَّحْمِنِ الرَّحِمِ فَكُمَّ فَصَّلَتُ الدُّهُ

خم یہ (قرآن) بڑے مہر بان اور رحم کرنے والے کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔ (یہ) ایک کتاب ہے جس کی آیتیں صاف صاف بیان کی گئی ہیں ( اور ) یہ قرآن عربی زبان میں ان لوگوں کے لئے ہے جو جانتے ہیں ۔ بیٹارت دینے والا اور ڈرانے والا ہے پھر بھی ان میں سے اکثر نے منہ پھر لیا سووہ سنتے ہی نہیں ، اور وہ کہتے ہیں کہ ہمارے دل تو اس بات منہ پھر لیا سووہ سنتے ہی نہیں ، اور وہ کہتے ہیں کہ ہمارے دل تو اس بات کا فوں میں فواٹ کی طرف آپ ہمیں بلا رہے ہیں اور ہمارے کا نوں میں ڈاٹ کی ہوئی ہے اور ہمارے اور آپ کے درمیان ایک پردہ ( حاکل ) ہے سوآپ اپنا کا م کرتے ہیں۔ آپ کہہ دیکے کہ میں بھی تم ہی جیسا بشر ہوں ( البتہ ) میری طرف وتی ( نازل ) کی جاتی ہے کہ میں بھی تم ہی جیسا بشر ہوں ( البتہ ) میری طرف وتی ( نازل ) کی جاتی ہے کہم سب کا معبود ایک اللہ بی ہے سوتم ای کی طرف متوجہ ہو جا وادور اس سے مغفرت طلب کر واور مشرکوں کے لئے بڑی خرالی ہے۔ جو جا وادور اس سے مغفرت طلب کر واور مشرکوں کے لئے بڑی خرالی ہے۔ جو جا وادور اس سے مغفرت طلب کر واور مشرکوں کے لئے بڑی خرالی ہے۔ جو جا وادور اس سے مغفرت طلب کر واور مشرکوں کے لئے بڑی خرالی ہے۔ جو جا وادور اس سے مغفرت طلب کر وادر مشرکوں کے لئے بڑی خرالی ہے۔ جو جا میں بھی تم سے مغفرت طلب کر وادر مشرکوں کے لئے بڑی خرالی ہے۔ جو جا کہ میں بھی تا میں کی طرف متوجہ ہو جا وادر اس سے مغفرت طلب کر وادر مشرکوں کے لئے بڑی خرالی ہے۔ جو جا کہ میں بھی تا میں بھی تا میں کیں کہ ہوں کی طرف متوجہ ہو

ز کو ۃ ا دانہیں کرتے اور وہ آخرت کے بھی منکر ہیں ۔البتہ جولوگ ایمان لائے اورانہوں نے نیک کام کئے ان کے لئے جھی فتم نہ ہونے والا اجر ہے۔آ پ کہدد بچنے کہاس (اللہ) کاا نکار کرتے ہوجس نے دودن میں زمین کو پیدا کیا اور ( دوسرول کو ) اس کا شریک تھبراتے ہو، وہی تمام جہانوں کا رب ہے ۔اور اس نے زمین میں یہاڑ بنا دیے اور اس (زمین) میں برکت رکھی اور اس میں اس ( کے رہنے والوں ) کی غذا کیں تھہرا دیں (پیرسب ) چاردن میں (ہوا ) سوال کرنے والوں کا ( جواب ) بورا ہوا۔ پھروہ آسان کی طرف متوجہ ہوا کہ ( اس وقت ) وہ دھواں ساتھا کھراس ( آسان )اورز مین ہے فرمایا کہتم دونوں خوشی ہے آ و یا زبروتی ہے۔ دونوں نے عرض کیا کہ ہم خوثی ہے حاضر ہیں۔ پھر دو دن میں سات آ سان بنادیے اور ہرآ سان میں اس کا حکم بھیج دیا اور ہم نے آ سان دنیا کو چراغوں (ستاروں) ہے زینت دی اور (اس کو )محفوظ کر دیا بہتر بیرغالب ( اور )علم والے ( اللہ ) کی ہے۔اگر یہ پھربھی روگر دانی كريں تو آپ كهدد يحيّے كەمىلى تمهمىل ايك تخت عذاب سے ڈرا تا ہوں جو قوم عا دوثمود کے عذاب کی مانند ہوگا۔ (۲۹)

جب آپ ارشادالی فیان اعرضوا فقل اندر تکم صاعقة پر پنچ تو عتب نے آپ کے مند پر ہاتھ رکھ دیا اور آپ کورشتہ داری کی قتم دے کر خاموش ہونے کی درخواست کی ،اورا پن گھر والوں کی طرف والیس چلا گیا۔ قریش کے پاس نہ گیا، جب عتبہ وہاں نہ پنچا تو قریش نے کہا کہ ہمارا خیال ہے عتبہ بدویاں ہے کہا کہ عتبہ ہمارا خیال کہ ہمارا خیال ہے متبہ بدویاں ہے کہا کہ عتبہ ہمارا خیال ہے تم چونکہ بدویاں ہو گئے ہواں لیے ہمارے پاس نہیں آئے ،عتبہ ناراض ہوکر کہنے لگا کہ اللہ کی قتم !

میں نے ان سے گفتگو کی تو انہوں نے بخدا مجھے ایسی چیز سے جواب دیا ہے جوشعر، جادوگری اور کہانت میں ہے، میں نے رشتہ داری کا واسط اور قتم دے کران کوروکا ہے کہ کہیں ہم پر عذاب نہ آجائے ، یہ

<sup>(</sup>۲۹)حم السجده: اتا١٣١

بات تم بخوبی جانتے ہوکہ مجمد (صلی الله علیہ وسلم ) کی کہی ہوئی بات جھوٹی نہیں ہوتی ۔ (۳۰ )

علامہ قرطبی رحمہ اللہ فر ماتے ہیں کہ جب عتبہ نے فصاحت و بلاغت اور زبان دانی کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہونے کے باوجود بیاعتراف کرلیا کہ اس نے قرآن کی مثل بھی نہیں سنا، تو اس نے اس طرح قرآن کی مثل بھی نہیں سنا، تو اس نے اس طرح قرآن کریم کے اعجاز کا اقرار کرلیا، اس طرح عتبہ جیسے تمام فصحا اور انداز گفتگو کے ہر انداز اور ہرتسم کے قادرالکلام ماہرین نے قرآن کریم کے اعجاز پرسرتسلیم ٹم کیا ہے۔

# اعجاز قر آن کی دوسری وجه

ا عجاز قر آن کی دوسری وجهاس کا تمام اسالیب عربیه ہے مختلف اور حیران کن اسلوب ہے، قرآن کریم ایسے عمدہ، دلنشیں اسلوب میں نازل ہوا ہے کہ اینے رونق و جمال اور شیریٹی و حلاوت میں تمام عرب پر غالب آگیا، اس میں ایسے عظیم الثان، اعلیٰ مرتبت خصائص ہیں کہ کسی بشر کے کلام میں ان کا پایا جانا ناممکن ہے،خصوصاً ان حالات میں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مثل لانے کا چیلنج دیا اور عرب کے فصاحت کے دعویدار بے بس ہوگئے ،ان کے بلغا تھک ہار کررہ گئے اوران کے قادرالکلاموں کی زبانیں گنگ ہوگئیں، بیسباس دور میں ہوا جب کہاس میدان میں ان کی فوقیت و برتری کے جینڈے گڑے تھے اور زبان دانی ، قادرالکلامی اور فصاحت و بلاغت میں ان کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔علامہ زرقانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ لغت عربیہ (عربی زبان) پر نزول قرآن کےعہد سےعہد حاضر تک عروج ونزول، وسعت وتنگی،حرکت و جمود،شہریت و بد ویت کےمختلف اد دارگز رہے ہیں ،ان تمام اد دار میں قر آن کریم اسی بلندی اورعلوِ شان پر برقر ار ہے،اس کا نور و ہدایت برابر کرنیں بھیرر ہا ہے،اس کی حلاوت اور جلالت روز اول کی طرح فیض رسال ہے،اس کی روانی وخوش بیانی روز افز ول ہے، بیحسب سابق اثر آفرینی اور ثمر رسانی ہے معمور ہے، تر وتازہ، نرم و نازک شکفتہ ہری بھری شاخ کی طرح ، اعجاز کاعلم تھاہے ہوئے کامل یقین اوراعتاد کے ساتھ ساکنان کرہُ ارض کوا بنی مثل لانے کا چیلنج دیتے ہوئے۔ پوری قوت وصولت ہے صراحنا اپنے اعجاز کا اس طرح اعلان فرماتے ہوئے: (۳۱)

ر (٣٠) الكشاف/جهم ١٩٢٥ (١٣) منابل العرفان/ جهم ٢٢٩

قُلُ لِينِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى أَنْ يَأْتُو البِيثُلِ هٰذَا

الْقُرْأَنِ لَايَأْتُونَ بِيثِلِهِ وَلَوْكَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضِ ظِهِيرًا ۞

آپ کہدد بیجئے کداگر تمام انسان اور جن ل کر بھی اس قرآن کی مانندلا ناچاہیں تب بھی اس جیساندلا سکیس کے خواہ لیک دوسرے کی مدد کیوں نہ کریں (۳۲)

# خصائصُ اسلوبِ قر آ ن

قرآن کا عجیب حیران کن اسلوب تمام اسالیب انسانی سے جدا گاندا ورمنفر دشان رکھتا ہے،اس بے مثال اسلوب کے متعدد خصائص میں سے بعض درج ذیل ہیں:

- ا۔ قرآنی الفاظ کی اثر انگیزی،اس کے صوتی نظام اور لغوی جمال میں اس کا مظاہرہ بخو بی نظرآتا ہے۔
- ۲۔ ہرعام وخاص اس کے پیغام ہے مطمئن اور شاد ہوتا ہے، تمام لوگ اس کی جلالت شان
   اور عمد گی ہے متاثر ہوتے ہیں۔
- س۔ بیک وفت عقل اور دل دونوں کواطمینان عطا کرتا ہے،قر آن عقل اور دل ہے خطاب کرتا ہےاورحق اور جمال دونوں کو کیجالا تا ہے۔
- س۔ قرآنی الفاظ کی سبک روی اور روانی۔اس کے بیان اور تفصیل کی پختگی ،اییا محسوس ہوتا ہے کہ پورا قرآن ایک ہی سانچ میں ڈھلا ہوا ہے۔کمل ربط وتعلق جودل ود ماغ سے کھیلتا اور بھر وبصیرے کواپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔
- ۵۔ ایک بات کو ہر بار نے اور عمد ہ ترین انداز میں پیش کرنا، ہر مرتبہ انداز گفتگو میں متنوع اور دکش طریقه کاریعنی ایک مفہوم مختلف پیرایوں میں متعدد الفاظ اور ایسے مختلف طریقوں سے بیان ہوتا ہے کہ ان میں سے ہر طریقہ ہجائے خود فصاحت و بلاغت کے اعلیٰ درجے پر فائز ہے۔
  - ۲۔ اجمال اورتفصیل دونوں کیجا ہیں۔
  - کے لفظ اور معنیٰ دونوں بھر پورانداز میں اپنے اپنے تر جمان ہوتے ہیں۔ (۳۳)

# اسلوبٍ قرآن کے خصائص کی توضیحی مثالیں

ا۔ادب عربی کے نابغہ روزگار حضرت ادیب مصطفی الرافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر
آپ قرآنی الفاظ کے نظم و ترتیب میں غور کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اس کی صرفی اور لغوی
حرکات، اپنی وضع اور ترکیب میں خود حروف کی جگہ پارہی ہیں بیان کی فصاحت کی دلیل ہے، اور
آپ بیجی دیکھیں گے کہ حروف کی آوازیں موسیقی کے نظم و ترتیب سے چلتی ہیں، یہاں تک کہ
بعض اوقات حرکت ثقیل ہوتی ہے، استعال میں نہیں آتی اس طرح کی حرکت کو پہند نہیں کیا جاتا گر
جب اس کو قرآن میں استعال کیا گیا تو اس کی عجیب شان نظر آنے لگی۔ مثال کے طور پر لفظ المسلد و
جب اس کو قرآن میں استعال کیا گیا تو اس کی عجیب شان نظر آنے لگی۔ مثال کے طور پر لفظ المسلد و
حرف خود تی اور کرختگی رکھتا ہے اور زبان کے درمیان سے نکلتا ہے، لیکن قرآن کریم میں بیاس کے
حرف خود تی اور کرختگی رکھتا ہے اور زبان کے درمیان سے نکلتا ہے، لیکن قرآن کریم میں بیاس کے
جرف خود تی اور کرختگی رکھتا ہے اور زبان کے درمیان سے نکلتا ہے، لیکن قرآن کریم میں بیاس کے
جرف خود تی اور کرختگی رکھتا ہے اور زبان کے درمیان ہے نکلتا ہے، لیکن قرآن کریم میں بیاس کے
جرف خود تی اور کرختگی رکھتا ہے اور زبان کے درمیان ہے نکلتا ہے، لیکن قرآن کریم میں بیاس کے
جرف خود تی اور کرختگی رکھتا ہے اور زبان کے درمیان ہے نکلتا ہے، لیکن قرآن کریم میں بیاس کے
جرف خود تی تو کر ترکیب کی اندر تو ان کی کارشاد ہے۔

#### وَ لَقَدْ آنْذَرَهُمُ بَطْشَتَنَا فَتَمَارُوْا بِالثُدُرِ

اوراس (حضرت لوط) نے ہماری گرفت سے ڈرایا، پھرانہوں نے اس ڈرانے میں جھگڑ ہے نکالے۔(۳۴)

اس ترکیب میں غور کریں غور وفکر سے مزے لیں، حروف کے مواقع سے لطف اندوز ہوں اپنی ساعت میں ان حروف کی حرکات کومحسوس کریں لیقد کی دال اور بسطشته ناکے طاء میں قلقلہ کے مقامات کے بارے میں سوچیں، نیز بسطشتنا کے طاء کے بعد و او تک مسلسل زبروں کا حسن ملاحظہ کریں (بسطشتنا فتماروا) جبکہ درمیان میں مدے فصل بھی موجود ہے، تاکہ بعد میں ضمہ کا تقل بلکا ہوجائے، اور اس ضمہ کو وہ مقام حاصل ہوجائے جو کھانوں میں نمک کو حاصل ہے۔

۲۔ قرآن کریم میں ایک نہایت عجیب اور نامانوس لفظ نہایت برجستہ اور حسین ترین انداز اور موقع برآیا ہے، بہلفظ صیبزی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشادے:

تِلُكَ إِذًا قِسُمَةٌ ضِيْرَى ۞

تب تو تیقسیم بری غیر منصفانه ہے۔ (۳۵)

<sup>(</sup>٣٣)القمر:٣٦ (٣٥) النجم:٢٢

پیلفظ نامانوس ہونے کے باوصف نظم کلام میں نہایت حسین اور دل کش انداز میں آیا ہے، لغت عرب میں اس مقام کے علاوہ اس لفظ کا دوسرا حسین ترین استعال ممکن ہی نہیں ہے، کیونکہ سور ۃ النجم جس میں پیلفظ آیا ہے اس کی ہرآیت 'یاء' پرختم ہور ہی ہے، سو پیکلہ فواصل کے طور پراوراہل عرب کی تر دید میں آیا ہے، بتوں کے ذکر میں اوراولا دی تقسیم میں ان کے زعم باطل کی تر دید ہور ہی ہے کہ انہوں نے ملائکہ اور بتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیا ہے جبہ وہ خود بیٹیوں کوزندہ در گورکر تے ہیں؟ ارشاد فرمایا:

ٱلكُمُ الذَّكُرُولَكُ الْإُنْتَىٰ ﴿ تِلْكَ إِذَّا قِسْمَةٌ ضِيدَىٰ ۞

کیاتمہارے کئے بیٹے ہیں اوراس کے لئے بیٹیاں، تب تو یقسیم بڑی غیر منصفانہ ہے۔(۳۲)

لفظ کی غرابت ہے کہیں بڑھ کراس تقسیم میں غرابت ہے جس کی تر دید میں بیآیت آئی ہے، گویا اس جملہ سے پہلی آیت میں تر دید وانکار اور دوسری آیت میں ان کے زعم باطل کا نداق اڑایا ہے۔ یہ بلاغت کی بہترین شکل ہے، خصوصاً اس صورت میں کداس نامانوس لفظ کو آیت کے آخری لفظ کے طور پر لایا گیا ہے۔

سے قرآن کریم میں بلاغت سے معمور کلام کانظم انسانی استطاعت سے وراء ہے، اور ایسے امور موجود ہیں جواس بات کی دلیل ہیں کہ قرآنی نظم کسی انسان کا نتیجہ فکرنہیں یہ مادیات سے بلندتر ہے، گویا کہ اس میں بعض الفاظ بطور جمع المندتر ہے، گویا کہ اس میں بعض الفاظ بطور جمع استعال ہوئے ہیں ان کا مفرد صیغنہیں آیا، جب بھی اس کے مفرد کی ضرورت ہوئی اس کا مرادف لفظ لایا گیا۔ مثلاً ''کالفظ ہے، قرآن کریم میں اس کی جمع آئی ہے، ارشادِ باری تعالی ہے:

إِنَّ فِي خَالِكَ لَهُ كُرْى لِأُولِ أَوْ أَبَالِ فَ

بیک اہل عقل کے لئے اس میں نصیحت ہے۔ (سر

وَ لِيَذَكُرُ أُولُوا الْأَلْبَابِ ٥

اورتا كه عقل والے نصیحت بکڑیں۔ (۳۸)

اس كامفر دنييس آيا بلكه 'لب' كي جكه 'القلب' كالفظ آيا ب ارشادر باني ب:

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَيْنَكُوٰى لِمَنْ كَانَ لَهُ قُلْبٌ أَوْ أَنْعَى السَّمْعَ

وَهُوَ شَهِيدٌان ۞

بے شک اس میں ہرصا حب دل کے لئے بڑی نصیحت ہے یا جومتوجہ ہوکر کان لگائے۔(۳۹)

چونکہ لفظ'' ہاء''مشدّ د ہے اور اس میں تشدید لام کی وجہ ہے آئی ہے، اس جیسے لفظ کا استعال عمدہ نہ تھاسواس کوظم قر آن سے قطعاً ساقط کر دیا۔

ای طرح لفظ' الکوب' ہے۔قرآن مجید میں اسے بطور جمع لایا گیا ہے مفرد کے صیغہ میں نہیں آیا کیونکہ بولنے میں جوروانی ،ظہوراور حسن تناسب لفظ' اکواب' ، جمع کے صیغہ میں ہےوہ ''کوب' میں نہیں ، یہی حالت لفظ' الارجاء' کی ہے۔قرآن میں یہ بصیغۂ جمع آیا ہے اس کا مفرد ''الرجا' نہیں آیا ، کنظم قرآن میں اس کی ادائیگی آسان نہ تھی۔

اس کے برعکس''الارض'' کا لفظ ہے قرآن کریم میں پیلفظ مفردہی آیا ہے بصیغۂ جمع ارضین''نہیں آیا، جب اس کو بصیغۂ جمع لانے کی ضرورت ہوئی ،اس لفظ کواس صورت سے نکال کر کمال فصاحت سے نہایت عمدگی سے دوسرے لفظ سے بدل دیا گیا، جسے دیکھ کر ہر فکر سجدہ ریز ہو جاتی ہے،اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

> ٱللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمُوتٍ وَمِنَ الْاَمْرَ شِي مِثْلَهُنَّ <sup>ل</sup>َيَتَـٰنَزَّلُ أَلَامُرُ بَيْنَهُنَّ

> الله و بی ہے جس نے سات آسان اور انہیں کی طرح سات زمینیں پیدا کیں ،ان میں خدا کا تھم نازل ہوتار ہتا ہے۔ (۴۰۰)

یهاں و سبع اد صیب (اورسات زمینیں) نہیں فرمایا کہاس لفظ کی ساخت سے نظم قرآن متاثر ہوتا۔

۳ \_سورة الاعراف كى اس آيت كريمه مين غوركرين:

فَأَرْسَلُنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُلُتَلَ وَالضَّفَادِعَ

<sup>(</sup>٣٩)ق:٧٦ (٠٠) الطلاق:١٢

#### وَاللَّهُمُ أَيْتٍ مُّفَصَّلَتٍ

پھر ہم نے تھلی تھلی نشانیاں بنا کر ان پر طوفان اور ٹڈی اور جو ئیں اور مینڈک اورخون ( کاعذاب) بھیجا۔ (۳۱)

یہ پانچ نام ہیں، ان میں ازروئے تلفظ خفیف ترین طوفان، جراداوردم ہیں اور ثقیل ترین مل اور ضفا دع ہیں، طوفان کوسب سے پہلے لایا گیا اس میں دو مدیں ہیں، تا کہ زبان ان کی خفت سے مانوس ہو، پھر جراد لایا گیا اس میں ایک مدہ، پھرایسے دو ثقیل الفاظ لائے گئے جن کی ابتداء میں زبان پران سے اخف اور غتہ کی وجہ سے بعید ترصوت والے حروف آئے ہیں، اور آخر میں لفظ' میں زبان پران سے اخف اور غتہ کی وجہ سے بعید ترصوت والے حروف آئے ہیں، اور آخر میں لفظ' دم' آیا ہے جوان پانچ میں سے سب سے ہلکا ہے اور سب سے کم حروف پر مشمل ہوا، دم' آیا ہے جوان پانچ میں سے سب سے ہلکا ہے اور سب سے کم حروف پر مشمل ہوا، اس کی ادائیگی آسان ہواور نظم کا ذوق بھی برقر ارر ہے۔ اس طرح الفاظ کی ترکیب میں اعجاز کمل ہوا، اور اگر آپ ان پانچ اساء کو اس وضع سے بدلیں گے یا مقدم و مؤخر کریں گے تو آپ فصاحت سے محروم رہیں گے، مطلوب تاثر زائل ہو جائے گا۔ اس سے بدھیقت نکھر کر سامنے آگئی کے قر آن کریم کا اسلوب انسان کا وضع کے متاب بشریت کے تمام اسالیب سے بالکل منفر د اور مختلف ہے۔ اگر اس کا اسلوب انسان کا وضع کردہ ہوتا تو اہل عرب کے یابعد میں آنے والے کسی اسلوب کے مشابہ ہوتا۔ ارشاد ربانی ہے:

وَ لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللهِ لَوَجَدُ وَافِيهِ اخْتِلَافًا كَيْنَدُونَ اوراگروه (قرآن) الله تعالى كسواكى اوركى طرف سے ہوتا تووه اس ميں بہت اختلاف پاتے۔(۲۲)

اہل عرب نے اس حقیقت کا ادراک کرلیا اوران کے بلغا بھینی طور پراسے جان گئے ورنہ وہ خاموش اور لا جواب نہ ہوتے ، مقابلے ورنہ وہ خاموش اور لا جواب نہ ہوتے ، مقابلے سے چیچے نہ ہٹتے ، انہوں نے اس کلام کوانسانی کلام کی جنس سے ماورا پایا سووہ اس مقدس کتاب کا مقابلہ کیسے کر سکتے تھے جوخالق کے کلام پرمشمل تھی ۔ (۳۳)

علامہ زرقانی اسلوب قرآن کے خصائص کے موضوع پر کہتے ہیں کہ قرآن کریم کا حیرت انگیز دکش رنگ ہے۔ اس کا صوتی نظام ہویا لغوی جمال ہرمقام پر بیرنگ غالب ہے، قرآن کریم کے صوتی نظام میں اس کانشلسل اور روانی ، حرکات ، سکنات ، مدّ ات ، عُنّات اور اتصال و ۲۲۱ (۳۳) رافعی/ اعلام القرآن/ میں ۱۳۳۱ (۳۲) رافعی/ اعلام القرآن/ میں ۱۳۲۱

سکتات میں جیرت انگیز ربط ہے،اپیاعمہ ہ ربط وسلسل کہ سامع کے ساع کی رعایت ہے اور قلب و جان اس کی طرف بے ساختہ ماکل ہوتے چلے جاتے ہیں، کسی اور منظوم یا نثری کلام میں ایسا بہترین ربط وسلسل نامکن ہے۔قرآن کریم کے لغوی جمال سے ہماری مرادیہ ہے کہقرآن کریم کے حروف اور کلمات کی ترتیب انسانوں کے کلام کی ترتیب سے متاز اور جدا گانہ ہے،قر آن کا بیہ لغوی اعجاز انتہائی بلندیوں پرنظرآ تا ہے، یہاں تک کہا گرقر آن میں دورانِ قراءت لوگوں کا کلام شامل کردیا جائے تو قاری کی قر اُت کا مزہ ہی جا تارہے،سامع کے کان اس خلل کومحسوں کرنے لگیں ، اس لغوی جمال اورصو تی نظام کی اس ہے بھی عجیب تریہ جہت ہے کہ یہ ایک طرح ہے۔ اعجاز کی دلیل ہیں، یہ حفظ قر آن کی ممنوع نصیل ہیں اور قر آن کریم کا لغوی جمال اورصوتی نظام قوت ساع کی نگرانی کرتے ،توجہ کو بڑھاتے اور ہرانسان کی آگا ہی کے دواعی کومتحرک کرتے ہیں ، اسی وجہ سے تا قیامت قرآن کریم مخلوق کی زبانوں اور ان کے کانوں پر بالا دست رہے گا ،اس کی ذ ات اپنی تمام ترشان وشوکت اورحسن و جمال کے ساتھ پہچانی جائے گی اورکسی کواس میں تبدل و تغیر کی جرأت نه ہوگی ۔ارشادر بانی ہے:

إِنَّا نَحُنُّ نَزَّلْنَا الذِّكُرُوَ إِنَّا لَكُ لَحْفِظُونَ ٠

ہے شک ہم ہی نے ذکر ( قرآن ) اتارا ہے اور بے شک ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ ( ۲۴ )

قر آن کریم کےاسلوب میں بیرخاصیت بھی ہے کہ بیربیک وفت عقل اور دل کومخاطب کرتا ہےاس میں حق اور جمال دونوں ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔

مئکرین مکذبین کے خلاف حشرونشر برعقلی دلیل ملاحظہ کریں۔قرآن کریم کا استدلال دیکھیں قلوب واذبان کوکیسا نشاط دیتا ہے،اعلی در ہے کا جذبہ پیدا کرتا ہے،مسکت فیصلہ کن اور لا جواب كردينے والے دلاكل ہے نواز تاہے ،سورۃ فصِّلت ميں الله تعالیٰ ارشاد فر ما تاہے:

> وَ مِنْ الْمِيَّةِ ٱنَّكَ تَرَى الْكَرْضَ خَاشِعَةً فَاذَآ ٱنْزَلْنَا عَلَمْهَا الْمَاءَ اهْتَزَتْ وَرَبَتْ إِنَّ الَّذِي آخِيَاهَا نَتُجَى الْمَوْقُ إِنَّهُ عَلَىٰ كُلِلَ شَكَيْءٍ قَدِيْرٌ ۞

<sup>(</sup>۳۳) الحر: ٩

اور (اے مخاطب) اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ تو زمین کو جھکنے والا و کھتا ہے پھر جب ہم اس (خشکی) پر پانی برساتے ہیں تو وہ تر وتازہ ہو کر لہلہانے لگتی ہے، بے شک جس نے اس (خشک) زمین کو زندہ کیا وہی (قیامت کے دن) مردول کو زندہ کرے گا، بلا شہرہ ہر چیز پر قادر ہے (۵۵) وَنَدَّ لِنَا مِنَ السَّمَاءَ مَا أَهُ مُبْرِكًا فَا أَنْبَتُنَا بِهِ جَنْتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيلِينِ فَ وَالنَّفُلُ الْسِفَتِ لَهَا طَلَعٌ نَصِيلٌ فَ رِّزُوگًا لِآلِعِبَادِ اللهِ اللهِ اللهِ عَلَيْ اللهِ ال

اورہم نے آسان سے برکت والا پانی برسایا پھراس سے باغ اگائے اور کا شنے کا غلمہ اور کجھو رکے بلند درخت جن کے خوشے تد بہتد ہیں۔ بندوں کورزق دینے کے لئے اوراس (پانی) ہے ہم نے مردہ زمین کو زندہ کیا۔ اس طرح قیامت کے دن (قبروں سے) نکلنا ہوگا (۲۸)

عقل کولا جواب کردیے والے اس عمد واسلوب میں غور کریں جس نے آپ واحد میں ہوش وخرد کواپناشیدائی بتالیان جملوں میں غور کریں جو دلائل کے نتائج کے طور پر مذکور ہیں۔ پہلی آیت میں ارشاد ہے: ان البذی احیسا ہا لسمحی الموتی دوسری آیات کے آخر میں فر مایا: کذلک المحووج یعنی حشر ونشر کے لیے جورسے خروج اور نکلنا کیا مسحور کن جمال اور کیسا دلفریب اعجاز ہے جو انسان کے قلب اور عقل دونوں کو اسپنے حسین ترین بیان، روشن روشن دلائل سے معدود سے چند کلمات سے این طرف متوجہ فر مالیتا ہے۔

قرآن کریم میں حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ دیکھیں، دورانِ قصہ متاثر کن نصائح اور روشن ترین دلاکل ملاحظہ کریں جوعفت، شرف اور امانت کا دامن تھاسنے کو لازم کررہے ہیں، اس بے مثال قصے کے ایک حصے میں ارشاد ہور ہاہے:

> وَ رَاوَدَتُهُ الْآِيُ هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَفْسِهِ وَ غَلَقِتِ الْرَبُوابَ وَقَالَتُ هَيْتَ لَكُ قَالَ مُعَاذَ اللهِ إِنَّهُ رَبِّيَ آحُسَنَ مَثُواَى ﴿ انَّهُ لَا نُفْلِهُ الظّلِمُونَ ۞

اور جس عورت کے گھر میں (حضرت) یوسف رہتے تھے اس نے ان کو اپنے نفس کے بارے میں پھسلایا اور دروازہ بند کر کے کہنے گلی کہ بس آ جاؤ، انھوں نے کہا کہ اللہ کی بناہ، بیشک وہ (تیراشوہر) تو میرا آ قاہے جس نے مجھےاچھی طرح رکھا، بے شک بے انصاف لوگ فلاح نہیں یاتے (ے م

اس آیت کریمہ میں غور کریں گراہی کے تین محرکات اور پاک دامنی کے تین دوائی آمنے سامنے ہیں، رحمانی لشکر اور شیطانی لشکر ایک دوسرے کے مقابل نظر آتے ہیں۔ اور منصف مزاج عقل کے رو بروتر ازو کے دونوں پلاے آگئے ہیں۔ قرآن کریم ای طرح خوش گوار اور مطاوت ہے گہ ہے۔ وہ دل و دماغ کو بندر بج عقلی دلائل ہے نواز تا چلا جا تا ہے اور ذہن وفکر کو متوجہ کرتا ہے، کہیں کسی بشر کے کلام میں بہاتعداد ہے جہیں ہرگر نہیں، انسانی کلام اگر عقل کو بحر پوری دیتا ہے تو جذباتی کیفیت سے عاری ہوتا ہے اور اگر جذبات کو ہمیز کرتا ہے تو عقل کا حصہ موجا تا ہے، یہی وجہ ہے کہ عرف عام میں بشری اسلوب صرف دوقعموں میں منحصر ہیں، علمی مہر بوجا تا ہے، یہی وجہ ہے کہ عرف عام میں بشری اسلوب صرف دوقعموں میں منحصر ہیں، علمی اسلوب اور ادبی اسلوب ہوتی میں کئی قرنی علم کے متلاشی ادبی اسلوب سے متاثر نہیں ہوتے لین آپ کو ان کے کلام میں ایک کمزوریاں ملیس گی جو دل و دماغ گو قطعاً متاثر نہیں کرتیں، دوسری طرف شاعروں اور ادبیوں کی تخلیقات پر نظر ڈالیس آپ کو ان میں علمی طور پر ایبالا حاصل اور با نجھ طرف شاعروں اور ادبیوں کی تخلیقات پر نظر ڈالیس آپ کو ان میں علمی طور پر ایبالا حاصل اور با نجھ کلام ملی گاجوا فکار کی آبیاری ہے تبی دامن ہوگا اور عقل اس سے علمین نہیں ہوگی ۔ لیکن قرآن ہم فرمودہ ہے جس کا مقابلہ ناممن ہے، وہ ہر فرد کے لیے باعث شش ہے کہ وہ قادر مطلق کا ناز ل فرمودہ ہے جس کا مقابلہ ناممن ہو مقتبار ک اللہ احسن المخالقین (۸۸)

# اعجازقر آن کی تیسری وجه

اعجاز قرآن کی تیسری وجہ ایساعمہ ہ اختصار اور پرشکوہ الفاظ ہیں کہ کوئی بشر ان کی مثال لانے سے عاجز ہے یہ بشر کی طاقت اور انسان کی قدرت سے بلند تر ہے، بدوی بکریوں کا چرواہا قرآن سنتا ہے تواللہ کی بارگاہ میں مجدہ ریز ہوجاتا ہے، بیاس کتاب مجید کی شان وشوکت اور حسن و

<sup>(</sup>۷۷) پوسف: ۲۳ (۴۸) منابل العرفان/ص۲۱۰

جمال کا کرشمہ ہے،تو کیا قرآن ان سامعین کے دلوں میں اثر انداز نہ ہوگا جواس بدوی گنوار ہے احساس وشعور میں کہیں بڑھ کر ہیں،ان پڑھ گنواروں کا اس سے متاثر ہونا قرآن کریم کے زم ردی سے احساس وشعور کواپنی گرفت میں لیننے کی دلیل ہے ۔

### اصمعی اورایک لڑ کی کا واقعہ

مروی ہے کہ ایک دن اصمعی باہر گیا اسے پانچ چھ برس (یا پانچ چھ باشت) کی لڑکی ملی وہ نہایت عمدہ اشعار گارہی تھی، اصمعی کو بیاشعار بہت پہند آئے اسے ان اشعار کے اسلوب، الفاظ کی فصاحت اور بہترین اظہار خیال نے بے خود کر دیا، اس نے لڑکی سے کہا کہ تجھے اللہ مار بے توکس قدر فصیح ہے؟ لڑکی نے بلیث کر جواب دیا کہ تیرا ناس ہواللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بعد اس کوفصاحت شار کیا جائے گا:

وَ ٱوۡحَيۡنَاۤ إِلَىٰ ٱُمۡرِمُوۡسَى ٱنَ ٱرۡضِعِيۡهِ ۚ فَإِذَاخِفُتِ عَلَيْهِ فَالَقِيلَهِ فِي الْيَكِةِ وَ لَا تَخَافِقُ وَلَا تَحُزَفُ ۚ إِنَّا كَادُّوُهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوُهُ مِنَ الْمُرُسَلِينَ ⊙

اورہم نے مویٰ کی ماں کو وتی کی کہتم اس (بیچے) کو دودھ پلاتی رہو، پھر جب تجھے اس کی نسبت کوئی اندیشہ ہوتو اس کو دریا میں ڈال دینا اور پچھ خوف وغم نہ کرنا، یقیناً ہم اس کو تیری طرف لوٹانے والے ہیں، اور اس کو رسولوں میں سے بنا کمیں گے۔(۴۹)

پھراضمعی سے کہا: اس آیت کر بمہ میں بلاغت آمیز اختصار کے باوصف دوامر، دونہی، دو خبریں اور دو بشارتیں جمع ہیں۔ (۵۰) اصمعی کہتے ہیں مجھے اس کے اشعار سے زیادہ اس کی فہم و فراست پر تعجب ہوا، سیکم سن بدوی لڑکی اس قدرعلم اورفہم وادراک کی مالک تھی۔ لڑکی کے اشعار سے سے معفرت طلب کرتی ہوں جو میں نے میں اپنے ان تمام گناہوں کی اللہ سے معفرت طلب کرتی ہوں جو میں نے انہیں میں نے حائز سمجھ کرنہیں کیا۔ اس شخص کی انہیں میں نے حائز سمجھ کرنہیں کیا۔ اس شخص کی

<sup>(</sup>۲۹)القصص: ۷ (۵۰) تفييرالقرطبي/ جزساص۲۵۲

طرح جواپنے ناز وادامیں سرخوش رہتا ہے آ دھی رات گز رگئی اور اس نے نما زنہیں پڑھی ۔

اس لڑی نے اصمعی کی توجہ قرآن کی عمدہ فصاحت و بلاغت اورا خصار وا بجاز کی جانب مبذ ول کرائی، اس آیت کریمہ میں دوا مربیہ ہیں ادر ضعیدہ اور المقیدہ فی المیم دونہی لا تسخافی اور لا لا تسخونی ہیں، دوخریں او حیسنا اور حفت اور دوبشار تیں انداز آقوہ المیک اور جاعلوہ من المصو سلین ہیں، بہلی بشارت میں حضرت موئی علیہ السلام کے بسلامت وکرامت والیس لوٹانے کا وعدہ ہے، اور دوسری بشارت میں اللہ تعالی نے فرمایا کہ وہ موئی علیہ السلام کورسول اور ہادی بنائے گا۔

الله آپ کی حفاظت فرمائے غور کریں اس بدوی لڑکی نے اپنی عربی فطرت سے اس اختصار اور اعجاز کے جمید کی کتنی عمدہ نقاب کشائی کی اور اصمعی کو قرآن کے ان اسرار سے باخبر کیا جس کے ادراک سے وہ قاصرتھا، گویا قرآن کریم کی بیآیت موتیوں اور مرجان کی سفتہ لڑک ہے اور اس کا ہرموتی تراز ومیں ٹلا ہوا ہے۔

ب مشہور کا تب اور شہسوار بلاغت ابن المقفع کے تعلق مروی ہے کہ ایک مرتبہ اس نے قرآن کریم کا معارضہ کرنے کی کوشش کی اس نے ایک لڑ کے کوبیآ بیت کریمہ تلاوت کرتے سانہ

> وَقِيْلَ يَارُّضُ ابْلَعِى مَاءَكِ وَلِسَمَاءُ اقْلِعِى وَغِيْضَ الْمَاءُ وَ قَصْنَى الْاَمْرُ وَاسْتَوَتُ عَلَى الْجُوُدِيّ وَقِيْلَ بُعْدًا يِّنْقَوْمِ الظّٰلِمِينَ⊙

> اور تھم ہوااے زمین اپنا پانی نگل لے اور اے آسان تھم جااور پانی سکھا دیا گیا اور کام تمام ہوگیا اور کشتی جودی (پہاڑ) پر آٹھبری اور کہد دیا گیا کہ ظالموں پر پھٹکارہے۔ (۵۱)

توقلم توڑ دیےاوربطورمعارضة تحریر کردہ صفحات بچاڑ ڈالےاور کہا:اللّٰہ کی تشم! کوئی بشر اس کی مثل نہیں لاسکتا۔اورشرم کے مارے کسی کے سامنے اس کا ظہمار نہ کیا۔

اس طرح ایک او یب بمیراین عزم وارادہ سے بازآ گیا، حالانکہ قبل ازیں وہ قرآن

کریم کی بعض سورتوں کا معارضہ کرنے کا خواہش مند تھا، صرف ایک آیت کریمہ کی فصاحت و ماغ میں زائر کو بھٹکنر سے سال اور اسٹ عور مل گا

بلاغت نے اس کو بھٹکنے ہے بچالیااورا سے شعور مل گیا۔

آپ قرآن کریم کے اسلوب میں فصاحت اور اختصار کو ملاحظہ کریں اور اس اسلوب کا کسی بھی ہے مثال عربی ادیب کے کلام سے موازنہ کریں، قرآن کا اسلوب تمام اسالیب سے اعلیٰ و ارفع نظر آئے گا، خود سید المرسلین محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن کی فصاحت و بلاغت کے دوست دشمن سب قائل تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام اور کلام اللی کا موازنہ کریں آپ کو واضح فرق اور گہرا امتیاز نظر آئے گا بعینہ جیسے زمین و آسان کے مابین فرق ہے، قرآن کریم کی بلاغت، تروتازگی، حسن و جمال اور چمک دمک، اختصار و بیان اور عمدگی وخو بی میں اعلیٰ طبقہ اور بلند ترین درجہ میں جلوہ فرما ہوگی۔

غور سیجیج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت ،اس کے خلوداوراس کی نعمتوں کی صفت میں فرماتے ہیں کہ اس میں الیی نعمتیں ہیں جن کو آنکھ نے نہیں دیکھا جن کے بارے میں کسی کان نے نہیں سنااور کسی بشر کے دل میں ان کا خیال نہیں گزرا۔

ان الفاظ کی عمد گی ، دککشی کو پیش نظر رکھتے ہوئے اہل جنت کے نعمتوں کے وصف میں اللّٰہ تعالیٰ کے ارشادات سنئے :

وَفِيُهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَكَنَّ الْاَعْيُنُ ۚ وَآنَٰتُمُ فِيْهَا خَلِيُهُ وَالْنَّتُمُ فِيْهَا خَلِيُونَ ۚ وَآنَٰتُمُ فِيْهَا خَلِيُونَ فَنَ

اور وہاں وہ سب ہوگا جس کے لئے دل جاہے گا اور جس سے آئکھیں لذت یا ئیں گی اورتم اس میں ہمیشہ رہو گے۔(۵۲)

فَلَا تَعْلَمُ نَفَسٌ مِّنَا ٱخْفِى لَهُمُ مِّنْ قُرَّةٍ اَعْيُنَ جَزَآءَ إِسَا كَانُوْ(يَعْمَلُوْنَ⊙

سوئسی شخص کومعلوم نہیں کہ ان کے لئے کیسی آنگھوں کی شنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے، بیر اس کا ) بدلہ ہے جو کچھوہ دنیامیں کرتے تھے۔ (۵۳ ) کلام البی موزونیت وترکیب میں حسین تر ہے، اس کے الفاظ شیریں تر اس کی عبارت مختصراوراس کے حروف قلیل تر ہیں۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرا می اور بعد میں مذکور فر مانِ البی کے درمیان موازنہ کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فر مایا کہتم سب بگہبان ہواور تم سب بسے اپنی رعیت (زیر نگر انی شے ) کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ مردا پے گھر کا جمہبان ہے اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق سوال ہوگا۔ اور فر مانِ البی ہے:

فُورَيِّكَ لَنُسْئَلَةُمُ أَجْمَعِيْنَ ضَعَتَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ⊙

سولتم ہے تیرے رب کی ہم ان سب سے ضرور باز پرس کریں گے ہراس چز کی جووہ کرتے تھے۔ (۵۴)

فَلَنْسُكُكُنَّ الَّذِينَ أُرْسِلَ إِنَّهُمْ وَلَسَنَّكُنَّ الْمُرْسَلِينَ ﴿

سوہم ان لوگوں سے ضرور پوچھیں گے جن کے پاس رسول بھیجے گئے تھے اورہم رسولوں ہے بھی ضرور پوچھیں گے۔(۵۵)

اسی طرح آپ موازنہ کرتے جائیں آپ کومعلوم ہوجائے گا کہ رسول اللہ اللہ کا کا کا م اپنی تمام ترفصاحت و بلاغت اورعمد گی ورعنائی کے باوجود بشریت کے کلام کی حدود سے ورانہیں ہے،لیکن اللہ تعالیٰ کا کلام بشریت کے کلام کی تمام حدود سے ماوراہے کہ وہ خالقِ بشر کا کلام ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالی سابقہ امتوں میں ہے بعض امتوں کا حال بیان فرماتا ہے، محکرین و مکذمین کا انجام اور ان پرآنے والے ہولناک مصائب اور آفات کا ذکر کس اجھوتے انداز میں ہور ہاہے، ساتھ ساتھ سیبھی بتایا جارہا ہے کہ بیسب کچھان کا اپنا کیا دھرا تھا، ان کی نافر مانی اورسر کشی کا نتیجہ تھا، جب انہوں نے سرکشی میں آ کرتمام حدود کو پائمال کردیا توان میں سے کوئی بھی نجات نہ یا ہے۔ انٹہ جل ثناء فرما تاہے:

فَكُلِّا اَخَذْنَا بِدَنْهِم قَمِنْهُمْ مَنَ اَلْمَسَلَنَاعَلَيْهِ حَاصِبًا \* مِنْهُمْ مَنَ اَخَذَ تُكُ الصَّيُحَةُ وَمِنْهُمْ مَنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ \* وَمِنْهُمُ مَنْ اَغْرَقْنَا وَمَا كَانَ اللّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَ لَكِنْ كَانُوْآ

<sup>(</sup>۴۵)الحجر:۹۳،۹۲ (۵۵)الاعراف:۲

#### اَنْفُسُهُمْ يَظْلِمُوْنَ@

پھرہم نے ہرایک کواس کے گناہ پر پکڑلیا سوان میں سے کسی پر تو ہم نے پھراؤ کرنے والی آندھی بھیجی اوران میں سے کسی کو کڑک نے آلیا اوران میں سے کسی کو ہم نے میں سے کسی کو ہم نے میں سے کسی کو ہم نے غرق کردیا، اوراللہ اییا نہ تھا کہ ان پڑھلم کرتالیکن پیلوگ خود ہی اپنے او پر ظلم کرتالیکن پیلوگ خود ہی اپنے او پر ظلم کرتالیکن پیلوگ خود ہی اپنے او پر ظلم کرتالیکن پیلوگ خود ہی ا

علامہ قرطبی رحمہ اللہ ابن الحصار سے نقل کرتے ہیں کہ نظم ، اسلوب اور اختصاریہ تینوں وجوہ قر آن کریم کی ہر سورت بلکہ ہرآیت کا لازمہ ہیں ، ان تین وجوہ سے ہر سورت اور ہرآیت انسانی کلام سے متاز اور ممیز ہے ، اس میں تحدی اور نیتجنًا انسانوں کی بے بسی ہر سورت ان تین وجوہ میں متفرد ہے خواہ اس میں ان دس وجوہ اعجاز میں سے کسی دوسری وجہ کا ذکر نہ ہو۔ بیقر آن کر یم کی سب سے چھوٹی سورت سورۃ الکوٹر ہے۔ اس میں تین مختصر آیات ہیں ، اس میں بھی دوطرح کی خبر سموجود ہیں۔

ا۔ جنت کی نہر کوٹر کی عظمت ، وسعت اور اس کے برتنوں کی کثرت کا بیان ہے جو اس بات کی دلیل ہے کدرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انتباع کرنے والے تمام رسولوں کی انتباع کرنے والوں سے زیادہ ہوں گے۔

# اعجاز قرآن کی چوتھی وجہ، کامل تشریع الہی

قرآن کریم کے اعباز کی چوشی وجہاللہ تعالیٰ کی جانب سے ایسے کمل قانون کی فراہمی ہے جوانسانوں میں مشہور ہر قانون سے بالاتر ہے، قدیم قوانین ہوں یا جدید، کوئی قانون قرآنی قوانین کی گردراہ کہ پھی نہیں پہنچ سکتا، قرآن کریم نے عقائد کے اصول، عبادات کے احکام، فضائل

<sup>(</sup>۵۲) العنكبوت: ۲۰۰۰ (۵۷) الجامع لا حكام القرآن/ج اص ٢٢.

وآ داب کے قوانین اوراقتصادی، سیاسی، مدنی، اجتماعی قواعد و قوانین بیان فر مائے ہیں، قرآن ہی نے خاندانی اور معاشرتی سطح پرنظم حیات قائم فر مایا ہے، انسان کی عزت و تکریم کے اعلیٰ اصول وضع فر مائے ہیں، جن کا ہیسویں صدی کے مصلحین ڈھنڈ ورا پیٹ رہے ہیں یعنی آزادی، عدالت اور مساوات، (جمہوریت) اسی طرح تہذیب و تدن کی بنیادیں جن کا آج کل بڑا چرچا ہے اور جدید مدنیت جس کی دایوانی ہے سب بچھ قرآن کریم کا عطیہ ہے۔

عقا ئد میں قر آن کریم بلند مرتبہ پا کیزہ، واضح، باعظمت عقا ئد کا داعی ہے،اس کی بنیاد اللّٰہ تعالیٰ پرایمان، تمام انبیاءاور سل علیہم السلام کی تصدیق اور تمام کتب ساوی پر غیر متزلز لِ ایمان ہے۔اللّٰہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

> اْمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَّا اُنْزِلَ اِلْمَيْهِ مِنْ ذَبِهِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۗ كُلُّ اَمَنَ بِاللهِ وَمَلَيْلَتِهِ وَكُتُهِهِ وَرُسُلِهٌ ۖ لَا نُفَرِّتُنُ بَيْنَ آحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهِ ۗ مِّنْ رُّسُلِهِ ۗ

> جو کچھ رسول پراس کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اس پر رسول اور اس اور مومنین یقین رکھتے ہیں، ہرایک، اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لے آیا، ہم ان میں سے کسی ایک رسول میں بھی فرق نہیں کرتے ۔ (۵۸)

اہل کتاب یہوداورنصاری کوایک ایسے کلمہ کی طرف دعوت دی جس ہے منحرف ہونے کی کوئی راہ نہیں ہے۔ارشا دفر مایا:

> قُلْ يَا َهُلَ الْكِتْبِ تَعَالُوا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَا ۚ بَيْنَكَا وَ بَيْنَكُمُ اَلَا نَعُبُكُ إِلَّا اللهَ وَلا نُشْرِكَ بِهِ شَيْعًا وَلا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللهِ \* فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اللهُ لَكُوْا يَانًا مُسْلِمُونَ ۞

(اے نی سی ایک ایک ایک بات کی طرف آؤجو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ ہم اللہ کے سواکسی کی طرف آؤجو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ ہم اللہ کے سواکسی کی عبادت نہ کریں اور اللہ کے ساتھ کی کوشریک نہ طہرا کیں اور ہم میں سے کوئی ایک دوسرے کورب نہ بنائے سوائے اللہ کے ، پھرا گروہ اس کو بھی نہ مانیں تو آپ کہدد بیجئے کہ گواہ رہو کہ ہم تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہیں (۵۹)

عبادات ہیں قرآن کریم بنیادی اور اہم ترین عبادات کا نظام لایا ہے نماز، روزہ، جج ز کو ۃ اور تمام اعمال خیر مشروع فرمائے، اسلام میں عبادت صرف مذکور الصدر اہم ارکان پرختم نہیں ہوجاتی بلکہ خیر، بھلائی اور طاعت پر مشتمل تمام اعمال اس میں شامل ہیں، اسی لیے علاء نے کہا ہے کہ ہروہ عمل جس سے انسان اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کا ارادہ کرتا ہے وہ عبادت ہے، اور یہ کہا چھی نیت عادت کوعبادت میں بدل دیت ہے، جب انسان حرام سے بچنے اور اہل وعیال کے اخراجات پورے کرنے کے لیے کوئی جائز پیشریا کام کرتا ہے اور تقویل کے پیش نظر اللہ تعالیٰ کی فر ما نبر داری میں کوئی نیک عمل کرتا ہے تو اس پر اس کوثو اب عطا ہوتا ہے۔

اس کی اصل نبی کریم صلی الله علیه وسلم کایدارشادگرامی ہے کہتم الله تعالیٰ کی خوشنو دی

کے لیے جو بھی خرج کرتے ہواس پرتم کو ضرورا جروثواب ملتا ہے یہاں تک وہ لقمہ جوتم اپنی بیوی
کے منہ میں رکھتے ہو۔ (۲۰) نیز ارشاد فر مایا کہ تمہارے بیوی کے پاس جانے میں اجر ہے، صحابہ
نے عرض کیایارسول اللہ! ہم میں سے کوئی اپنی شہوت کی تحیل کے لیے ایسا کرتا ہے اور اس میں اجر
ہے؟ آپ نے فر مایا کہ دیکھوا گروہ حرام طریقے سے شہوت رانی کرتا کیا اس پر گناہ نہ ہوتا؟ اس
طرح جب اس نے حلال طریقہ اپنایا ہے تو اس کو اجر ملے گا۔ (۲۱)

جب ہم فرض عبادات کے اصول میں دفت نظر سے کام لیتے ہیں تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ اسلام نے ان میں وسعت اور تنوع رکھا ہے، ان کی متفاوت اور مختلف اقسام ہیں، بعض عبادات مالی ہیں جیسے زکو ۃ اور صدقات وغیرہ ، بعض عبادات مالی ہیں جیسے زکو ۃ اور صدقات وغیرہ ، بعض عبادات مالی اور بدنی دونوں پہلو لیے ہوئے ہیں جیسے جہاد فی سبیل اللہ کہ اس میں جان اور

<sup>(</sup>۵۹) آل عمران: ۱۴ (۲۰) صحح البخاري (۱۱) صحح مسلم

مال دونوں خرچ کرنے ہوتے ہیں (ای طرح جج ہے) اس تنوع میں بڑی گہرائی اور گیرائی ہے اور عظیم ترین حکمت پنہاں ہے، تا کہ نفس کسی چیز سے ایسا مانوس نہ ہو کہ وہ اس کی عادت بن جائے یا وہ عبادت کی بکسانیت سے تنگ دل اور ملول ہو۔

عام قوانین کے طور پر قرآن کریم نے تدنی، ساسی، اقتصادی اور قابل سز اجرائم کے لیے قوانین وضع کے بیں، حالت صلح اور جنگ میں مملکت کے کر دار کی کامل ترین اور عادلانہ بنیادیں رکھ دی بیں، معاملات میں قرآن کریم نے لوگوں کے اموال ناحق اور باہل طریقوں سے ہتھیا نے کو حرام قرار دیا ہے:

نَيَاتُهُمَّا الَّذِينَ اَمَنُوْا لَا تَأْكُلُوْا اَمُوَالَكُةُ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّا اَنْ تَكُوُنَ يَجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُوْ ۖ وَلَا تَقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمُ ۖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمُّ رَحِيْمًا۞

اے ایمان والو! تم آپس میں ایک دوسرے کے اموال ناحق نہ کھایا کرو، ہاں اگر آپس کی رضا مند کی سے تجارت ہو ( تو کوئی مضا لقہ نہیں ) اور آپس میں خون ریز ی نہ کیا کرو، بیٹک اللہ تعالیٰ تم پرمہر بان ہے۔ ( ۱۲ ) معاہدے کوآخری شکل دیتے وقت اورادھار لیتے دیتے وقت گوائی قائم کرنے کا حکم دیا ہے

> يَالِهُمَّا الَّذِيْنَ اَمَنُوُّا اِذَا تَدَايَنْتُمُ بِدَيْنِ رِلَى آجَلٍ مُسَمَّى فَاكْتُنُوُهُ وَلَيْكُتُ بَيْنَكُمْ كَاتِبُ بِالْعَدْلَ

اے ایمان والو! جبتم آپس میں ایک مقررہ مدت کے لئے ادھار معاملہ کرنے لگو تو اس کولکھ لیا کرو، اور چاہئے کہتم میں سے کوئی لکھنے والا انصاف کے ساتھ کلھودے۔(۲۳)

قابل سزا جرائم میں قرآن کریم نے حدودمتعین کی ہیں اور امت پر ان کے نفاذ کو ضروری قرار دیا ہے تا کہ معاشرہ متحدر ہے اس میں انتشار، لا قانونیت، افراتفری اور اضطراب پیدا نہ ہو، لوگ اپنی زندگی ،ستقبل، اموال اورعز توں کومحفوظ اور مامون سمجھیں، اوروہ امن وچین سے

<sup>(</sup>٦٢)النساء:٢٩ (٦٣)البقرة:٢٨٢

پرسکون زندگی گذاریں \_

قرآن کریم نے وضاحت فرمادی ہے کہ بڑے بڑے جرائم فرد اور جماعت کے مستقبل کے لیے خطرناک ہوتے ہیں، قرآن نے ان میں سے ہرایک کے لیے ایسی سزا مقرر کی ہے کہ اس میں کمی ، زیاد تی یااس کے نفاذ میں سستی قطعاً جا ترنہیں ۔ البتة ان کے ما سوامعمولی جرائم کی سزا کومسلمان حاکم کی صوابد ید پرچھوڑ دیا ہے، وہ سنت نبویہ مطہرہ کی روثنی میں ایسی مناسب سزا نافذ کرسکتا ہے کہ جس سے لوگوں میں اسلام کی روح کے مطابق خیر کا بول بالا ہواور معاشرہ اجتماعی طور پر برائیوں اور زیادتیوں سے پاک صاف ہو لیکن بڑے بڑے جرائم کے لیے قرآن کر یم نے ایسی سزائیں مقرر کی ہیں جس کے خوف سے مجرم آپ ادادوں سے باز رہیں اور معاشر تی امن وسکون میسر آئے، قرآن نے پانچ بڑے جرائم قبل، زنا، چوری، ڈاکہ اور بہتان تراثی کی سزائیں مقرر کر دی ہیں ۔ لوگوں کے بنائے ہوئے قوانین کے مقابلے میں قرآنی تشریع کی اثر اور معاشر تی مہتال خودا بل عرب ہیں، قرآن کر یم نے ایسے حکیمانہ طریقے سے ان کے اجتماعی اور معاشر تی امراض اور مفاسد کا علاج کیا کہ ہر فساد کا خاتمہ ہوگیا اور ان کے دل و د ماغ سے ہر مکا استیصال ہوگیا اور قرآن کر یم نے ان کولوگوں میں ظاہر ہونے والی بہترین امت بنادیا، سووہ دنیا کے حکمر ان ہوگیا اور قرآن کر یم نے ان کولوگوں میں ظاہر ہونے والی بہترین امت بنادیا، سووہ دنیا کے حکمر ان ہوگیا اور قرآن کر یم نے ان کولوگوں میں ظاہر ہونے والی بہترین امت بنادیا، سووہ دنیا کے حکمر ان ہوگیا اور قرآن کر یم نے ان کولوگوں میں ظاہر ہونے والی بہترین امت بنادیا، سووہ دنیا کے حکمر ان ہوگیا اور قرآن کر یم نے ان کولوگوں میں ظاہر ہونے والی بہترین امت بنادیا، سووہ

### دورحاضر كي مثاليس

انسانوں کے بنائے ہوئے تمام قوانین اور دور حاضر میں قائم کردہ تمام نظامہائے حکومت پریقینی طور پرقر آنی شریعت کو برتری اور تفوق حاصل ہے، دیگر نظاموں پرشر بعت اسلامیہ کی واضح برتری کے سلسلے میں دورِ حاضر کی چندمثالیں پیش ہیں۔

ا یہ تھوڑا عرصہ گزراامریکہ نے شراب پر پابندی لگادی الیکن بیہ پابندی ناکام ٹابت ہوئی کیونکہ اس میں وہ حکیمانہ طریق کارنہیں اپنایا گیا جواسلام نے شراب کوحرام کرنے کے سلسلہ میں اپنایا۔اب شراب خانہ خراب کے زبر دست نقصانات کے باوجوداس کی اجازت دے دی گئی ہے۔

۲۔ بعض مغربی ممالک خصوصاً امریکہ نے جرچ کی طرف سے طلاق کی ممانعت کے اسلامی کے طرف سے طلاق کی ممانعت کے

باوجوداس کی اجازت دے دی ، نیتجاً طلاق کی شرح ہوش ربا حد تک بڑھ گئی اور ان کوطلاق کے لیے قانون سازی کرنی پڑی۔

س۔ یور پی مصلح اب تعدد از واج کے حق میں آ واز بلند کرنے گئے ہیں حتیٰ کہ بعض یور پی خوا تین بھی اس کا مطالبہ کرنے گئی ہیں کیوں کہ وہاں غیرشا دی شدہ عورتوں کی کثرت ہے اور بیر پی معاشرہ زبردست مشکل سے دو چارہے۔

الم سے شریک حیات سے بے وفائی کا ارتکاب، یورپی معاشرے میں ہولناک صورت میں سامنے آرہا ہے خاندانی نظام ٹوٹ چھوٹ کے شدید خطرے سے دو چار ہے، اور بے پردگ، بے حیائی اور مردوزن کے بے جابانہ اختلاط سے ایسے بچول کی کشرت ہوگئی ہے جن کے باپ نامعلوم ہیں اور ۵۔ اسپین کی حکومت نے اسپے ملک میں قانو نا طوائفوں پر یابندی لگادی ہے اور

۵۔ آپین می حکومت نے اسپے ملک میں قانونا طوائفول پر پابندی لکادی ہے اور عورتوں کےساحلِ سمندر پر تیرا کی کےلباس میں آنے کی ممانعت کردی ہے۔

۲۔ دوسری عالمگیر جنگ میں جرمنی کے ہاتھوں فرانس کی شکست پر فرانسیبی رہنما کہتا ہے: اس جنگ میں فرانس کی شکست اور اس کی تباہی و ہر بادی کا سبب لوگوں کی جنسی ہے راہ روی اور دیگر مفاسد و گمراہیوں میں مبتلا ہونا ہے۔

کے آخر میں ہم دیکھتے ہیں کہ عرب معاشرہ میں باوجود بکہ طویل قید و ہنداور پھانی کی سزائیں مقرر ہیں جرائم روز بروز بڑھ رہے میں ، نوجوان نسل خوفناک حد تک ان کی طرف مائل ہورہی ہے ، تل و غارت گری ، چوری چکاری کی واردا تیں ، دن دہاڑے گھروں ، بینکوں اور بڑی بڑی مارکیٹوں میں ڈاکرز فی ہورہی ہے ، یہاں تک کہ فسادیوں کے بڑے بڑے گروہ بن چکے ہیں جنہوں نے ملکوں اور شہریوں کے امن وسلامتی کو خطرے میں ڈال دیا ہے ، یہاننوں کے خود ساختہ قوا نمین کی ناکا می کی سب سے بڑی دلیل ہے ، اسلام نے امن وسلامتی عطاکی ہے اور جرائم کو اولین مرطے میں ختم کیا ہے ، ان کو پنینے کا موقع ہی نہیں دیا ۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے :

منعیف و کمز ورعقلیں مہمن و دیان کے نظام کے مقابلے میں کہاں آسکتی میں ۔ ایک ایساروشن چہرہ سمجھا ہے جس

کا حاصل انسان کی سعادت ہے۔حقیقت یہ ہے کہ تو روشن نہیں بلکہ تو آگ اورظلم ہے کیونکہ تو نے انسان کوحیوان کی طرح کردیا ہے۔ ربانی قوانین اورانسانی قوانین میں یہی فرق ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (۲۴)

# ۵\_اعجاز قرآن کی پانچویں وجہ غیب کی خبریں

قرآن کریم کے اعجاز کی ایک اور وجہ غیب کی خبریں دینا ہے بیاس کی روش اور فیصلہ کن دلیل ہے کہ قرآن کریم کسی بشر کا کلام نہیں بلکہ اس علام الغیوب رب کا کلام ہے جس سے کا ئنات کا کوئی ذرہ مخفی نہیں۔ اگر قرآن محمقالیہ کا بنایا ہوا ہوتا جسیا کہ معاندین کا خیال ہے تو قرآن کریم میں مذکور غیبی خبریں غلط ثابت ہوئیں، اور آپ کے پیغام کا کذب ظاہر ہوتا، حالانکہ رسول اللہ علیہ کے متعلق بیگمان کہ آپ اللہ تعالی پر جھوٹ باندھیں کے خیال است ومحال است وجنوں۔

#### بعض غيبي خبرين

**الف** ۔ قرآن کریم نے خبر دی کہ عنقریب رومیوں اور ایرانیوں میں جنگ ہوگی اور سابقہ شکست کے باوجوداس جنگ میں رومی فاتح رہیں گے،ارشادر بانی ہے:

اَلَمْ عَلِبَتِ الرُّوْمُ فَى إِنْ اَدْنَ الْأَمْضِ وَهُمُ مِنْ بَعَدِ عَلَيْهِمْ سَيَغُلِبُونَ فَ هُمُ مِنْ بَعَدِ عَلَيْهِمْ سَيَغُلِبُونَ فَ فِلْ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعَدُ وَمِنْ بَعَدُ وَكُومَنْ فَاللهِ يَنْضُرُ الْمُؤْمِنُونَ فَ بِنَصْرِ اللهِ يُنْضُرُ مَنْ يَشَاءُ مُ وَهُو الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ فَ

آلمّ روم والے مغلوب ہوگئے، قریب کے ملک میں ،اوروہ مغلوب ہونے

کے بعد بہت جلد غالب ہوں گے، چندسال میں ،اس سے پہلے اور اس

کے بعد بہت جلد غالب ہوں گے، چندسال میں ،اس سے پہلے اور اس

کے بعد بھی اختیار اللہ ہی کا ہے اور اس روز (جس روز رومی غالب ہوں

گے) مسلمان خوش ہوں گے ،اللہ کی مدد سے، وہ جس کی جا ہتا ہے مدد کرتا
ہے وہی زیر دست (اور) رحم کرنے والا ہے ۔(۲۵)

مفسرین نے ان آیات کے سبب نزول میں ذکر کیا ہے کہ عیسائی مملکت روم اور مجوی بت پرست مملکت فارس میں جنگ ہوئی ، رومی ہار گئے ،مشرک اس خبر سے بہت خوش ہوئے انہوں نے مسلمانوں پر طعنہ زنی کی اور کہا کہتم اپنے آپ کواہل کتاب سجھتے ہو، عیسائی بھی اہل کتاب ہیں،تم نے دیکھا کہ جارے (بت پرست) بھائی تہارے (اہل کتاب) بھائیوں پرغالب آگئے ہیں، ہم بھی یقیناً تم پر غالب آ جا کیں گے،مسلمان غمگین ہوئے اور اہل کتاب رومیوں کے بت پرست ایرانیوں سے شکست کھانے پر افسر دہ ہوئے، تب یہ آیات نازل ہوئیں اور مسلمانوں کو پیہ خوشخبری سنائی گئی کہ تین سے نوسال کی مختصر مدت میں رومی ، ایرانیوں پر عالب آ جا کیں گے ، اس بشارت کے وقت رومیوں کا ایرانیوں پرغلبہ غام خیالی نظر آتا تھا، ہلاکت خیز جنگوں نے رومیوں کی کمر تو ڑ دی تھی اور جنگ کے شعلےان کے دار الحکومت تک پہنچ رہے تھے، ایرانی سلطنت نا قابل شکست ہو چکی تھی ،اس آخری جنگ نے ان کی قوت اور نا قابل شکست ہونے میں اہم کر دار ادا کیا تھا، جب بیآیات نازل ہوئیں حضرت ابو بکررضی اللّٰہ عنہ نے ابی بن خلف مشرک ہے نوسال کے اندراندررومیوں کے فتح یاب ہونے پرسواونوں کی شرط باندھ لی،اوراس مدت کے گزرنے سے یہلے رومیوں اور ایرانیوں میں زبر دست جنگ ہوئی ، رومی جیت گئے اور ایرانی شکست ہے دو جار ہوئے۔قرآن کریم کی خبر کا صدق روز روٹن کی طرح واضح ہوگیا، یہ ۲۲۲ ءمطابق ۲ ھا واقعہ ہے۔ حضرت ابوبكررضي الله عند نے شرط جیت لی اور رسول الله صلی الله علیہ وسلم کے علم کے مطابق جیتے ہوئے اونٹ صدقہ کردیئے۔اس آیت میں دوسری نیبی خبر ریا ہے کدرومیوں کی فتح کے موقع پر مسلمان بھی عن قریب فتح ونفرت سے شاد کام ہول گے۔ویو منذ یفوح المؤ منون بنصر الله الله تعالى نے اين دونوں وعدے سيح فرمائ،جس دن روى، ايرانيوں سے جيتے اى دن مسلمان بدر کے میدان میں مشرکین کے خلاف فتح و کا مرانی ہے نوازے گئے۔اوراللہ کے فضل ہے دونوں نیبی خبریں ایک ہی وقت میں مخقق ہو گئیں ۔ زخشری کہتے ہیں کہ بیآیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے برحق ہونے کی روثن دلیل ہے اور بیر کہ قر آن اللہ کا نازل فرمودہ ہے، کیونکہ اس آیت میں غیب کی خبریں ہیں جن کواللہ کے سواکو کی نہیں جانتا تھا۔ (۲۲)

<sup>(</sup>۲۲) الكشاف/جهم ۲۲۵

بے قرآن کریم نے بیخبردی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب مکہ مکر مہ میں امن واطمینان سے داخل ہوں گے۔

حدیبیا کی طرف جانے سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ آپ اور آپ کےاصحاب بحالت امن مکہ میں داخل ہوئے اور (عمرہ کرنے کے بعد )سرمنڈ ائے اور بال کترائے۔آپ نے اپنے صحابہ کو بیخواب سایا وہ بہت خوش ہوئے اورانہوں نے اسے اس سال عمرے کی سعادت ہے ہم کنار ہونے کی خوشخبری سمجھا اور کہا کہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم کا خواب حق ہے۔ چنانچے سلح حدیدیہ کے سال وہ مدینہ طیبہ سے احرام باند ھے قربانی کے جانورساتھ لیے عمرے کی ادائیگی کےاراد ہے ہے روانہ ہوئے ،ان کا جنگ کا ارادہ نہ تھالیکن قریش آٹرے آئے اور جنگ کا خطرہ پیدا ہوگیا ، رسول الله صلی الله علیه وسلم کا میاب سفارت کاری کے بعد صلح پر راضی ہو گئے اور آپ نے امن وامان کوتر جح دی ،اس صلح کی شرا نظ میں ایک شرط پیقی که رسول الله صلی الله عليه وسلم اورمسلمان اس سال واپس چلے جائيں اور آئندہ سال عمرے کے ليے آئيں۔ منافقوں کواس سے طعنہ زنی ،فریب کاری اورعیب جوئی کا موقع مل گیا یہاں تک کہ رئیس المنافقین عبدالله بن ابی نے کہا کہ بخدا ہم نے سرمنڈ ایا نہ بال کتر وائے نہ مجد حرام کو دیکھا ( جبکہ نبی صلی الله عليه وسلم نے خواب ميں پيرسب ديکھا تھا)ليكن آيت كريمہ نے تينوں وعدوں كومؤ كدكر ديا كه مسلمان مکہ میں داخل ہوں گے،عمرہ ادا کریں گے اور قریش سے امن میں رہیں گے، حالانکہ مسلمانوں کے متعلق قریش کی وعدہ خلافی ، دھو کہ دہی اور قطع رحی ڈھکی چھپی نہھی۔اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ بورا فر مایاء سال بورا ہوا اہل ایمان اینے نبی صلی الله علیہ وسلم کی معیت میں امن واطمینان ہے عمرہ ادا کرنے کے لیے مکہ میں داخل ہوئے۔اللہ تعالیٰ ارشادفر ما تاہے:

لَقَلُ صَلَى اللهُ رَسُولُهُ الرُّءُ يَا بِالْحَقَّ لَتَلُ خُلُنَ الْمَسْبِعِلَ الْحَقِّ لَتَلُ خُلُنَ الْمَسْبِعِلَ الْحَرَامَ إِنْ اللهُ اللهُ المِنِينَ لَمُحَلِّقِيْنَ رُءُ وَسَكُمُ وَمُقَصِّرِينَ لَا لَكُ اللهُ اللهُ عَلَمُوا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذَلِكَ فَتَحَاقَر بَيْكَا ﴿ لَا عَالَمُوا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذَلِكَ فَتَحَاقَر بَيْكَا ﴿ لَا عَلَمُوا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذَلِكَ فَتَحَاقَر بَيْكَ ﴿ مَن اللهِ مَا اللهِ اللهِ مَا اللهُ اللهُولِ اللهُ ا

امان کے ساتھ مجدحرام میں ضرور داخل ہوگے، (بعض) سرمنڈ واتے ہوئے اور (بعض) بال کتر واتے ہوئے، کسی اندیشے کے بغیر، سواللہ کووہ معلوم ہے جوتم نہیں جانتے، پھراس نے اس (فتح مکہ) سے پہلے ہی ایک نزدیک کی فتح دے دی (بعنی خیبر کی فتح)۔ (۱۷)

ج۔مشرکوں کے خلاف جنگیں شروع ہونے سے قبل قرآن کریم نے مشرکوں کی شکست کی خبر دی ، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فر مایا:

اَمْرَيَقُوْلُوْنَ نَعَنُ جَمِيعُ مُنْتَصِمُ ﴿ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُولُوُنَ الْجَمْعُ وَيُولُوُنَ اللَّهُ اللَّ

سورۃ القمر کی سورت ہے، جہاد تاھ میں مشروع ہوا،اس سورت کے نزول کے وقت جنگ کسی کے وہم وہ گمان میں بھی نتھی ،مشرکوں کی شکست کا کیا سوال تھا،مزید برآ ت فلیل تعداد اور سامانِ حرب سے تہی دستی کے باوجود مسلمانوں کی فتح یا بی کا کیا معنیٰ جسکین اللّٰد کا وعدہ ہمیشہ سچا ہوتا ہے۔

جناب عكرمد مع مروى م جب آيت كريمة: سَيْهُوْ مُو الْجَمْعُ وَ يُوَلُّوْنَ الدُّيْرَ ﴿

عن قریب بیہ جماعت شکست کھائے گی اور بیہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔(19)

نازل ہوئی تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللّه عند نے کہا کہ بیکونی جماعت ہے جوعن قریب شکست کھائے گی ؟ جب غزوۂ بدر ہوا حضرت عمر رضی اللّه عند نے دیکھارسول اللّه صلی اللّه علیہ وسلم زرہ پہنے ہوئے باہرتشریف لارہے ہیں اور یہی آیت کریمہ پڑھارہے ہیں، اس طرح

<sup>(</sup>١٤) الفتح: ٢٤ (٨٨) القرب٣٦، ٣٦ (٩٩) القرري٣٥

حضرت عمر رضی الله عنہ کواس آیت کی تفییر معلوم ہوگئی۔ ( • ۷ ) حضرت ابن عباس رضی الله عنہما ہے مروی ہے کہ اس آیت کے نزول اور غزو و کہ بدر کے درمیان سات سال کا عرصہ تھا۔

د قر آن کریم نے کفار قرایش کے تاریک مستقبل کی غیبی خبر دی کہ عن قریب ان کو آسان دھواں دھواں نظر آئے گا ،اللہ تعالیٰ نے ارشا دفر مایا:

فَارْتَقِبُ يَوُمَ تَأْتِى السَّمَآءُ بِدُخَانِ مُبِينِ ۞ يَّغُشَى النَّاسَ ﴿ هَذَا عَذَا بَ اللَّهُمُ وَلَيْ الْعَدَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ۞ اَنَّى لَهُمُ اللَّهِ كَذَابَ اللَّهُ مُؤْمِنُونَ۞ اَنَّى لَهُمُ اللَّهِ كُورَ وَقَالُوا اللَّهِ كُورَ وَقَالُوا اللَّهَ كُورَ وَقَالُوا مُنْكَلِّمٌ مَجْنُونٌ۞ إِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيلًا إِنَّكُمُ عَآئِدُونَ ۞ مُعَلَّمٌ مَجْنُونٌ۞ إِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيلًا إِنَّكُمُ عَآئِدُونَ ۞ يَوْمَ نَبْطَشُ الْبُطُشَةَ الْكُبُرِي ۚ إِنَّا مُنْتَقِمُونَ۞

سوآپ اس دن کا انظار سیجئے جب آسان صرح دھواں لائے جو لوگوں کو گھیر لے، یہ ایک دردناک عذاب ہے، اے ہمارے رب ہم پرے اس آفت کودور کردے ہم ایمان قبول کرتے ہیں، ان کے لیے نصیحت کہاں، حالانکہ ان کے باس کھول کربیان کرنے والا رسول آ چکا، پھر بھی وہ اس (رسول) سے منہ موڑے رہے اور یہی کہتے رہے کہ سکھایا ہوا ہے، دیوا نہ ہے، بیشک ہم کچھ دنوں کے لئے اس عذاب کو ہٹاد سے ہیں یقینا تم پھر وہی کروگے، جس دن ہم بہت مخت سے پکڑیں گے، جی میڈل ہم بدلہ لے کرر ہیں گے (اک)

ان آیات کر برہ کا شان نزول ہیہ ہے کہ اہل مکہ نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی آپ کی نافر مانی اور سرکشی میں حد سے بڑھ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے خلاف دعا کی کہ اے اللہ! ان پر یوسف (علیہ السلام) کے سات سالہ قحط جیسا قحط مسلط فر ما' ان پر قحط سالی چھا گئی ہر چیز ختم ہوگئی یہاں تک کہ انہوں نے بھوک کے مارے مرداراور چیڑے کھائے، ان میں سے کوئی آسان کی طرف نظر ڈ التا تو اسے دھواں سانظر آتا، ابوسفیان، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اورع ض گز ار ہوا: اے مجمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ اللہ کی فر ما نبرداری اور صلہ رحی کا

<sup>(2)</sup> تفسيرالكشاف/ جزيهص ١٦،١٠ (١١) الدخان: ١٦،١٠

تھم دیتے ہیں، آپ کی قوم ہلاک ہورہی ہےان کے لیےاللہ تعالیٰ سے دعا کریں، اس دقت بیہ آیات نازل ہوئیں۔ (۷۲)علامہ زرقانی رحمہ اللہ فر ماتے ہیں ان آیات میں غور کرنے سے پانچ غیب کی خبریں سامنے آتی ہیں:

- ا۔ قحط اور بھوک کی وجہ ہے مشرکوں کی بیرحالت ہوگی کہ آ دمی کو آسمان کے درمیان دھواں سانظر آئے گا۔
  - ۲۔ جب مشرکین پریہ مصیبت واقع ہوگی تو وہ اللہ کی بارگاہ میں گڑ گڑا کیں گے۔
- س۔ اللّٰہ تعالیٰ مختصر عرصے کے لیےان سے بیعذاب دور فرمادے گا (پھراس سے بھی بڑی مصیبت سے دو چار فرمائے گا)۔
  - ہ ۔ مصیبت دور ہونے کے بعد وہ حسب سابق کفرا درسرکشی میں لوث جا کیں گے۔
    - ۵۔ اللہ تعالیٰ بدر کے روزان ہے بخت انتقام لے گا۔

اللہ تعالیٰ نے تمام وعد نے تقتی فرماد ہے اور ان پانچ میں سے کوئی ایک خبر بھی اہی نہتی جو شرمندہ تعبیر نہ ہوئی ہو، وہ ایسے قبط سے دو چار ہوئے کہ ہڈیاں چہانے پر مجبور ہوگئے، بھوک کی شدت اور تکلیف کی وجہ سے اگر کوئی شخص آسان کی طرف نظر اٹھا کرد یکھا تو اسے اپنے اور آسان کے درمیان دھوال سانظر آتا تھا، پھروہ اللہ کی بارگاہ میں گڑگڑا کے اور التجا ئیں کیس: رَبَّنَا اکھیشف عَنَّا الْعَدُابَ إِنَّا مُوْمِنُونَ کَ کِھراللہ تعالیٰ نے ان سے قدر سے عذاب دورکر دیا تو وہ حسب سابق اپنے کفراور سرکشی کی طرف بلیٹ گئے تو اللہ تعالیٰ نے بدر کے دن ان سے انتقام لیا اور ان کی تخت گرفت فرمائی، ان کے ستر طرف بلیٹ گئے تو اللہ تعالیٰ نے بدر کے دن ان سے انتقام لیا اور ان کی تخت گرفت فرمائی، ان کے ستر افراد مارے گئے، ستر گرفتار ہوئے اور بازی مسلمانوں کے ہاتھ میں رہی کیا مخلوق کے کسی فرد سے ایسا کرناممکن ہے؛ نہیں، ہرگز نہیں، یہ تو اللہ عالب اور حکمت والے کا کام ہے۔ (۱۳۷۷)

◄ قرآن كريم ن فردى كداسلام تمام اديان پرغالب رجى الله تعالى كارشاد ب
 هُو الذّن فَى اَدْسَلَ دَسُولَهُ بِالْهُدُى وَدِيْنِ الْحَيَّقِ لِيُظْهِرَهُ عَلَى
 الدّيْن كُلِّه و وَوَكْرَهَ الْمُشْرِكُونَ ۞

اس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سیادین دے کر جھیجا تا کہ وہ اس کو (باقی )

<sup>(</sup>۷۲) بخاری/مسلم (۷۳) منابل العرفان/ج۲ص۳۷۳

مم میں سے جولوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کے تو اللہ نے ان کے لئے وعدہ کرلیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں حکومت عطافر مائے گا، حبیبا کہ ان سے پہلے لوگوں کو عطافر مائی تھی اور یقیناً جس وین کواس نے ان کے لئے پیند کیا ہے وہ اس کو ان کے لئے قوت و کے گا، اور البتدان کے خوف کوامن سے بدل دے گا۔ (۵۵)

اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ مخفق ہوا اللہ تعالیٰ نے اسلام کو تمام ادیان پر غالب فر مادیا،
مسلمانوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبار کہ میں تمام عرب علاقوں پر غلبہ عطاء فر مادیا، اہل
عرب اسلام کے مطبع ہوگئے اور بصورت دیگر مسلمانوں کے ذمہ میں داخل ہوگئے، ان کی شوکت ختم
ہوگئی وہ مسلمانوں کو جزید دینے گئے۔ اس کے بعدر سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ایران اور
روم کی طرف متوجہ ہوئے انہوں نے کسریٰ کی سرز مین فارس اور قیصر کی مملکت روم کوروند ڈالا اور
صدی کے اختام سے پہلے پہلے اسلامی مملکت کی سرحدیں مغرب میں بحراسود اور مشرق میں چین کو
چھونے لگیس ، اللہ کریم کا وعدہ بچ ہوا یقینا اللہ کا وعدہ روبعمل ہوکر رہتا ہے۔

مذکورہ بالا اوران جیسی کثیر مثالیس قرآن کریم میں موجود ہیں جن میں مستقبل کی خبریں مذکور ہیں اور وہ سب پوری ہوئیں، بیرخارق عادت امریقیناً قرآن کریم کا اعجاز ہے، کیونکہ تمام خبرول کا سبحے ہوناصرف اللہ جل شانہ کے خبرد سینے ہے ہی سبحے ہوسکتا ہے۔ بیہ بات بھی پیش نظرر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گزشته تمام قوموں کے واقعات کے اللہ علیہ وسلم کوان واقعات کا علم نہ تھا، چنا نچہ اللہ سے بطور اخبار غیب مطلع فر مایا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوان واقعات کا علم نہ تھا، چنا نچہ اللہ

<sup>(</sup>٣٧) التوبة :٣٣ (٥٥) النور:٥٥

تعالیٰ حضرت نوح علیه السلام کا قصه ذکر کرنے کے بعد ارشاد فر ما تا ہے:

تِلُکَ مِنُ اَنُبَآءِ الْعُیْبِ نُوْجِیُهَا اِلَیْکَ عَمَا کُنْتَ تَعُلَمُهَآ اَنْتَ وَلاَ قَوْمُکَ مِنُ اَنْبَآءِ الْعُیْبِ نُوْجِیُهَا اِلَیْکَ عَمَا کُنْتَ تَعُلَمُهَآ اَنْتَ وَلاَ قَوْمُکَ مِنْ قَبُلِ هَذَا طَفَاصِرُ طَانَ الْعُاقِبَةَ لِلْمُتَّقِیْنَ ۞ یہ (یا تیں) غیب کی خبریں ہیں جوہم آپ کی طرف وحی کررہے ہیں،اس سے پہلے نہوان (باتوں) کوآپ جانتے تصاورنہ آپ کی قوم۔ سوآپ صبر کیجئے۔ اچھاانجام تو پر ہیزگاروں ہی کے لئے ہے۔ (۲۷)

# اعجاز قرآن کی چھٹی وجہ جدید عصری علوم سے عدم تعارض

اعجاز قرآن کی ایک دلیل میبھی ہے کہ اس دور میں تحقیقات کی روشنی میں جن کونی علوم کا انکشاف ہوا ہے قرآن کریم نے صدیوں پہلے اس کی جانب دقیق اشار نے فرمادیئے ہیں، جدید سائنسی تحقیقی نظریات قرآن کے متعارض نہیں ہیں، بلکہ قرآن کریم نے اس طرف معجزانہ طور پر متوجہ کیا ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

سنوریقیم اینینافی الافاق و فِی آنفیْدِم حَتیٰ یَدَبَیْنَ لَهُمُ اَنَهُ اللهٔ اللهٔ

<sup>(</sup>۲۷)هود: ۲۹ (۷۷) فصلت: ۵۳

مسائل کے متعلق ایسے دقیق اشارے اور مخفی حقائق موجود ہیں جوقر آن کریم کے اعجاز اوراس کے وحی
اللہی ہونے کی دلیل ہیں، بقینی طور پر ثابت ہے کہ محمصلی اللہ علیہ وسلم امی متصے لکھتے پڑھتے نہ تھے، آپ
نے ایسے علاقہ میں پرورش پائی جوشہری تمدن ہے کوسوں دورتھا، جہاں علوم ومعارف تتے نہ ہی ایسے
مدارس جہاں کا ئنات کے متعلق پڑھایا جاتا ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کا فلیلہ اتی تھا۔

علاوہ ازیں دورِ جدید کے علمی نظریات جن کی جانب قرآن کریم اشارہ کرتا ہے اس دور میں نامعلوم تھے، بیسائنسی علمی اکتشافات ماضی قریب کا قصہ ہے، اس سے کیا ثابت ہوتا ہے؟ یہی کہ قرآن کریم حضرت محمصلی اللہ علیہ وسلم کی تالیف نہیں جیسا کہ بعض مستشر قین کا خیال ہے، بلکہ بیاس کی صادق ترین دلیل ہے۔ کہ قرآن وحی الہٰی ہے، اسے اللہ تعالٰی نے مضبوط اور پختہ عربی زبان میں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب پرنازل فرمایا ہے۔

استاذ عفیف طبّارہ نے اپنی کتاب''روح الدین الاسلامی'' میں اس موضوع پر بعض دقیق علمی حقائق ذکر کئے میں ،اختصار اور تصرف کے ساتھان میں ہے بعض حقائق حاضر میں ۔



### فمرل دشتر

# قرآن کریم کے علمی معجزات

### اوّل: وحدت کون

جدید سائنسی نظریات سے بید حقیقت سامنے آئی ہے کہ زمین سورج کا حصرتھی ، پھراس سے الگ ہو کر شعنڈی ہوئی اور انسانوں کی رہائش کے قابل بنی ، سائنس دان اپنے اس نظریے کی دلیل میں زمین کے اندرونی قلب میں آتشیں اور سخت گرم موادوں کو پیش کرتے ہیں ، چنا نچے زمین وقت فو قتا ہے آتشیں مواد باہر نکالتی رہتی ہے ، آتش فشاں بہاڑوں سے نہایت گرم لاوا پوری طاقت سے ابل پڑتا ہے ۔ بہ نظر ہے آن کریم میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے متفق ہے :

اَوَكُمْ يَكُرُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْاَ اَنَّ السَّـمَاٰوِتِ وَ الْاَرْضَ كَانَتَا مَرْتُقًا فَفَتَـقُنْهُمَا \*وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاْءِ كُلَّ شَيْءٍ جَى \*اَفَلَا يُـؤُمِنُوْنَ ⊙

کیا کا فروں نے بینیں دیکھا کہ آسان وزمین (پہلے) ملے ہوئے تھے پھر ہم نے (اپنی قدرت ہے) دونوں کو جدا کر دیا اور ہم نے ہر جاندار چیز کو پانی سے بنایا۔ کیا پیلوگ پھر بھی ایمان نہیں لاتے ؟۔(1)

استاد طبارہ کہتے ہیں کہ بیقر آن کامعجزہ ہے جس کی جدید سائنسی تحقیق تائید کررہی ہے کہ کا ئنات یکجان گیسوں کا مجموعے تھی پھراجرام سادیہ کے تصادم سے نکڑوں میں بٹ گئی، ہمارا نظام سشسی ای تقسیم کانتیجہ ہے۔

آيت كريمه كدوسر حصيل فرمايا بورج عَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيى بد

بے مثال سائنسی حقیقت ہے جس کی نقاب کشائی سائنسدانوں نے کی ہے، کیمیاوی تعاملات کی بودی تعداد پانی کی محتاج ہے، پانی تمام کا کنات، نبا تات میں حیات برقر ارر کھنے کے لیے اساسی عضر ہے، پانی کے دیگر خواص اس پر دلیل ہیں کہ خالق کا گنات نے اس میں اپنی مخلوقات کا مفاد رکھا ہے۔ جب درجۂ حرارت کم ہوتا ہے پانی آئسیجن کی بڑی مقدار کوآ ہستہ آ ہستہ جذب کر لیتا ہے، جب پانی مخمد ہوجا تا ہے تو اس سے بڑی مقدار میں حرارت خارج ہوتی ہے، جو مجھلی وغیرہ سمندری مخلوق کو جینے میں مدود یت ہے۔ قرآن کریم نے جلیل القدر کلمات کے ذریعے نہایت عمرگ اور حکمت سے اس راز حیات کو افشا کیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی الله عنهما ہے اس آیت کریمہ کی تفییر میں مروی ہے، آپ نے فرمایا:

> آسان ہندتھابارش نہیں ہوتی تھی ، زمین ہندتھی نبا تات نہیں اگاتی تھی جب الله تعالیٰ نے زمین والوں کو پیدا فرمایا آسان کھلا بارش ہونے لگی اور زمین کھلی نباتات پیدا ہوئے۔(۲)

میں کہتا ہوں یہ حسین وجمیل تغییر ہے کہ آیت میں استعارہ ہے، قدیم مفسرین کا یہی فدہب ہے، لیک قرآن کریم جدید سائنسی اکتثافات سے منع نہیں کرتا، بلکہ وقت گزرنے کے ساتھ جدید سے جدید سائنسی تحقیقات اعجاز قرآن کی مؤید بنتی رہیں گی، کسی مفسر کا قول حرف آخر نہیں کہ قرآنی اسرار کا دروازہ بعد میں آنے والوں کے لیے بند ہوجائے، بسا اوقات متاخرین کی ایسے مفاہیم تک رسائی ہوتی ہے کہ متقد مین کی وہاں تک رسائی نہ ہوئی۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

سَنُوبِيهِمْ الْيَنَافِى الْأَفَاقِي وَ فِيْ آنَفَيْهِمْ حَتَّىٰ يَتَدَيَّنَ لَهُمْ آنَكُ الْمُحْ آنَكُ الْمُحْ آنَكُ عَلَى كُلِّ شَكَّ شَهِيدٌ نَ فَهُمْ آنَكُ عَلَى كُلِ شَكَّ شَهِيدٌ نَ فَ اللهُ اللهُ

<sup>(</sup>۲) تغییراین کثیر/ جساص ۱۸۷ (۳) جم السجده: ۵۳

ية يت ان آيات ميں سے ہے جن كا بھيداللہ تعالى نے بيسويں صدى ميں لوگوں ير كھولا ہے

### دوم: عالم كون كا وجود ميس آنا

فلکیات کا سائنس دان جیز کہتا ہے کہ عالم کون کی ابتدا فضا میں منتشر گیس کے ماد ہے ہوئی ،اورفلکیات ہے متعلق تمام اجسام اس گیس کی کثافت سے وجود میں آئے ہیں۔

ڈاکٹر جاموکہتا ہے کہ عالم کون اپنی ابتدا میں گیس سے پُر مادہ تھا جو با قاعدہ اورمنظم ترتیب سے تقسیم ہوکراس صورت میں آیا ہے۔

یے نظریہ قرآن کریم کی درج ذیل آیت میں موجود ہے، اگر قرآن کریم اس نظریے کی تائید نہ کرتا تو ہم اس نظریہ کو بعیداز فہم کہتے ، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

> ثُمَّ اسْتَوْكَى إِلَى السَّمَلَ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَ لِلْأَمْرُضِ اتْتِيَا طَوْعًا أَوْكُرُهًا \* قَالَتَا آتَيُنَا طَآبِعِيْنَ۞

پھروہ آسان کی طرف متوجہ ہوا کہ (اس دفت) وہ بھواں ساتھا، پھراس (آسان) سے اور زمین سے فرمایا کہتم دونوں خوثی سے آؤیا زبردئی سے۔دونوں نے عرض کیا کہ ہم خوثی سے حاضر ہیں۔ (۴)

قر آن کریم نے اس عالم کون کا مصدر دھوئیں کوقرار دیا ہے، دھواں ایسی چیز ہے کہ اہل عرب اس کومحسوس اشیا میں سیجھتے تھے، کیا چودہ سوسال قبل کسی اتمی کے لیے بیمکن تھا کہ وہ عالم کون اور اس کے مخفی گوشوں کو بے نقاب کر ہے جبکہ لوگ ان علوم سے قطعاً ہے بہرہ تھے؟

# سوم:ایٹم کی تقسیم

انیسویں صدی عیسوی تک بیاعتقاد غالب رہا کہ عناصر میں ہے کسی بھی عضر کا آخری ایٹم نا قابل تقسیم ہوتا ہے، اسے جڑاءلا بتجوی کہا جاتار ہا،صدیوں تک بیا یقین برقر ارر ہالیکن چند عشر ہے تبل سائنسدانوں نے اپیٹم کی تقسیم کے بیچیدہ مسلکے کوحل کرلیا اور انہوں نے اس تجزی وتقسیم سے اس حقیقت کا ادراک کیا کہ اپیٹم کی اسی سے اس حقیقت کا ادراک کیا کہ اپیٹم کی اسی

<sup>(</sup>۴) حم السجده: ۱۱

تقسیم کے ذریعے سے انہوں نے ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم تیار کر لیے ہیں۔ (ہم قیامت کی اس گھڑی سے کہ جب یہ بم بے دریخ استعال ہوں اور شیطان لعین کے شرسے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں )۔ اللہ تعالیٰ ذرّے (ایٹم) کے متعلق خبر دیتے ہوئے ارشاد فرما تاہے:

وَمَانَيَعْ زُبُعَنْ زَتِكَ مِنْ مِثْقَالِ ذَرَّةٍ فِى الْأَرْضِ وَ لَا فِي السَّمَاءَ وَلَا أَكُبَرَ اللَّا فِي السَّمَاءَ وَلَا آكُبَرَ اللَّا فِي كِتْبِ السَّمَاءَ وَلَا آكُبَرَ اللَّا فِي كِتْبِ مَبْدِن ۞

اورآپ کے رب پر ذرہ بھر کوئی چیز مخفی نہیں رہتی خواہ وہ زبین میں ہویا آسان میں اور نہ کوئی چیز اس سے چیموٹی ہے اور نہ بڑی مگرید کتاب مبین (لوح محفوظ) میں درج ہے۔ (۵)

آیت کریمہ میں اصغر کا لفظ ایٹم کی تجزی اورتقیم کے صرت کا مکان پر دلالت کرتا ہے،
اورو لا فی السماء کا جملہ اس کی صراحت کر دہا ہے کہ زمین میں ایٹم کے جوخواص ہیں ، ایٹم کے
وہی خواص سورج ، چا نداور ستاروں ، سیاروں میں بھی موجود ہیں ۔ کیا آپ کہہ کتے ہیں کہ حضرت
محصلی اللہ علیہ وسلم نے ایٹم کے خواص ، اس کی تقییم اور تجزی کے امکان اور زمین و آسان میں ایٹم کے کیساں خواص کے متعلق کہیں سے درس لیا تھا؟ کیا ہے آیت کریمہ قرآن کریم کے وحی اللی ہونے کی قوی دلیل نہیں ہے؟

# چہارم: آئسیجن کی کمی

ہوائی جہازوں کی ایجاداوراڑان سے بیر حقیقت واضح ہوئی کہ بلند طبقات میں آسیجن کم ہے،انسان جب بھی فضامیں بلندیوں کی جانب گیااس نے سانس لینے میں دشواری اور سینے کی گھٹن سے بیر جانا کہ زمین سے جول جول اوپر جائیں آسیجن کم ہوتی جاتی ہے، حتی کہ آدمی کا دم گھٹنے لگتا ہے،اسی لیے جہاز کے پائلٹ مسافروں کو مصنوعی آسیجن کے استعال کے بارے میں باخبر کرتے ہیں، جب جہاز پینیتیس ہزارفٹ سے زیادہ بلندی پر پرواز کر رہا ہوتو اس کی ضرورت

<sup>(</sup>۵) پونس:۱۱

پیش آتی ہے۔اس صورت حال کا قرآن کریم نے چودہ صدی قبل اشارہ فرمادیا تھا جبکہ سائنس دان ہوائی جہازوں کی پرواز کے بعداس حقیقت سے واقف ہوئے ہیں۔اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے:

فَمَنَ يُرِدِ اللهُ أَنْ يَهَدِيهُ يَشْرَحُ صَدَّرَهُ لِلْإِسْلَاهِ ۚ وَمَنْ يُرِدُ أَنْ يُضِلَّهُ يَجْعَلُ صَدْرَهُ ضَيِّقًا حَرَجًا كَائْمًا يَضَعَدُ فِي السَّمَاءِ الْ

پس الله جس کو ہدایت دینا جا ہتا ہے تو اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اور جس کو گمراہ کرنا چا ہتا ہے تو اس کے سینے کوئنگ کر دیتا ہے گویا کہ وہ زور لگا کرآ سان پرچڑ ھتا ہے۔ (۲)

قدیم مفسرین اس آیت کریمه کی اپنے دور کے مطابق تفییر کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ سکانہ ما یہ صعد فی السماء کا مطلب ہے وہ آسان کی طرف چڑھنے کی کوشش کرتا ہے جو ناممکن ہے، یا وہ ایک محال کام کرنے کی کوشش کرتا ہے، دورِ حاضر نے قرآن کا میمجزہ فام ہر کردیا ہے اور سائنسی تحقیق نے قرآن کریم کی اس آیت کریمہ کی عمدہ تائید کردی ہے۔ یہ حضرت محمصلی اللّٰد علیہ وسلم کی نبوت کے صدق کی دلیل ہے، بخد اقرآن کس قدراعلی وار فع ،عمدہ اور بہترین ہے؟ بنجم : ہرشے کا جوڑ ا

لوگوں کا خیال تھا کہ زوجیت (بذکر، مؤنث جوڑے) صرف انسان اور حیوان میں ہے، اب جدید تحقیقات سے بہ ثابت ہوگیا ہے کہ زوجیت نباتات جمادات اور عالم کون و وجود کے ہرا پیٹم میں موجود ہے۔ بجل میں بھی دوشم کے چارج ہیں امنفی بار اور ۲ مثبت بار۔ ای طرح ایٹم میں پروٹان اور نائٹرون موجود ہیں جو بذکر، مؤنث جوڑوں کی طرح ہیں قرآن کریم کی متعدد آیات میں یہ انکشاف موجود ہے، یہ دلائل گوش دل سے ساعت سیجے:

ایک میں یہ انکشاف موجود ہے، یہ دلائل گوش دل سے ساعت سیجے:

و موٹ کیل شکی ﷺ خلفاً اُزوجیات تعلقہ کا کھڑتان کروڈن ﷺ

ادرہم نے ہرچیز کے جوڑے جوڑے پیدا کیے تا کہتم نصیحت پکڑو۔ ( ۷ )

اَوَكَمْ يَرُوْا إِلَى الْأَمْرُضِ كَمْ ٱلْنَتُنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ ذَوْمِ كَرِيْمِ وَ
 كيا انہوں نے زمين کونيں ويکھا كہ ہم نے اس ميں كس قدر عمد ہتم كے جوڑے اگائے ہيں۔ (٨)

٣٠٠ سُبُعْنَ الَذِي خَلَقَ الْحَزُ وَاجَ كُلَهَا عِمَّا تُنِيْتُ الْأَمْنُ وَمِنَ انْفُيرِمُ
 وَمِمَّا لَا يَعْلَمُونَ ۞

وہ ذات پاک ہے جس نے ہر چیز کے جوڑے پیدا کیے خواہ وہ زمین سے اگتی ہوں یا خودان کے نفوس ہوں یا وہ چیزیں ہوں جنہیں یہ جانتے بھی نہیں۔(9)

سیآیت کریمہ نباتات، انسان اور ہر شے کے جوڑا جوڑا ہونے کے بارے میں عام ہے، خواہ ہمارے علم کی وہاں تک رسائی ہے یا نہیں ہے، پاک ہے اللہ قدر یوعلیم، جس کاعلم کا ئنات کے ہرذرے برمحیط ہے اور جس کے ہاں ہر چیز کا شار ہے۔

## ششم جنین کے پردے

سائنسی طور پر ثابت ہوگیا ہے کہ بچہ مال کے شکم میں تین پردول میں ہوتا ہے، یہ پردے گہری تحقیق سے واضح ہوئے ہیں ورنہ آنکھ سے ایسا نظر آتا ہے کہ بچے صرف ایک پردے میں ہے، ان پردول کے تین مختلف نام ہیں، یہ جدید طبی تحقیق ہے، قر آن کریم نے اس سائنسی طبی حقیقت کوصدیوں پہلے بیان فرمادیا، ارشا دِر بانی ہے:

يَعْلُقُكُمُ فِي بُطُونِ أَمْهَ لِتِكُمُ خَلَقًا مِّنَ بَعْدِ خَلِق فِي ظُلُمْتِ ثَلَثٍ ذيكُوُ اللهُ رَبُكُو لَهُ المُلُكُ

وہ تہمیں تمہاری ماؤں کے پیٹ میں تین تاریکیوں کے اندرایک کیفیت کے بعد دوسری کیفیت پر بناتا رہتا ہے۔ یہی اللہ تمہارا رب ہے اس کی حکومت ہے۔ (۱۰)

<sup>(</sup>٨) الشعراء: ٤ (٩) يلين:٣٦ (١٠) الزمر: ٢

اس آیت کریمہ میں قرآن کریم کا سائنسی معجزہ ہے،قرآن نے خبر دی کہ جنین تین پردوں میں ہوتا ہے جن کواندھیروں کا نام دیا گیا ہے کیونکہ پردہ روشنی اورنورکوروکتا ہے اور حجاب بن جاتا ہے۔جدیدسائنس نے بھی ان کوتین پردوں کا نام دیا ہے۔

### ہفتم: ہواؤں کے ذریعے باروری

جدید تحقیقات سے ثابت ہو گیا ہے کہ ہوائیں تھجور، انجیر وغیرہ کچل دار درخوں کے فدر ربعے ہوتی ہے، (۱۱) فدکر زیرے مؤنث زیروں تک پہنچاتی ہیں، یہ باروری ہوا اور موسم کے ذریعے ہوتی ہے، (۱۱) قرآن کریم اس حقیقت کواس طرح بیان فرما تا ہے:

وَٱرْسَلْنَا الرِّيْخُ لَوَا فَحُفَا نُزَلْنَا مِنَ الشَمَاءِ مَاءً فَاسْقَيْنَكُمُولُهُ ۚ وَمَا اَنْتُهُ لَهُ يَغِزِنِهُنَ ۞

اورہم ہواؤں کو سیجتے ہیں بار دار بنا کر پھرہم ہی آسان سے پانی برساتے ہیں۔ پھرہم نے وہ (پانی) تنہیں پلایا اورتم اس (فدر پانی) کو جمع کر کے نہیں رکھ سکتے۔(۱۲)

یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقِ نبوت کی ایک اور دلیل ہے، جس کی تا سُید آج کے علمی اور سائنسی حقائق ببا لگ دیل کررہے ہیں۔

## <sup>ہشت</sup>م:منوی جاندار (حیوان)

جدید طبی تحقیقات کے اکتثافات سے معلوم ہوا ہے کہ انسان کی منی چھوٹے چھوٹے حیوانات پر مشتمل ہوتی ہے جن کو حیوانات منو یہ کہا جاتا ہے، یہ آ کھ سے نہیں بلکہ خور دبین سے نظر آتے ہیں، ہر حیوان کا سر، گر دن اور دم ہوتی ہے، ان کی شکل وصورت جو تک جیسی ہوتی ہے، یہ حیوان عورت کے مادہ بیضہ سے مل جاتا ہے اس عمل کی پخیل کے بعد رحم کا منہ بند ہوجاتا ہے، مزید (۱۱) انیسویں صدی میں آکشور ڈیو نیورٹی کا استاد مستشرق اجھیری اس کا بر ملا اظہار کرتا ہے کہ اونٹوں کے چواہے (۱۱) انیسویں صدی میں آک سفور ڈیو نیورٹی کا استاد مستشرق اجھیری اس کا بر ملا اظہار کرتا ہے کہ اونٹوں کے چواہے (۱۱) المجرب ایورپ سے تیرہ صدیاں پہلے اس حقیقت سے واقف تھے کہ ہوا بودوں کی بار دری میں انہر کردار اداکرتی ہے، قرآن کریم کی ہیآ ہے، آن کریم کی ہیآ ہے۔ ان مثل ما شحید سے بدالاعدا، (۱۲) المجرب الم

کوئی جرثومه اندرداخل نہیں ہویا تاباتی سب جرثوے (حیوانات منوید ) مرجاتے ہیں۔

یہ سائنسی تحقیق کہ منوی حیوان شکل وصورت میں جونک جیسے ہوتے ہیں قرآن سے ثابت ہے۔اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے:

اِقُرُاْ بِالسِّمِرِ رَبِّكَ اللَّهِ مُ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنُ عَلِقَ ﴿ الْاِنْسَانَ مِنُ عَلِقَ ﴿ الْمِنْ ال اللّهِ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهِ اللّهُ الللللللّهُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُل

یہ آیت قر آن کریم کا بلیغ معجز ہ ہے کہ بیمنوی حیوان نزول قر آن کے وقت اور بعد میں صدیوں تک سربستہ رازر ہا،خورد بین کی ایجاد ہے اس کاعلم حاصل ہوا۔اورمعلوم ہوا کہا نسان اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کس طرح وجود میں آتا ہے۔

## نهم: انسانی انگلیوں کےنشانات

گذشتہ سے پیوستہ صدی میں ۱۸۸۴ء میں انگلینڈ میں انسانی انگلیوں کے نشانات سے کسی کی پیچان کا طریقہ رائج ہوا۔ اب پوری و نیا میں شناخت کا پیطریقہ رائج ہو۔ کیونکہ انسانی انگلیاں مختلف خطوط اور نشانات کی حامل ہوتی ہیں، پی خطوط گول، دائر ہنما، مڑے ہوئے ہوتے ہیں، انگلیوں کے بیدائر نے اور خطوط تاحیات نہیں بدلتے ،کسی انسان کےجسم کے دیگر اعضاء کی شکل وصورت کسی دوسر سے انسان کے مشابہ ہو کتی ہے لیکن انگلیوں کے بینشانات بھی بھی دوسر سے شخص کی انگلیوں کے بینشانات بھی بھی دوسر سے شخص کی انگلیوں کے نشانات سے نہیں ملتے ، یہ مجمز کا الہید ہے کہ اربوں انسان موجود ہیں مگر کسی کی فراتے ہوئے انسان دوسر سے نہیں ملتے ۔ اللہ تعالیٰ حشر ونشر اور بعث بعد الموت پر دلیل ارشاد فرماتے ہوئے انسان کے بوروں کاذکر فرما تا ہے :

اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنَ تَجْمَعَ حِظَامَهُ ۞ بَلَىٰ قُلِدِلِيْنَ عَلَى اَنْ تَسُوِّى بَنَانَهُ۞

کیا انسان پیگمان کرتاہے کہ ہم اس کی بڈیاں (جومرنے کے بعدریزہ

<sup>(</sup>سوا)العلق: ۲،۱

ریزہ ہوجا ئیں گی) ہرگز جمع نہیں کریں گے ۔ کیوں نہیں ہم تواس بات پر بھی قادر ہیں کہاس کی انگلیوں کی پور پورتک درست کردیں \_(۱۴۴)

اعجاز قرآن کی چوتھی وجہ: ایفائے عہد

اعجاز قرآن کی ایک وجداورسبب وعدہ و فاکر ناہے۔قرآن کریم نے جن امور کی خبر دی ہے اور اللّٰہ تعالیٰ نے اپنے بندول سے جووعدے فرمائے وہ سب پورے ہوئے ، بیدوعدے دوقتم کے ہیں: المطلق وعدے ، ۲۔مقید وعدے۔

مطلق وعدے مثلاً اپنے رسول صلی الله علیہ وسلم کی نصرت کا وعدہ، آپ کو وطن سے نکالنے والوں کے انجام کا وعدہ، اہل ایمان کی کا فروں پر نصرت کا وعدہ، بیسب وعدے پورے ہوئے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

بے شک ہم نے آپ کو کھلی فتح دی، تا کہ اللہ آپ کی سب اگلی پھیلی خطائیں معاف کردے اور آپ پراپی نعمت تمام کردے اور آپ کوسید ھے راستے پر لے چلے ۔ اور اللہ آپ کی عزت اور غلمے کے ساتھ مدد کرے (۱۵)

فتح مکہ کے روز نصرت الہی کا بیروعدہ پورا ہوا، اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے اسلام میں فوج درفوج داخل ہونے کا وعدہ فرمایا، اس طرح سیدالا نام محمصلی اللہ علیہ وسلم پر نعمت الہی تمام ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے دشمنوں کے خلاف آپ کی مد فرما کرآیا کی آئکھیں ٹھنڈی فرما کیں:

إِذَا جَآءَ نَصُّرُا للهِ وَ الْفَتَتُحُ ۗ وَ رَآيَتُ الْنَّاسَ يَلَ خُلُوْنَ فِي دِيْنِ اللهِ آفُواجًا ۞ فَسَيِّدُ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَعْفِرُهُ \* آِنَّهُ كَانَ تَوَّالًا ۞

<sup>(</sup>١٨) القيامة ٣٣، (١٥) القي اتا ٣

جب اللہ کی مدداور فتح آ چکی ،اور آپ نے لوگوں کودین میں جوق در جوق داخل ہوتے دیکھ لیا تو اپنے رب کی شبیج و تحمید سیجئے اور اس سے مغفرت طلب سیجئے ، بیٹک وہ معاف کرنے والا ہے۔ (۱۲)

الله تعالی نے اپنے انبیائے کرام اور اولیاء کی نصرت فر ماکر اپناوعدہ تیج کردیا:

رِاتًا لَنَنْمُدُ مُ سُلَنَا وَالَّذِينَ أَمَنُوا فِي الْحَيْوةِ الدُّنْيَا وَيَوْ الدُّنْيَا وَيَوْ الدُّنْيَا

بے شک ہم اپنے رسولوں اور ایمان والوں کی مدد دنیا کی زندگی میں بھی کریں گے اور اس دن بھی جب گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے (۱۷) مطلق وعدے کی ایک مثال یہ ارشاد الٰہی ہے:

وَكَانَ حَقًا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ

اورمومنوں کی مدد کرنا ہم پرضروری تھا۔ (۱۸)

اللہ تعالیٰ نے بدر،احد،خندق،خیبروغیرہ متعددموا قع پراہل ایمان کی مدوفر مائی،تاریج اسلام ایسے بےشارمعرکوں کی گواہ ہے۔ارشادفر مایا:

وَلَقَلْ نَصَرَكُمُ اللهُ بِبَدِّدِ وَآنْتُمُ آذِلَةٌ وَاللَّهُ لَعَلَكُمُ مَنْ اللهَ لَعَلَكُمُ اللهَ لَعَلَكُمُ اللهُ لَعَلَمُ اللهُ اللهُ لَعَلَمُ اللهُ لَعَلَمُ اللهُ لَعَلَمُ اللهُ لَعَلَمُ اللهُ لَعَلَمُ اللهُ ال

اور بے شک اللہ بدر (کی لڑائی) میں تمہاری مدد کر چکا ہے۔ حالانکہ تم اس وقت بہت ہی کمزور تھے۔ پس تم اللہ سے ڈرتے رہوتا کہ تم شکر گزار رہو۔ (19)

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللَّهُ وَعُدَةَ إِذْ يَحُدُّونَهُمْ بِإِذْنِهَ

اور بے شک اللہ تعالی نے تم سے اپنا وعدہ سپاکر دکھایا۔ جب تم ان (کافروں)کواللہ کے حکم سے (بکٹرت)قتل کررہے تھے۔ (۲۰) تحسونهم کامطلب ہے تم ان کو بکٹرت قتل کررہے تھے۔ مطلق وعدے کی ایک اور مثال اللہ تعالیٰ کا بیار شاد ہے:

وَعَلَ اللهُ الَّذِينَ الْمَوُّا مِنْكُمُّ وَعَلِوا الصَّلِطَتِ لَيَسْتَخَلِفَنَّكُمُ فِي الْدَرُخِي كَمَا استَخَلَفَ الدَّنِ مِنْ قَلْهِمُ

تم میں سے جولوگ ایمان لائے اورانہوں نے نیک ممل کیے تو اللہ نے ان کے لئے وعدہ کرلیا ہے کہ انہیں ضرورز مین میں حکومت عطافر مائے گا جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں کوعطافر مائی تھی۔(۲۱)

یہ وعدہ ایفا ہوا، اہل ایمان فتح ونصرت سے نوازے گئے ،مشرق ومغرب میں ان کی دھاک بیٹھ گئی ان کے نشکر فاتخانہ انداز میں زمین کے مشارق ومغارب میں آخری آبادیوں تک چھا گئے ۔حضرت ابو بکررضی اللہ عنہ جب کسی نشکر کو جہاد کے لیے روانہ کرتے تو ان کواللہ کا بیوعدہ یا دولاتے تا کہ وہ صبر سے کام لیں اور فتح کے بارے میں پُریقین ہوں ۔

مطلق وعدے کی ایک اور مثال بیار شادر بانی ہے:

هُوَ الَّذِي كَارْسَلَ دَسُولَه بِالْهُلْى وَدِيْنِ الْحَقّ لِيُظِّهِرَهُ عَلَى

الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۗ وَكَعَىٰ بِاللَّهِ شَهِيُدًا۞

اس نے اِپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ جیجا تا کہ اس کوتمام دینوں پر غالب کردے اور اللہ حق ٹابت کرنے کے لئے کافی ہے (۲۲)

مقید وعدہ کئی شرط سے مشروط ہے ،مثلاً تقویٰ ،صبر ، اللہ کے دین کی مدد وغیرہ ، اللہ

#### تعالی فرما تاہے:

یاکَهٔ الکَذِین اَمنُوا اَن تَنصُرُوا الله یَنصُرُکُرُو یُتَبَتُ اَقَدَام کُونَ اے ایمان والو! اگرتم الله کی مدد کرو گے تو وہ تہاری مدد کرے گا اور تہیں طبت قدم رکھے گا۔ (۲۳) و یَرْدُوْقَهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَکُنْسِبُ \*

اوراس کووہاں ہےرزق دیتاہے جہاں ہےاس کا خیال بھی نہ ہو (۲۳)

<sup>(</sup>٢١) النور:۵۵ (٢٢) الفتح:۸۸ (٢٣) مجمر:۷ (٢٨) الطلاق:٣

### وَمَنُ يَتَّقِ اللَّهُ يَجْعَلُ لَّهُ مِنْ آمُرِهِ يُسُرًّا۞

اورجوالله سے ڈرتا ہے الله اس کا کام آسان کردیتا ہے۔ (۲۵)
الله تعالی نے صبر کی شرط پرائل ایمان سے فتح ونصرت کا وعد ہ فر مایا ہے:

یَا تَکُهُا اللّٰذِی تُحرِّضِ الْمُوَّمِنِینَ عَلَی الْقِتَالِ اِنْ تَکُنُ مِّمْنَکُمْ مِی الْمُوَّمِنِینَ عَلَی الْقِتَالِ اِنْ تَکُنُ مِّمْنَکُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ یَغَلِبُوْا مِائَتَیْنِ وَانْ تَکُنُ مِّمْنَکُمْ مِی اللّٰهِ اِنْ کَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ فَوَمْ لَا یَفَقَهُوْنَ فَ مِنْ اللّٰهِ اِنْ کَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ مُو وَمْ لَا کَیفَقَهُوْنَ فَ مِنْ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهُ الللّٰهُ الللّٰهُ الللّٰهُ الللّٰهُ

### اعجاز قرآن کی آٹھویں دجہ: علوم ومعارف

قرآن کریم کے وجو وا عجاز میں سے ایک وجدقر آن میں موجز ن علوم و معارف ہیں،

اس کے روشن برا ہین اور دلائل اوران کی قوت واستعداد ہے حضرت محمصلی اللہ علیہ وسلم آئی ہتے،

ام علی، ادبا، فلا سفہ، حکما، قانو ن ساز اور نابغہ روزگار افراد انفرادی اوراجتما می طور پر بھی ان علوم و معارف کی مثل نہیں لا سکتے، یہ مشکل ہی نہیں ناممکن اور محال ہے، یہ اعجاز قرآن کریم کی نا قابل معارف کی مثل نہیں لا سکتے، یہ مشکل ہی نہیں ناممکن اور محال ہے، یہ اعجاز قرآن کریم کی نا قابل تر وید دلیل اور روشن بر بان ہے جس نے ایسے ہر الزام تراش دشمن کی کمرتوڑ دی ہے جس کا خیال ہے کہ محمصلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سابقہ ساوی کتب کی تعلیمات سے اخذ کیا ہے، اس دور کے بعض اہل کتاب نے آپ کی مدد کی اور آپ نے اسے قبول عام اور تقدی کا درجہ عطا کرنے کے لیے رب کے نام سے منسوب کردیا۔

<sup>(</sup>٢٥) الطلاق:٣ (٢٦)الانفال:١٥

كَبُرَتُ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنَ أَفْوَاهِهِمُ النَّ يَقُوُلُونَ إِلاَكَذِبًا ﴿ لَكُلُونَ الْآكَذِبَا ﴿ كَبُرُ بِرَى بِعَارِى بات ہے جوان كے مند نظق ہے۔ وہ بالكل بى جموث كتة بيں۔ (٢٧)

ہم ان عقل کے اندھوں سے کہتے ہیں قر آن کریم کا سابقہ کتب ساوی سے مرتب شدہ ہونا کس طرح ممکن ہے، قر آن تو اہل کتاب کی تر دید کرتا ہے، ان کے اکثر عقا کدوا فکار کا مخالف بلکہ مبطل اور ہادم ہے۔ وہ کتب ساوی میں اہل کتاب کی تحریف و تبدیل کا اعلان کرتا ہے؟ عقیدہ تو حید اور عقیدہ تثلیث میں اتفاق کیوں کرممکن ہے جبکہ ان میں زمین و آسان جیسا فرق ہے؟ کیا انہوں نے قرآن کریم کا بینا قابل تر دید قطعی اور حتی تھم نہیں سنا کہ اہل کتاب کا فر، فاجر ہیں وہ اللہ کوچھوڑ کرا ہے نہ بہی بیشواؤں کی عبادت کرتے ہیں:

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرُ فِابْنُ اللهِ وَقَالَتِ النَّطِرَى الْمَسِيمُ الْبُنَ اللهِ وَقَالَتِ النَّطِرَى الْمَسِيمُ الْبُنُ اللهِ وَقَالَتِ النَّطْرَى الْمُسِيمُ الْبُنُ اللهُ عَنْ يُضَاعِئُونَ قَوْلَ النَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبَلُ \* فَتَلَهُمُ اللهُ عَالَىٰ يُؤْفَكُونَ ۞ إِنَّخَذُ وُآ اَحْبَارَهُمُ وَرُهُبَا نَهُمُ اَرُبَابًا مِنْ دُوْنِ اللهِ وَالْمَسِيمُ اللهُ عَمَا اللهِ وَالْمَسِيمُ اللهُ عَمْدُنِهُ وَقَلِ اللهِ وَالْمَسِيمُ اللهُ مَرْدَيم قَ وَمَا أُورُوا إِلاَّ لِيَعْبُدُ وَاللهِ اللهُ قَاحِلًا لاَ إِللهُ اللهِ هُو اللهُ اللهُ عَمَا اللهُ ا

اور یہود نے کہا کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصار کی نے کہا کہتے اللہ کا بیٹا ہے یہ
ان کے منہ کی با تیں ہیں۔ یہ بھی ان لوگوں کی ہی با تیں کرنے گے جوان
سے پہلے ہو چکے۔اللہ ان کو ہلاک کرے، یہ کدھرا لئے جارہے ہیں۔انہوں
نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں اور مریم کے بیٹے منے کو خدا تھہرا
لیا ہے حالا نکہ ان کو ایک معبود کی عبادت کا تھم دیا گیا تھا جس کے سواکوئی
عبادت کے لائق نہیں وہ ان کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے (۲۸)
قرآن کریم عقائد،عبادات، تشریح، تنظیم، اخلاق ومعاملات، تربیت، تعلیم، سیاست،

<sup>(</sup>۲۷) الكيف: ۵ (۲۸) التويه: ۳۱،۳۰

اقتصادیات، فلفداور معاشر ہے متعلق متنوع علوم اور متعدد معارف کا جائع ہے، ای طرح مقص ہوں یا ماضی و متنقبل کی خبریں، مناظر ہے کے اصول ہوں یا بحث کے قواعد، قرآن ہرا یک سے میں رہنما ہے۔ ائی شخصیت جس نے لکھا ہونہ پڑھا ہو، علم وادب سے مزین شہر میں جس کی نثو ونما ہوئی ہونہ ہی مہذب و متمدن شہر سے جن کا واسطہ اور تعلق رہا ہو کیا ایی شخصیت ہے ایسے شخصی اور با کمال علوم و معارف کا پیش کرناممکن ہے، جبکہ دلائل و برا ہین سے فابت ہے کہ آپ نے اپنی حیات طیبہ کا بیشتر حصہ ان علوم و معارف کے بغیر بسر فر مایا، ان کے قواعد اور اصول بتائے نہ ان کے فروعات پر اظہار خیال فر مایا، کیا بیسب قرآن کے وحی الہی ہونے کی دلیل نہیں؟ میں یہاں ان متعدد متنوع علوم پر مختصر بحث کرنا لیند کروں گا تا کہ حقیقت عال روز روشن طرح واضح ہوجائے ان متعدد متنوع علوم پر مختصر بحث کرنا لیند کروں گا تا کہ حقیقت عال روز روشن طرح واضح ہوجائے سب سے پہلے قرآن کے عقید ہے کی بحث لیتے ہیں اور قرآن کریم کے عہد نزول کے مسب سے پہلے قرآن کے عقید ہے کی بحث لیتے ہیں اور قرآن کریم کے عہد نزول کے وقت اسلام کی تعلیمات اور یہود و نصار کی کی تعلیمات کا تقابلی مطالعہ پیش ہے، تا کہ آنکھوں والے صبح کی نور انبیت سے فیض یا ہ ہواں، حق کے روشن دلائل واضح ہوں اور حقیقت حال کھر کر سامنے صبح کی نور انبیت سے فیض یا ہے نہ بواں، حق کے روشن دلائل واضح ہوں اور حقیقت حال کھر کر سامنے شبح کی نور انبیت سے فیض یا ہ ہواں، حق کے روشن دلائل واضح ہوں اور حقیقت حال کھر کر سامنے تا ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے' نہیں'۔

#### اسلامي عقيده

قرآن الله تعالی کی ذات اوراس کے رسولانِ گرامی کے بارے میں صاف، واضح، ووضح، ووشن اور پاکیزہ عقیدہ لایا ہے۔الله، عالمین کا مالک، واحد، یکنا، احداور بے نیاز ہے، والداور اولا دسے منزہ ہے، تمام صفات کمال کا مالک اور ہرنقص وعیب سے پاک ہے،اس کی ذات اور اس کی صفات بے مثل اور بے مثال ہیں۔

نَيْسَ كَمِنَيْلَهُ شَكَى ُ ۚ ۚ وَ هُوَ السَّيمِيعُ الْبَصِيْرُ ۞ كُونَى چِيزاس كِمثَلُ نَهِيں وہ سب بِحَه سِننے والا اور د يکھنے والا ہے۔ (٢٩) الله جل جلاله قَيوم ہے نيندا وراؤگھ سے منزہ ہے، ہر لمحہ ہر شان سے موصوف ہے۔ لَهٔ مَا فِي السَّمُوٰتِ وَمَا فِي الْدُرُضِ وَمَا بَيْنَهُمُ اوْ مَا تَحَتُّ الثَّرِيٰ ۞ ای کا ہے جو پھی آ سانوں میں ہے اور جو پھیز مین میں ہے اور جو پھیان کے درمیان ہے۔ اور جو پھی تحت الثری میں ہے۔ (۳۰)

وہ خالت ہے مخلوق کی تخلیق اور ایجاد میں منفر داور مکتا ہے، بندوں کی پیشا نیاں اس کے قبضہ وقدرت میں ہیں، جسے چاہے گمراہ کرے اور جس کو چاہے ہدایت عطا فرمائے، وہ ہر چیز پر قادر ہے،سب اس کی مخلوق اور اس کے بندے ہیں..

اِنْ كُلُّ مَنْ فِى السَّمُوتِ وَالْآرَضِ إِلَّا آلِقَ الرَّحْمِن عَبْدًا ﴿ الْآلَا الرَّحْمِن عَبْدًا ﴿ آمَانون اور زمين مِيس ايها كوئى نهيس جور من كرنه موكرنه مَانون اور زمين مِيس ايها كوئى نهيس جور من الله عند (٣١)

الله تعالى كى صفات سے مزيد آگى كے حصول كے ليے درج ذيل آيات پڑھيں: إِنَّ إِلْهَكُمُ لَوَاحِدٌ ﴿ رَبُّ السَّمُوٰتِ وَأَكَارُفِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمُشَارِقِ ۞

بے شک تم سب کا معبودا یک ہی ہے۔ وہ آسانوں اور زمین اور جو پچھان کے درمیان ہےان کا اورمشرقوں کا رب ہے۔ (۳۲)

اِنَّمَا ۚ اِلْهُكُوُ اللَّهُ الَّذِي لَا اللهِ اللَّهُ اللهِ اللهِ عَلَّى شَيْءَ عِلْمًا ۞ (اب لوگو) بے شک تمہارا معبود تو صرف اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اس کاعلم ہرچیز پر حاوی ہے۔ (۳۳)

قُلِ ادْعُوا الله آوِ ادْ عُوا الرَّخُمْنَ اللَّا مَّا تَذْعُواْ فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسُنَىٰ وَلاَتَجْهَرْ بِصَلاَتِكَ وَلاَ تُخَافِتْ بِهَا وَ ابْتَغِ بَيْنَ ذلك سَبِيْلاُن وَقُلِ الْحُمَّلُ يِلْهِ الَّذِي تَمْ يَتَّفِذْ وَلَدًا وَلَمُ يَكُنُ لَهُ شَرِيْكِ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنُ لَهُ وَفِي عَنَ الذَّلِ وَكَبَّرُهُ تَكَبُيرُهُ عَلَيْهِ فَلَا الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنُ لَهُ وَفِي عَنَ الذَّلِ وَكَبَّرُهُ تَكَبُّدُونَ الدَّلُلِ

آپ کہدد بیجئے کہ اللہ کو پکارویار حمٰن کو پکاروجس نام ہے بھی تم پکاروسوتمام

<sup>(</sup>٣٠) طُهُ : ١/ (٣١) مريم : ٩٣ (٣٢) الصافات : ٥،١٣ (٣٣) طُهُ : ٩٨

ا چھے نام اس کے ہیں ،اورا پی نماز میں نہ تو بہت بلند آواز سے پڑھے اور نہ بالکل چیکے سے بلکہ درمیانی راہ اختیار کیجئے ،اور کہد جیئے کہ تمام خوبیاں اللہ ہی کے لئے ہیں جو نہ اولا در کھتا ہے اور نہ سلطنت میں اس کا کوئی شریک ہے اور نہ وہ کمزور و عاجز ہے کہ کوئی اس کا مددگار ہواور اس کی خوب بڑائی بیان کر۔ (۳۳)

يَآيُهُمَا النَّاسُ اَلْنُمُ الْفُقَرَآءُ إِلَى اللهِ وَاللهُ هُوَ الْغَنَى الْحَمِيْدُ ۞ إِنْ يَشَا يُدُ هِبُكُمُ وَيَأْتِ بِخَلِق جَدِيْدٍ ۞ وَمَا ذٰلِكَ عَلَىَ الله يعَزِيْرِ

ا بے لوگو! تم سب اللہ کے مختاج ہواور اللہ بے نیاز (اور) خوبیوں والا ہے۔اگروہ چاہے تو تهمہیں فنا کردے اور ایک نئ مخلوق پیدا کردے۔اور بیہ ہات اللہ کے لئے ذرامشکل نہیں۔ (۳۵)

#### بهودكاعقيده

حضرت موی علیہ السلام کے بعد یہود گراہی میں پڑگے، بعل بت کی پوجا کی ، غریر کو اللہ کا بیٹا قرار دیا ، اللہ تعالی کو انسان سے تثبیہ دی اور کہا کہ اللہ تعالی آ مان وز مین کی تخلیق سے تھک گیا اور ہفتہ کے روز آ رام کیا اور چیت لیٹ گیا۔ (۳۲) بے سوچے سمجھے کہا کہ اللہ تعالی انسانی صورت میں ظاہر ہوا اور اسرائیل (حضرت یعقوب علیہ السلام) سے شتی کی لیکن بچھاڑ نہ سکا، حضرت یعقوب علیہ السلام نے رب تعالی کو اس وقت تک نہ چھوڑ اجب تک اس نے یعقوب اور اس کی اور انہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ ہم قو موں میں سے پہندیہ ہو قوم اللہ کے بیٹے اور اس کے دوست ہیں ، دار آخرت دوسرے لوگوں کے علاوہ صرف اور صرف انہوں کے لیے ہے ، ان کو جہم کی آگ صرف محدود ایام یعنی چالیس روز تک چھو کے گی جتنے دن انہوں کے لیے ہے ، ان کو جہم کی آگ صرف محدود ایام یعنی چالیس روز تک چھو کے گی جتنے دن انہوں

<sup>(</sup>۳۴ )الاسراء: ۱۱۱،۱۱۱ (۳۵ )فاطر:۱۵ تا ۱۷ (۳۲ ) کتاب مقدس، پراناعبد نامه، خروج ، باب ۳۱: ۱۷. مطبوعه بائیل سوسائی ،لا بهور (۳۷ ) کتاب مقدس براناعبد نامه، پیدائش ، باب ۲۴:۳۲ - ۳۰

نے بچھڑے کی پوجا کی تھی۔

حضرت عیسی علیه السلام پرافتر ابا ندها آپ کونعوذ بالله نا جائز اولا داور آپ کی والدہ کو زانیہ کہا اور میں علیہ السلام پرافتر ابا ندها آپ کونعوذ باللہ نا جائز اولا داور آپ کی والدہ کو زانیہ کہا اور یہ کہا ہے بنی اسرائیل کواس شرمائی گناہ سے پاک کرنے کے لیے حضرت کی علیہ السلام کوصلیب پر چڑھایا۔ یہود کی اس طرح کی بے شار گمراہیاں اور باطل اقوال ہیں جن کو قرآن نے منہدم کیا ہے اور ان کی بچ کئی کی ہے ، اس صورت حال ہیں میہ کہا جا سکتا ہے کہ قرآن قورات سے نقل کہا گیا ہے ؟

#### نصاري كاعقيده

نصار کی گمراہ ہوئے انہوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹے کا عقیدہ گھڑ لیا، اور باپ، بیٹا اور روح القدس تین خدا کو ل پرائیان لا ہے، ان کوا قائیم ثلاث کا نام دیا، تین اقائیم میں عیسیٰ علیہ السلام اقتوم ثانی ہیں جواقتوم اول اور اقتوم ثالث کا عین ہیں، دونوں اقائیم ایک دوسرے کا عین ہیں، تین ایک ہیں اور ایک تین ہے۔ قانون سازی کا حق اللہ واحد سے لے کر اپنے نہ ہی ہیں اور ایک تین ہو۔ قانون سازی کا حق اللہ واحد سے لے کر اپنے نہ ہی پیٹواؤں کے حوالہ کر دیا ہے وہی حرام اور حلال کرتے ہیں، ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ کے بیٹے ار حضرت عیسیٰ علیہ السلام ) نے صلیب پر جان دے کر انسانوں کے گنا ہوں کا گفارہ اوا کر دیا ہے اور اس کو گنا ہوں سے پاک کر دیا ہے، تعجب خیز امریہ ہے کہ نصار کی کیٹر تعداد یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی اللہ ہیں جوانسانی صورت میں زمین پر اترے، ایسی بے شار خرافات کر دیا وہ گوئیاں انہوں نے اللہ ہیں جوانسانی صورت میں زمین پر اترے، ایسی بے شار خرافات اور یا وہ گوئیاں انہوں نے اللہ تعالیٰ سے منسوب کررکھی ہیں۔

#### وَتَعْلَىٰ عَمَّا يَقُولُونَ عُلُوًّا كَبِيرًا

اور جو کچھوہ کہتے ہیں اس سے (اس کی ذات ) بہت بلند ہے۔ (۳۸)

اللہ تعالی کے متعلق قرآن کے پیغام اور یہود ونصاریٰ کے باطل عقائد میں غور کریں آپ کوقرآن کے حق وصدافت پر بنی پیغام اوران کی خرافات میں ہے انتہا فاصلہ نظر آئے گا،علاوہ ازیں قرآن کریم نے صرف اس پراکتفانہیں کیا کہ اہل کتاب کی تحریف ہے آگاہ کر دیا ہو بلکہ قطعی دلائل، اوروش براہین ہےان اباطیل کی تر دیدی ہے، اہل کتاب نصاری کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد سیں:

يَا هُلَ الْكِتْبِ لَا تَغَلُوا فِي دِينِكُمُ وَ لَا تَعُولُوا عَلَى اللهِ اللهِ اللهِ الْحَقِّ ﴿ إِنَّمَا الْمَسِيمُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللهِ وَكَلِيمَةُ وَكَلِيمَةُ وَلَا يَعْمَ اللهُ وَلَا اللهِ وَرُسُلِهُ وَكَلِيمَةُ وَاللهِ وَرُسُلِهُ وَكَلِيمَةُ وَاللهِ وَاللهِ وَلَيْلًا اللهُ اللهُ اللهُ وَلَا تَعَلَّوا اللهُ اللهُ اللهُ وَلَا تَعْمُونِ وَمَا فِي السَّمُوتِ وَمَا فِي اللهِ وَلَيْلًا فَى نَنْ يَسْتَدَيمِنَ المَسِيمَةُ الْمُونِ وَمَا فِي السَّمُوتِ وَمَا فِي النَّهُ اللهِ وَلَيْلًا فَى نَنْ يَسْتَدَيمِنَ المَسِيمَةُ الْمُونِ وَمَا فِي السَّمُوتِ وَمَا فِي السَّمُوتِ وَمَا فِي اللهِ وَلَا الْمُلَيْلَةُ اللهُ اللهِ اللهِ وَلَا الْمُلَيْلَةُ الْمُقَرِّبُونَ \* وَمَنْ الْمُسَلِيمُ فَيْ عَلَى عَبُدُا اللهِ وَلَا الْمُلَيْلَةُ الْمُقَرِّبُونَ \* وَمَنْ يَسْتَكُونُ عَبُدًا لِللهِ وَلَا الْمُلَيْلَةُ فَسَيَحُسُولُ هُمْ اللهِ اللهِ وَلَيْ الْمُلَيْلَةُ فَسَيَحُسُولُ هُمْ اللهِ اللهِ وَلَا اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهِ وَلَا اللهُ اللهُهُ اللهُ اللهُولِ اللهُ ا

اے اہل کتاب! اپ وین میں حدے نہ گزرواور اللہ کے بارے میں حق کے سواکوئی بات نہ کہو۔ بلاشبہ (حضرت) میں تو مریم کے بینے عیسیٰ اور اللہ کے ایک رسول اور اس کا کلمہ ہیں جو اس (اللہ) نے (حضرت) مریم کی طرف القاکیا اور اس کی طرف سے خاص روح ہیں۔ سوتم اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لا واور تین نہ کہو۔ باز آجاؤ کہ یہی تمہارے لئے بہتر ہے، بیشک اللہ ہی معبود واحد ہے، ۔ وہ اس سے پاک ہے کہ اس کی پچھاولا د ہو، جو پچھآسانوں اور جو پچھز مین میں ہے وہ سب اس کا ہے۔ اور اللہ ہی کا فی کارساز ہے۔ میچ کوتو اس بات سے ہر گز عار نہیں کہ وہ اللہ کا بندہ ہو اور نہ مقرب فرشتوں کو عار ہے۔ اور جوکوئی اس کی بندگی سے عار اور سر شی کرتا ہے سودہ عن قریب ان سب کو اپ یاس جن کرے گا۔ (۳۹)

فَيِمَا نَقَنْهِهُمْ يَّيْشَا قَهُمُ وَكُفْرُهِمْ بِايْتِ اللَّهِ وَقَتْمِلِهِمُ

الْأَنْبِيآءَ بِغَيْرِجِقَ وَقَوْلِهِمْ قُلُونْبَنَا عُلْفٌ ﴿ بَلْ طَعَ اللَّهُ اللَّهُ عَلَيْهَا بِكُثْمُهِمُ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قِلْلَلَّ ﴾ وَ بِكُثْرُهِمْ وَقَوْلِهِمُ عَلَىٰ مَرْيَمَ يُهْتَانًا عَظِيْمًا ﴿ وَقُولِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى أَبْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللهِ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَوْهُ وَ لَكِنَ شُبِّتَهَ نَهُمُ \* وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَكَفُوًّا فِيلِهِ لَفِئَ شَاكِ مِّنْهُ ﴿ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا إِنَّيَاعَ إِلظِّنَّ وَ مَا قَتَكُونُهُ يَقِيْنًا ﴾ بَلْ رَفَعَهُ اللهُ إِلَيْهُ وَكَانَ اللهُ عَزِيْزًا حَلَيْمًا ۞ پھر ( جو کچھ سز اان کولمی وہ ) ان کوعہدشکنی ، آیات الٰہی کے انکار اور انبیاء کو ناحق قتل کرنے اور ان کے اس قول پر ( ملی ) کہ ہمارے دلوں پر غلاف ہیں (ان کے دلول برغلاف نہیں) بلکہ اللہ نے ان کے کفر کے باعث ان کے دلوں برمبر کر دی پس ان میں ہے کم ہی لوگ ایمان لاتے ہیں۔اور (جو کچھان کوسزا ملی وہ)ان کے کفر سے اور مریم پر بڑا بہتان باندھنے ہے (ملی )۔اوران کے اس کہنے پر کہاللہ کے رسول سیح عیسیٰ بن مریم کو ہم نے قتل کیا۔ حالانکہ نہ انہوں نے اس کوتل کیااور نہاس کوسو لی دی بلکہ ان کوشبه ہو گیا اور بے شک جولوگ اس میں اختلاف کرتے ہیں البتہ وہ خود شک میں پڑے ہوئے ہیں ان کواس کی کچھ خرنہیں ، وہ محض اینے گمان کی پیروی کررہے ہیں،اوریقیٹانہوں نے (حضرت )عیسیٰ کوتل نہیں کیا بلکہ الله نے اس کوانی طرف اٹھالیااوراللہ زبر دست حکمت والا ہے۔ (۴۰)

قرآن کریم نے اہل کتاب کی جانب سے تورات وانجیل میں تحریف کوصراحت سے بیان فر مایا ہے۔ اور واضح کیا ہے کدرسول ضلی اللہ علیہ وسلم کی ذمے داری اس کذب اور بہتان کی تصحیح ہے جس کا ارتکاب اہل کتاب نے کیا ہے، اور تورات وانجیل کی ان آیات ربانی کا کشف و اظہار ہے جس کواہل کتاب نے اپنے مفاد کی خاطر چھیادیا۔

<sup>(</sup>۴۰) النساء: ۱۵۸\_۱۵۵

يَاهُلَ الكِتْبِ قَلَ جَآءُكُمُ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ كَكُو كَثِيْرًا مِنَاكُنُكُمُ مَنَ اللهِ تَعْفُونَ مِنَ الكِتْبِ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيْرٍ قَلْ جَآءُكُمُ مِنَ اللهِ تَعْفُونَ مِنَ الكِينِ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيْرٍ قَلْ جَآءُكُمُ مِنَ اللهِ فَوَرُقَوْنَ اللهِ نُورُ وَكَامُ مِنَ اللّهُ مَنِ اللّهُ مَنِ التَّهُ رَضُوانَ لهُ سُبُلَ الشَّوْرِ بِاذْ نِهِ وَيَهْدِيهِمَ السَّلُمُ وَيُعْذِيهُ وَيَهْدِيهِمَ السَّلُمُ وَيُعْذِيهُ وَيَهْدِيهِمَ اللهُ مَن التَّلُمُ اللهُ عَلَى النَّوْدِ بِإِذْ نِهِ وَيَهْدِيهِمَ اللهُ مَن التَّلُمُ اللهُ عَلَى النَّوْدِ بِإِذْ نِهِ وَيَهْدِيهِمَ اللهُ عَلَى النَّوْدِ بِإِذْ نِهِ وَيَهْدِيهِمَ اللهُ مَن اللهُ عَلَيْهِمَ اللهُ عَلَيْهِمَ اللهُ عَلَيْهِمَ اللهُ عَلَيْهِمَ اللهِ مِن اللّهُ عَلَيْهِمَ اللّهُ عَلَيْهُمُ اللّهُ عَلَيْهِمُ اللّهُ عَلَيْهُمُ اللّهُ عَلَيْهُمْ اللّهُ اللّ

اے اہل کتاب! تمہارے پاس ہمارا وہ رسول آ چکا جو بہت ی وہ باتیں
صاف صاف بتا تا ہے جوتم کتاب ہیں چھپاتے تھے اور وہ بہت ی باتوں
سے درگز ربھی کرتا ہے بے شک تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے
نوراور روش کتاب آ چکی۔ جولوگ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے طلب گار
ہیں اللہ ان کواس کے ذریعہ سلامتی کا راستہ بتا تا ہے اور ان کواپنے حکم سے
اندھیروں سے روشنی کی طرف لاتا ہے اور ان کوسیدھی راہ پر چلاتا ہے (۲۱)
ان واضح دلاکل کے بعد سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی صدافت پر مزید کسی دلیل
ضرورت باقی ہے؟ بوصیر می پر اللہ رحم فرمائے انہوں نے کیا خوب کہا ہے۔
تیرے لئے دور جا ہمیت میں ایک امی کاعلم اور یتیمی کی حالت میں ان کی
تاریب بطور مجود و کافی ہے۔

## اعجاز قرآن کی نویں وجہ:انسانی ضرورتوں کی تکمیل

ا عجاز قرآن کی بیہ وجہ روز روش کی طرح واضح ہے، شریعتِ اسلام میں غور کرنے والا بخو بی اس کا ادراک کرسکتا ہے۔ قرآن کریم نے ہر دورا در ہر علاقے کے انسانوں کے لیے وسیج اور کممل ہدایات فراہم کی ہیں، جب ہم ان ہدایات کی وسعت اور شمول پر نظر ڈالتے ہیں تو ہدایت و ارشاد کے بیاعمدہ مقاصد مختر اُس طرح بیان کیے جاسکتے ہیں:

۲\_معاشروں کی اصلاح

ا\_افراد کی اصلاح

٣ \_عقائد كى اصلاح ٧ \_غيادات كي اصلاح ۲\_حکمرانی اورساست کی اصلاح ۵-اخلاق کی اصلاح ۸\_جنگی امور کی اصلاح ۷ ـ مالي امورکي اصلاح 9\_تعلیم وتدن کی اصلاح ا۔اذ مان اورا فکار کی خرافات سے آزادی۔

مسى نے کیا خوب کہا ہے:

انسان کے لئے اللہ کی شریعت میں تفصیلی بیان موجود ہے۔اور قر آن کے سواہر چیز نقصان کا باعث ہے۔ (۴۲)

### اعجاز قر آن کی دسویں وجہ: قلوب وا ذیان میں قر آن کی تا خیر

قلوب اورا ذبان میں قرآن کی تا ثیرا عجازِ قرآن کی زبر دست دلیل ہے،قرآن کریم نے اہل ایمان اور اعدائے اسلام دونوں کے دل ود ماغ کومتاثر کیا ہے۔قر آن کی تا ثیر کا یہ عالم تھا کہ مشرکین مکہ رات کی تاریکی میں گھروں سے نکل کر حیب حیب کرمسلمانوں کی تلاوت قرآن سنتے۔ تھے،اور باہم ایک دوسرے سے کہتے تھے تر آن نہ سنا کرو،اس کی طرف توجہ نہ دواور جب محمد (صلی الله عليه وسلم) قرآن كى تلاوت كرين شور مجايا كروتا كهلوگ اس سے متاثر ہوكرا يمان نه قبول كرليس:

وَ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا بِهِذَا الْقُرَّانِ وَ الْغَوَّافِيْهِ لَعَلَّكُمُ تَغَيِّلُمُوْنَ ⊙

اور کا فرکہتے ہیں کہ اس قر آن کوسنو ہی نہیں اور اس (کے پڑھنے) میں غل محایا کرو(اس طرح)شایدتم غالب آ حاؤ۔ (۳۳)

قرآن کریم کی تا ثیرکا اندازہ لگانے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ قرآن کریم کے بخت ترین دشمن اوراس سے انتہائی عداوت رکھنے والے بھی اس کے سائے میں آ گئے ،مشرکوں کے بڑے بڑے بروے مردار جن کے سرخیل حضرت عمر بن الخطاب ،سعد بن معاذ اوراسید بن حفیررضی الله عنهم وغیرہ ہیں آخر کا رقر آن ہی کےسایۂ عاطفت میں جا گزیں ہوئے۔

<sup>(</sup>۴۲) ازقصیده استاد ولیدالاعظمی (۴۳) ثم السجده:۲۲

یہ حضرت عمرضی اللہ عنہ ہیں اہل اسلام پران کی بختی اور ان کی عداوت کی یہ حالت تھی کہ کوئی کہنے والا کہتا تھا: اللہ کی قتم ! عمر اس وقت تک اسلام قبول نہیں کرے گا جب تک خطاب کا گدھامسلمان نہ ہو۔اس کی دشمنی کی شدت کا یہ عالم تھا کہ دن جڑھے تلوار حمائل کئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئل کرنے کے اراد ہے سے نکلے اس حالت ہیں والبس آئے کہ اسلام کے پیغام پر گردن جھکا دی تھی ، یہ کیول کر ہوا صرف چند آیات اپنے بہنوئی سعید بن زید کہ اسلام کے پیغام پر گردن جھکا دی تھی ، یہ کیول کر ہوا صرف چند آیات اپنے بہنوئی سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے گھر ہیں س لیس ،ساری عداوتیں قصہ کاضی بن گئیں ، آپ کے اسلام قبول کرنے کا قعم شہور ہے۔

مدینہ کے قبیلہ نززرج کے مردار سعد بن معاذ رضی اللہ عنداوران کے بھیتیجا سید بن تفییر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے قصے میں غور کریں ،سیرے کی کتب میں ہے رسول اللہ صلی الله عليه وسلم كى ججرت سے قبل الل مدينه كا ايك وفدآب كى خدمت ميں حاضر مواا ورعقب ميں بعت کی ،رسول الله صلی الله علیه وسلم نے اسلام اور قر آن کریم کی تعلیم کے لیے دوعظیم القدرصحابہ مصعب بن عمیراورعبداللہ بن ام مکتوم رضی الله عنها کوان کے ہمراہ جیجا، پیرحفرات مدینہ طیبہ میں پہنچ کر لوگول كوقر آن سيكهانے كيكے، قبيلة نزرج كے سردار سعد بن معاذ رضى الله عنه كوخر موئى تو انہول نے اپنے بھینچےاسید بن حضیررضی اللہ عنہ ہے کہا کہتم ان دوآ دمیوں کے پاس جا کران کومنع کیوں نہیں کرتے اور ڈانٹتے کیوں نہیں جو ہارے کم عقلوں کو بے وقوف بنارہے ہیں؟ حضرت اسید رضی اللہ عنہ نے ان حضرات کے پاس پہنچ کر کہا کہتم کا ہے کو ہمارے کم عقلوں کو بے وقوف بنارہے ہو، پھر ڈرا دھمکا کر کہا کہ اگرتمہیں اپنی زندگی عزیز ہے تو یہاں سے چلے جاؤ، حضرت مصعب رضی الله عنہ نے کہا کہ کیا آپ پیٹھ کر ہاری بات سنیں گے؟ اگر آپ کو پیند آئے تو قبول کرلیں، ناپیند ہوتو ہم آپ کی ناپیندیدہ چیز ہے باز آ جا ئیں گے، اُسیدرضی اللہ عنہ بیٹھ گئے، مصعب رضی الله عند نے قرآن کریم کی تلاوت شروع کی اُسید سنتے رہے اور مجلس کے اختیام پر اسلام کے دامن سے وابستہ ہوگئے ، اُسید نے حضرت سعدرضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہا کہ مجھے تو ان لوگوں کی با توں میں کوئی حرج نظرنہیں آتا اپنااسلام ظاہرنہیں کیا،حضرت سعد آگ بگولہ ہو کر

اٹھےاور وہاں پہنچ کر کہا کہتم یہاں کیوں آئے ہوکیاتم ہمارے کمز وروں کو بے وقوف بنانے آئے ہو؟ يہاں ہے چلے جاؤ، حفرت مصعب رضی اللّٰہ عنہ نے ان ہے کہا کہ کیا آ پ بیٹھ کر ہماری بات سنیں گے،اگرآ ب کو ہماری بات پیندآ جائے تو مان لیجئے اور اگرآ ب ناپند کریں گے تو ہم آپ کی ناپسندیدہ چیز سے رک جائیں گے۔سعدرضی اللہ عنہ نے کہا کہتم نے انصاف کی بات کہی ہے، حضرت مصعب رضی الله عنه قرآن سنانے گئے اور سعد رضی الله عنه سنتے رہے،حضرت مصعب رضی الله عنه فرماتے ہیں کہ بخدا قرآن کی تلاوت کے دوران سعد کا چیرہ نورایمان سے جگرگانے لگا، جونہی حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے تلاوت ختم کی اوس کے سر دار نے ایپنے ایمان کا اعلان کر دیا، پھرواپس اپنے قبیلے میں آئے اور قبیلہ والوں کو جمع کر کے کہا کہتم اپنے ہاں مجھے کیسا سجھتے ہو؟ اہل قبیلہ نے کہا کہ آپ ہمارے سرداراور ہمارے سردار کے بیٹے ہیں، تب حضرت سعدرضی الله عنہ نے ان سے کہا کہ تمہارے مردول اورعورتوں کی اس وقت تک مجھ سے بات چیت حرام ہے جب تک تم محمد (صلی الله علیه وسلم ) پرایمان نه لا ؤ گے ، پیرسنتے ہی پورافتبیلہ اسلام میں داخل ہو گیا۔رضی الله عنهم قر آن کریم کی اینے ماننے والوں اور اپنے دشمنوں کے دلوں میں بکساں تا ثیرتھی ، آپ ولید بن مغیرہ اور عتبہ بن رہیعہ کا قصہ نہیں بھولے ہوں گے کہ وہ قرآن سے کس قدر متاثر ہوئے تھے، کیکن بُرا ہوسر داری کی محبت اور کب جاہ ومرتبہ کا کہ اللہ کے دین میں شمولیت کی عظیم نعمت ہے محروم رہے۔ یقیناً ہدایت اللہ ہی کے دست قدرت میں ہے، ارشاد ہے:

يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَهُرِي مَنْ يَشَاءُ اللهِ

وہ جے جا ہتا ہے گمراہ کرتا ہے ( ہدایت سے محروم کردیتا ہے )اور جے چا ہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ ( ۴۴ )

وَهُوَاعْلَمُ بِالْمُهُتَدِيْنَ ٠

اوروہ ان کوبھی خوب جانتا ہے جو ہدایت پر ہیں۔ (۴۵)

تفییرالمنار کےمؤلف نے ذکر کیا ہے کہ فرانس کے ایک دانش ورفلٹ فی نے کتاب کھی ہے جس میں اس نے نصار کی کے داعیوں کے اس دعویٰ کی تر دید کی ہے کہ حضرت محمد (صلی اللہ

<sup>(</sup>۴۴) النحل:۹۳ (۴۵) النحل:۱۲۵

علیہ وسلم) حضرت موی اورعیسی علیماالسلام جیسے مجھزات نہیں لائے اور آپ کے پاس گذشتہ انبیائے کرام جیسے خوارق نہ تھے، یہ دانش ور کہتا ہے کہ محمرصلی اللہ علیہ وسلم ایسے خشوع، ولو لے ، محبت اور تضرع سے قرآن کی قراُت کرتے تھے کہ لوگوں کے دل تمام سابقہ انبیائے کرام کے مجزات دیکھنے ہے بھی زیادہ ایمان کی طرف کھنچ آتے تھے۔

علامہ رافعی نے اپنی کتاب اعجاز القرآن میں امیر شکیب ارسلان کے حوالے سے بیہ گراں قدر جمله نقل کیا ہے کہ سیحی تاریخ کے مشہور مصلح لوقعرا در کیلون کا ایک مرتبہ فرانس کے فلسفی وولٹیر کے سامنے ذکر ہوا تو وولٹیر نے کہا کہ بید دونوں محمصلی اللہ علیہ وسلم کی جو تیوں کی جگہ میں بیٹھنے کے قابل بھی نہیں ہیں۔

## اعجاز قرآن کی گیارهویں وجہ: تناقض سے سلامتی

انسانوں کے کلام کے برعکس قرآن کریم ہونتم کے تناقض اور تعارض ہے مبرا ہے ، اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے :

> آفَلا يَتَلَا بَكُرُونَ الْقُرُانَ ۚ وَلَوْكَانَ مِنَ عِنْدِ غَيْرِ اللهِ لَوَجَدُ وَا فِيهِ الْحَتِلَافَاكَثِيرُا⊙

کیا وہ قرآن میں غور نہیں کرتے؟ اورا گروہ ( قرآن ) اللہ کے سواکسی اور کی طرف سے ہوتا تو وہ اس میں بہت اختلاف پاتے۔ (۴۲)

نرکورالصدرقر آن کریم کی بعض وجو وا عجاز ہیں، ان وجوہ کے علاوہ دیگر وجوہ بھی ہیں جن کوہم نے طوالت کے اندیشے سے نظرانداز کردیا ہے، جوں جوں وقت گزرتا جائے گاقر آن کے اعجاز کے اسرار منکشف ہوتے رہیں گے اور اعجاز قر آن کے نت نے گوشے سامنے آتے رہیں گے اور قطعی ولائل سے ثابت ہوتارہے گا کہ قر آن یقیناً حکیم وحمیدرب کا نازل کردہ ہے، حقیقت یہ ہے کہ علماء کے مذکورہ اسرار علوم قر آن کے ناپیدا کنار سمندر کا ایک قطرہ ہیں خواہ وہ کتنا زور بیان صرف کردیں اس کا احاط خبیں کرسے ، کہ جس طرح اس کی عظیم ذات اور جلیل القدر صفات کا کسی کے احاط کے دیں اس کا احاط خبیں کرسے تھے، کہ جس طرح اس کی عظیم ذات اور جلیل القدر صفات کا کسی کے احاط کے دیں اس کا احاط نور کیا تھی کے احاط کے دیں اس کا احاط کو تھی کے احاط کا کسی کے احاط کے بعد اس کی علیہ کی دیں اس کا احاط کا کسی کے احاط کے دیں اس کا حاص کا کسی کے احاط کا کسی کے احاط کا کسی کے احاط کے دیں اس کا احاط کا کسی کے احاط کا کسی کے احاط کا کسی کے احاط کا کسی کے احاط کی کے احاط کا کسی کے احاط کی کے احال کی کی کے احاط کی کی کے احال کیا کہ کا کسی کے احاد کیا کہ کردیں اس کا احال کیوں کا کا کردیں اس کا حاص کا کسی کی کردیں اس کا حاص کی کی کے احال کیا کہ کیا کیا کی کیا کہ کیا کہ کردیں اس کا حاص کردیں اس کا حال کیا کہ کا کیا کہ کیا کہ کیا کہ کیا کے احاد کیا کہ کیا کہ کیا کہ کو کسی کے کہ کردیں اس کا کا کردیں اس کی خات کیا کہ کیا کہ کردی کی کا کیا کیا کیا کہ کا کا کردیں اس کی کا کسی کیا کہ کیا کہ کیا کہ کو کیا کہ کو کر اس کی کا کیا کہ کیا کہ کیا کہ کیا کہ کی کیا کہ کیا کہ کو کیا کیا کہ کردیں اس کا کیا کہ کیا کہ کردیں کیا کر اس کی کا کردیں کیا کہ کیا کہ کردیں کیا کہ کردیں کیا کہ کردیں کیا کہ کردیں کیا کردیں کردیں کیا کردیں کیا کردیں کیا کردیں کردیں کیا کردیں کیا کردیں کیا کردیں کردیں کیا کردیں کیا کردیں ک

عقل میں آنا ناممکن ہے ای طرح اس کا کلام بھی مخلوق کے کسی فرد کے احاط عقل میں نہیں آسکتا۔

#### صرفہ کے شبہ کارد

قرآن کریم کے وجو واعجاز کے بیان کے بعد ہم پیضروری سیجھتے ہیں کہ اس شبہ کا رد کریں جس کا بعض معتز لداور شیعہ نے ذکر کیا ہے، ان کے قول کا خلاصہ پیہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل عرب کو مزول کے وقت قرآن کے معارضے سے پھیردیا اور وہ قرآن کریم کی بلاغت کا مقابلہ نہ کرسکے ورنہ قرآن کی بلاغت مجمز نہ تھی۔اگر اللہ تعالیٰ ان کی ہمتوں کو اس کے معارضہ سے پھیرنہ دیتا تو وہ اس کی مثل لانے کی استطاعت رکھتے تھے.....الخ

آپ نے ملاحظہ کرلیا کہ اس قول کے قائلین کا نہ ہب یہ ہے کہ قر آن خو دمعجز نہیں بلکہ اس کا اعجاز دواسباب سے ہے

ان كى توت بيانىيا در قدرت بلاغيه عارضى طور پر معطل ہوگئ ـ

لیکن اس قول کی دونوں شقیں باطل ہیں ، نقد ونظر کا مقابلہ نہیں کرسکتیں اور واقع کے مطابق نہیں ،اس کے متعدداساب ہیں:

الف ۔ اگران کا بیقول صحیح ہے تو پھراعجاز صرفہ میں ہوگانفس قرآن میں نہ ہوگا۔ اور بیہ بالا جماع باطل ہے۔

ب۔ اگر ان کا قول سیح مان لیا جائے تو یہ اعجاز نہیں تعجیز (کسی کوعاجز اور بے بس کر دینا) ہوگی،اس کی مثال اس طرح ہوگی کہ ہم کسی انسان کی زبان کا شد دیں بھراس کو بات کرنے پرمجور کریںاس کواعجاز نہیں تعجیز کہتے ہیں، بقول شاعر:

اس کی مشکیس کس کر دریامیں ڈال دیاور کہا کہ بچو! بچو پانی ہے گیلے نہ ہونا۔

ج۔ اگران کی ستی اور بے رغبتی نے ان کو قرآن کریم کے معارضہ سے بازرکھا تو پھروہ نئ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں کیوں آئے، آپ کو اور آپ کے اصحاب کو

اذیتیں کیوں دیں ۔اہل اسلام کو د کھر کیوں دیکے اوران کوتتر بتر کیوں کیا ،رسول الله صلی الله عليه وسلم اورآب كے خاندان كاسوشل بائيكاث كر كے ان كا شعب الى طالب ميں اس قدر سخت محاصرہ کیوں کیا کہ وہ درختوں کے ہے کھانے پر مجبور ہو گئے ،آپ سے دعوت وبتلیخ کا کام چھوڑ دینے پر ندا کرات کیوں کئے ،اس پر گراں قدر پیش کشیں کیوں کیں ،آپ کواورآپ کے اصحاب کو وطن چھوڑ نے پر کیوں مجبور کیا؟ اوران کے علاوہ وہ کونساحر بہ تھا جوانہوں نے اسلام اورمسلمانوں کےخلاف استعمال نہ کیا ہو۔ اگر عارضی طوریران کی قوت بیانیه کومعطل کردیا گیا تھا تو وہ لوگوں میں اس کا اعلان کرتے تا کہ قرآن کے معارضے سے ان کے معذور ہونے کا سبب معلوم ہوتا، اس ہے قرآن کی شان کم ہوتی ،اورنز ول قرآن کے بعدان کی فصاحت و بلاغت قبل از نز دل ِقرآن سےنمایاں طور برکم ہوتی ۔ حالانکہ اس کا بطلان محتاج بیان نہیں ۔ اگریہ عارضتیج تھا تواب ہمارے لیے اور ہر دور کے عرب ادبیوں کے لیے قرآن کا معارض ممکن ہوتااوروہ قرآن کے دعوائے اعجاز کوجھوٹا کر سکتے تھے لیکن بیتمام چیزیں باطل ہیں تو کیا اس کے بعد کوئی عقل مندانسان پیر کہ سکتا ہے کہ اہل عرب کوقر آن اور تی قرآن کےمعارضے سے پھیردیا گیااوروہ نزول قرآن کے پورے عرصے میں ای بے بی اور عجز کا شکار بنے رہے۔ کیا ہوش وحواس رکھنے والا کوئی شخص ایسے بے ہودہ اور لچرقول کی تصدیق کرسکتا ہے کہ عربوں کے حواس اور زبان دانی کی قدرت معطل کردی گئی تھی، حالانکہ صنادید قریش میں سے قرآن اور اسلام کا سب سے بڑا دشمن ولیدین مغیرہ قرآن س کر پیمشہور جملے کہتا ہے کہ اللہ کی قتم! میں نے ابھی ایسا کلام ساہے جو بشر کا کلام نہیں ،شعر ہے نہ نثر نہ ہی کا ہنوں کا کلام ، بخدااس میں عجیب شیرین آ ب وتابّ، رونق وبهار ہے،اس کا اعلی ثمر دارا وراس کا اسفل کثیرا ور بےانتہا ہے، یہ نوقیت رکھتا ہے اس پرکوئی کلام فوقیت نہیں رکھتا۔ (بیاغالب ہے مغلوب نہیں ) · · یر تثمن کی گواہی ہے، فضیلت وہی ہوتی ہے جس کی دشمن بھی گواہی دیں۔ آخر میں تغییر الجامع لا حکام القرآن میں علامہ قرطبی کی دائے پیش خدمت ہے۔ علامہ فرماتے ہیں کہ یہ دس وجوہ ہیں جن کو ہمارے علاء ترحم اللہ نے اعجاز قرآن میں ذکر کیا ہے، یہال ایک قول اور بھی ہے جے نظام (معتزلی) نے ذکر کیا ہے وہ یہ کہا انگاز کی وجہ قرآن کے معارضے سے روکنا اور قبیل جول کرنے سے بھیرد ینا ہے، یہ نئے اور صرفہ (روکنا اور پھیردینا) نفس قرآن سے الگ معجزہ ہے، لیعنی اللہ تعالی نے ان کے ارادوں اور ہمتوں کو اس تحدی کے باوجود کہوہ قرآن کی ایک سورت ہی کی مثل لے آئیں بھیر دیا۔ یہ قول فاسد ہے کیونکہ قرآن کریم کے معجز ہونے پر اجماع امت ہے، اگر ہم منع اور صرف کو معجز کہیں تو قرآن کریم کا معجز ہونا باتی نہیں رہے گا۔ (۲۵) مصحیح یہ ہے کہ قرآن کی مثل لانا مخلوق کے کسی فرد کے بس کی بات نہیں، یہی وجہ ہے کہ بار بار کے چیلنج کے باوجود کوئی انسان اس کی چھوٹی می سورت کی مثل بھی نہ لا سکا نہ لا سکا نہ لا سکا کا ا

## کیاکسی نے قرآن کے معارضے کی کوشش کی؟

تاریخ اور دوایات کے جامع حضرات کا جماع ہے کہ مشرکین عرب کے بلند پالیفسی و بلیغ اویب اور قا در الکلام شعراقر آن کے معارضہ میں منقار زیر پر رہے اور کسی نے بھی قر آن کے مقابلے کی کوشش نہیں کی ، حالانکہ وہ لوگوں کو اسلام سے بازر کھنے میں بڑی رغبت رکھتے تھے اور محمر صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تکذیب میں تن ، من دھن نٹار کرنے کو تیار رہتے تھے۔

لیکن بعض بے وقوف احمق لوگوں نے قرآن کے معارضے کی کوشش کی ، ان کا کلام مطحکہ خیز کوشش سے آگے نہ بڑھ سکا ، لوگوں کے سامنے شرمندگی سے دو جپار ہوئے ، اہل فہم کی نظر میں ان کا کلام لطیفے سے زیادہ حیثیت نہ پاسکا ، اللہ کے خضب کا شکار ہوئے اور لوگوں کی ناراضگی مول لی ، اس میدان میں ان کی شکست حق وصدافت کا جدید اظہار اور اس بات کی صاف اور روثن دلیل بنی کہ قرآن اللہ کا کلام ہے جس کا معارضہ کی انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔

#### الف مسلمة الكذاب

مسلِمه كذاب نے نبوت كا دعوىٰ كيا اور بيكہا كہوہ كارِنبوت ميں رسول الله صلى الله عليه

<sup>(</sup> ۴۷ )تفسیرالقرطبی/ضاص ۷۵\_

وسلم کا شریک ہے۔ • اھ میں اس نے آپ صلی الله علیه وسلم کو یہ خط لکھا کہ اما بعد! میں زمین میں آپ کا شراکت دار بنایا گیا ہوں، آوهی زمین جاری اور آدهی قریش کی ہے، کین قریش حدے تحاوز کرنے والی قوم ہے۔

مسلمہ کا خیال تھا کہ اس پرآسان ہے قرآن نازل ہوا ہے اور رحمٰن نامی فرشتہ اس پر وحی لاتا ہے، ہم یہاں اس کی بعض ہفوات اور خرافات نقل کرر ہے ہیں، تا کہ اس احمق د جال کا كذب ظاہر ہواوراس كى حقيقت اوراس كا كذاب ہونا واضح ہوجائے۔

#### مسیلمہ ملعون کی طرف سے العادیات کا معارضہ

اورقتم ہے آٹا یینے والیوں کی اورقتم ہے روئی رکانے والیوں کی اورقتم ہے سالن بنانے والیوں کی اور قتم ہے گھی اور تیل کے لقمے کھانے والیوں کی ، كةتم كوصوف والول (بادبيشين) برفضيلت دى گئ ب، اورمثى ( س مکان بنانے) والے بھی تم سے بردھ کرنہیں، تم تھکے ہارے کو پناہ دواور طلب گارکواییے پاس تھہراؤ۔

اور کہا کہ شم ہے بکریوں اوران کے رنگوں کی ،ان کی سیاہی اور دودھ کی ، بکری کالی اور دود ھ سفید ہے، یہ تعجب خیز ہے، مانی ملا دود ھ حرام ہے،تم کو کیا ہواتم دودھاور کھجور کا حلوہ کیوں نہیں بناتے۔

اور یہ بھی اس مفتری کے قرآن میں تھا:

ہاتھی اور وہ ہاتھی کیا ہے؟ اس کی بدنما دم اور کمبی سونڈ ہے۔

اور پهجي:

اےمینڈ کی،مینڈ کی کی بکی!اسےصاف کر جسے تو صاف کرتی ہے، تیرا بالائی حصہ تو یانی میں ہے اور نحلامٹی میں ، نہ تو یانی کو گدلا کرتی ہے اور نہ تو مانی منے والے کوروکتی ہے۔

سورة الكوثر كے معارضے ميں اس كا مذيان ملاحظه كريں:

ہم نے تجھے بھاری بھر کم عطا کیا ہے،اپنے رب کی نماز پڑھاور جمر کر بے شک تیرادشن کا فرہے۔

اس کا پورا کلام اس طرح لچر، پھیسسانا قابل توجہ ہے، آپ جانتے ہیں کہ اس طرح کی خرافات کم یازیادہ کسی طرح کے معارضے کے قابل نہیں۔ علامہ رافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیلمہ کذاب کا ارادہ فن بیان میں قرآن کا معارضہ نہیں تھا بلکہ وہ اپنی قوم کو ایسی دوسری جانب مائل کرنا چاہتا تھا جو اس کے نزدیک آسان تر اور لوگوں کے دلوں کے لئے زیادہ مؤثر تھی، وہ جانتا تھا کہ دور جا بلیت میں اہل عرب کا ہنوں کی تعظیم کرتے تھے اور عام کا ہنوں کا اسلوب تگ بندی تھا جس کو وہ جنات کا کلام سجھتے تھے مثلانیا جلیح، امر نجیح، رجل فصیح، یقول لا اللہ اللہ اللہ۔

مسلمہ بھی ای طرح تگ بندی کرتا تھا تا کہ لوگ یہ بیمجیس اس کی طرف وحی آتی ہے،
لیکن وہ اپنے اس فریب میں کا میاب نہ ہوا کیونکہ اس کے مصاحب اور جمایتی اس کے کذب اور
حماقت سے واقف تھے اور کہتے تھے کہ یہ نہ تو کہانت میں مہارت رکھتا ہے نہ نبوت کے دعویٰ میں
صادق ہے۔ ان کے پیروکاروں کا نقط ُ نظریہ تھا کہ قبیلہ ربعہ کا کذاب (مسلمہ) ہمیں قبیلہ معنر
کے صادق (رسول اللہ علیہ وسلم) سے زیادہ محبوب ہے۔

### ب\_اسودعنسي

اسودعنسی نے یمن میں نبوت کا دعویٰ کیا، وہ کہتا تھا اس پر وحی نازل ہورہی ہے وہ اپنا سرز مین کی طرف جھکا تا پھر سراٹھا کر کہتا کہ مجھے بیاور بیکہا بعنی اپنے شیطان کی وحی سنا تا، متلکر شخص تھا تا ہم فصاحت، کہانت، تک بندی خطابت، شعراورنسب دانی میں بڑی شہرت رکھتا تھا، اس کی طرف ہے قرآن کا معارضہ ذکورنہیں اس نے صرف نبوت اورز ول وحی کاعویٰ کیا۔ وَ إِنَّ الشَّدِیطِیْنَ کَیُوْ حُوْنَ إِلْنَا اَوْلِیْہِیمَ

اور بے شک شیاطین اپنے دوستوں کے دلوں میں وسوے ڈالتے ہیں (۴۸)

### ج يطلحه بن خو بلدالاسدى

طلحہ بن خویلدالاسدی نے بھی نبوت کا دعویٰ کیااس کا کہنا تھا کہذا النون اس کے پاس وقی ماتا ہے، اس نے اپنے لیے قرآن کا دعویٰ نہیں کیا کیونکہ اس کی قوم کے لوگ فصیح تھے، وہ عزت وشہرت کی طلب اور قبائلی عصبیت کے تحت اس کے پیرو کاربن گئے۔'' جمجم البلدان' کے مؤلف نے ذکر کیا ہے کہ اس کا ایسا کلام ہے جس کو وہ نازل شدہ کہتا تھا، کیکن اس کا صرف پیختھر کلام درج کیا ہے:

ان الله لايصنع بتعفير وجوهكم و قبح ادباركم شيئا

فاذكروا الله قياماً. فان الرغوة فوق الصريح

مینی رکوع اور بحده نه کروصرف بحالت قیام نماز پراکتفا کرواور حالت قیام سریر

ہی میں اللہ کا ذکر کرو۔

حضرت ابو بکررضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کی زیر قیادت لشکر بھیجا، جب جنگ ہوئی اس کے پیرو کاروں کی بڑی تعداد ہاری گئی وہ کمبل اوڑھے وہی کا انظار کرتا رہا،عیبنہ نے اس سے کہا کہ تیرے پاس وہی آئی ؟ کمبل کے اندر سے کہا کہ نہیں اللہ کی قتم !اس کے بعد نہیں آئی ۔عیبنہ نے کہا اس نے تحقیم تیری سخت ضرورت کے وقت جھوڑ دیا ہے، بھر بنوفر از ہ سے کہا: اے بنوفر از ہ ! میہ کہ اس نے بھی اور اسے اس کے مطلوب میں برکت نہیں ملی ، پھر طلحہ شکست کھا کر شام کے نواح میں بھاگ گیا، میہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ اس کے بعد مسلمان ہو گیا اور جنگ قاد سید میں بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔

#### د\_نضر بن الحارث

نضر بن الحارث قریش کے سربرآ وردہ لوگوں اور کفروضلالت کے رؤسا میں سے تھا۔ اس نے نبوت اور وی کا دعویٰ تو نہیں کیالیکن قرآن کے معارضہ میں ایرانی اور مجمی بادشا ہوں کی کہانیاں لے آیا تھا، قریش کی مجالس میں یہ قصے سنا تا اور ان سے کہتا تھا کہ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پرنازل ہونے والے قرآن سے بہتر ہیں۔

### ھ۔ چنددیگرافراد

مروی ہے کہ ابوالعلاء المعری متنبی اورا بن المقفع نے بھی قرآن کے معارضے کی کوشش کی کیوشش کی کیوشش میں کامیاب نہ ہوئے ، شرمندہ ہوئے قلم تو ڑڈالے اور ورق بھاڑ دیئے ، ابن المقفع کی اس کوشش کا ہم گذشتہ صفحات میں ذکر کرآئے ہیں کہ اس نے معارضے کا اراوہ کیا اور کچھ پیش رفت کی کہ اس نے ایک بجے کواللہ تعالیٰ کا مدارشاد بڑھتے ہوئے بنا:

وَقِيْلَ يَارَّضُ ابْلَعِي مَا عَلِي وَلِيسَمَاءُ اقْلِعِي وَغِيْضَ الْمَاءُ وَ قَضِى الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوُّدِيّ وَقِيْلَ بُعُلَّا يِلْقُوْمِ الظّلِمِينَ ©

اور تھم ہوااے زمین اپنا پانی نگل لے اور اے آسان تھم جااور پانی سکھادیا گیا اور کام تمام ہو گیا اور کشتی جودی (پہاڑ) پر آٹھ ہری اور کہد دیا گیا کہ ظالموں پر پھٹکارہے۔ (۴۶۹)

جو کچھ جمع کیا تھا اس کو بھاڑ دیا،شرم کے مارے اس کولوگوں کے سامنے نہ لایا اور پیر مشہور جملہ کہا کہ اللّٰہ کی قتم! بشراس کی مثل لانے کی طاقت نہیں رکھتا۔

علامدرافعی رحمة الله علیه ابن المقفع کا بیقصد ذکرکر کے لکھتے ہیں کہ ابن المقفع عقل مند انسان تھا وہ قرآن سے معارضے کو محال جانتا تھا کیونکہ وہ خود بلیغ ترین شخص تھا، جب آپ سے بیہ کہا جائے کہ فلاں شخص قرآن سے معارضے کو ممکن سمجھتا ہے اور جبت بازی کرتا ہے، تو سمجھ لوکہ دو میں سے ایک بات ہوگی یا تو وہ اپنی جہالت سے ناواقف ہے یا بھر دانستہ لوگوں کے سامنے جھوٹ بول رہا ہے، تیسری صورت ہرگز نہیں ہو سکتی۔

علامہ رافعی ، ابن المقفع اور ابوالعلاء المعریٰ سے منسوب اس تیم کی روایات کے مثکر میں ، ان کی نظر میں دونو ں روایات باطل ہیں اور ان برافتر امیں۔

### و: بہائی اور قادیانی

ہم نے سنا ہے ماضی قریب میں بہائیوں اور قادیا نیوں نے قرآن کے مقابلہ میں کتا ہیں گلھی ہیں، کیکن خوف یا ندامت کے باعث لوگوں کے سامنے نہیں لائے اوران کتب کواس امید پر خفیہ رکھا ہے کہ مناسب وقت پر جب جہالت کی کثرت اور عقلوں میں فقر آ جائے گا ان کو باہر لا مائے گا۔

### اعجاز قرآن کے متعلق شبہات اوران کارد

پھیلا شہبہ: دشمنان اسلام قرآن اور ٹی قرآن صلی اللہ علیہ وسلم پراعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضرت مجمصلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن بحیرارا ہب سے سکیھااوراس کواللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کردیا تا کہ لوگ اس کی قدسیت کے قائل ہوجا کیں ۔

جواباً عرض ہے بلاشہ بیسراسر فریب کاری ہے، نصرانی بدطنیتوں اوران کے معاون بد ینوں نے اس متم کے جھوٹے خیالات پھیلائے ہیں تا کہ تعلیم یا فتہ مسلمانوں کواپنے دین کے بارے میں تشویش میں مبتلا کریں اوراس فتم کے شبہات اورا فتر آت پیش کر کے ان کے عقائد میں رخنہ اندازی کریں ۔ پیشبہ متعدد وجوہ سے باطل ہے:

ا ـ رسول الله صلی الله علیه وسلم نے صرف دو مرتبہ شام کی طرف سفر کیا ہے، ایک مرتبہ اپنی کم سنی میں اپنے چچ ابوطالب کے ہمراہ، اور دوسری مرتبہ جوانی میں سیدہ خدیجہ رضی الله عنها کے غلام میسرہ کے ساتھ، تاریخ میں کہیں نہیں ہے آپ نے بحیرا سے پچھ سنایا اس ہے بھی کوئی سبق لیا ہے، زیادہ سے زیادہ یہی آیا ہے کہ بحیرا را بہب نے بادل کورسول الله صلی الله علیه وسلم پرسایہ کرتے ویکھا تو آپ کے پچپا ہے کہا اس لڑکے کی بڑی شان ہوگی ، اور ابوطالب سے کہا اس کو واپس مکہ بھیج دیں کہیں یہودی اس کو نقصان نہ پہنچائیں ۔ کیا یہ عقل میں آنے والی بات ہے کہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے اس کم سنی میں یہ علوم ومعارف حاصل کر لیے تھے؟ یا آپ دس سال سے بھی کم عمر میں ایسام عجرقر آن لانے پر قادر تھے؟

دوسری بار آپ نے بغرض تجارت سفر کیا تھا، اس سفر میں آپ کی کسی راہب سے ملاقات ثابت نہیں، پھراس بہتان اورافتر اکی کا کیا حقیقت رہ جاتی ہے؟

۲۔ بیعقلاً محال ہے کہ کوئی شخص پہلی مرتبہ بچین میں اور دوسری مرتبہ بحثیت تا جرکسی راہب سے ملے اور وہ عالم کا استادین جائے اور باوجودا می ہونے کے صرف ایک یا دومرتبہ کسی راہب سے ملا قات کر کے قرآن کریم جیسی معجز کتاب لائے۔

س۔اگر بحیرارا ہب ہی اس قر آن کا مصدر تھا تو بحیرا ہی منصب نبوت ورسالت کا زیادہ حق دارتھا، وہ دنیا بھر کے تمام عبقری انسانوں سے بڑھ کرعبقری اور نابغه ً روز گارتھا، کیونکہ اس نے ایسا کلام پیش کیا جس نے اولین وآخرین سب کولا جواب اور بے بس کر دیا۔

مه ان پاگلوں سے زیادہ میہ بات قریش مکہ کوسوجنی چاہے تھی کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب اور بہتان طرازی میں ان سے کہیں بڑھ کر تھے مگرانہوں نے بھی الیی بے پر کی نہیں اڑائی ۔ اور بھی نہ سوچا کہ وہ قرآن کو بحیرارا ہب کی تعلیم سے منسوب کردیں کیونکہ محمصلی اللہ علیہ وسلم کی دومر تبداس سے ملاقات ہو چکی ہے، وہ بھی اسے نامعقول اور نا قابل یقین تہمت جانے تھے۔ وہ بھی اسے نامعقول اور نا قابل یقین تہمت جانے تھے۔ دوسلم کی تعلیم کا نتیجہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں قرآن جبر سے سیما ہے۔

اس شبکا اللہ تعالیٰ نے نہا ہے عمدہ اور روش دلیل سے جواب دیتے ہوئے فر مایا ہے۔
وکفک نعید کو آنھ ہم یعفو گوت انکہ ایعید نہ شکر فراسکا گا الّذِی کی کیا ہے۔
یکھید گوت الّد کے آعجی قرف کا السکائ عربی ہم شبید ن ﴿
اور (اے نبی عید ہم سر خوب معلوم ہے کہ بیلوگ بیا ہی کہتے ہیں کہ
ان کو تو ایک آدمی سکھا تا ہے حالانکہ جس کی طرف بیر (منکرین ) نسبت
کرتے ہیں اس کی زبان ہے حالانکہ جس کی طرف بیر (منکرین ) نسبت
کرتے ہیں اس کی زبان سے ناواقف، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کس طرح تھے، جرروی تھے، جررضی اللہ عنہ لو ہار بیشہ تھے، مسلمان ہوگئے۔ رسول اللہ علیہ وسلم کا للہ علیہ وسلم جب

<sup>(</sup>۵۰)النحل:۱۰۳

وہاں سے گذرتے تو عموماً اس کے پاس تشریف فرما ہوتے ، مشرکوں نے کہا کہ محد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو یہی جررومی قرآن سکھا تا ہے ، جرکا مالک ان کوزو دکوب کرتا اور کہتا تھا کہ تو محد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو یہی جررومی قرآن سکھا تا ہے ، جرکا مالک ان کوزو دکوب کرتا اور کہتا تھا کہ تو محمد اللہ وسلم) کو سکھا تا ہے ، جرکہتے نہیں ، بخدانہیں بلکہ آپ جھے سکھاتے اور میری رہنمائی فرماتے ہیں ۔ چیرت کی بات ہے کہ بعض افراد نے اس تہمت پرصا دکیا ہے حالا نکہ اس کے بے ہودہ اور لچر ہونے میں کلام نہیں ۔ کیا بیمکن ہے کہ سکھانے والا غلام ، مجمی لو ہار ہو، عربی زبان کے قواعد، اصول اور آ داب سے ناواقف ہو پھروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوظیم تر زبان عربی میں قرآن جسی مجز کتا ہے سکھائے ؟ کیا یہ تقل میں آنے والی بات ہے کہ جرجیہا رومی مجمی اس قرآن کا مصدر منبع ہو قرآن تو عربی زبان کی فصیح و بلیغ ترین کتاب ہے ، بلکہ وہ مجمزات کا مجمزہ ، فخر عرب وافت عرب ہو سور آن کر یم کی پرتر دید باعظمت بھی ہے اور قطعی بھی کہ:

نِسَانُ الَّذِنَى يُلُحِدُونَ اِلَيْهِ آَحَجَيُّ وَهٰذَا لِسَانُ عَرَبَعُ مُيُدِينٌ ⊖

حالانکہ جس کی طرف یہ (مکرین) نسبت کرتے ہیں اس کی زبان مجمی ہے۔ دراہ) ہے اور بیر قرآن )صاف عربی ہے۔ (۵)

تیسرا شبه: حفزت محمصلی الله علیه وسلم منفر د، یکتا اور یگانهٔ روز گارعبقری انسان تھے، آپ کی اس عبقریت سے میمکن ہے کہ آپ اس قر آن کے نبع ہوں، قر آن حضرت محمصلی الله علیه وسلم کی تالیف اور ترتیب ہو، کیونکہ ایسی نابغهٔ روز گار شخصیت سے اس قسم کا کارنا میمکن ہے۔

ہم کہتے ہیں یہ بات ایسا بے خبر اور جاہل انسان کہہ سکتا ہے جور سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور آپ کے قبیلے اور قوم کی تاریخ سے ناوا قف ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم میں چالیس برس گزار ہے لوگ آپ کے صدق، امانت، فضل، عالی ظرفی اور بلندا خلاق کے قائل تھے یہاں تک کہ مشرکین آپ کوصادق اور امین کہتے تھے، اس پاکیزہ زندگی بسر کرنے کے بعد کیا یہ عقل میں آنے والی بات ہے کہ آپ ا تناعظیم بہتان گھڑیں اور یہ کہیں کہ قرآن اللہ کی طرف سے ہوا ویکی ایس کی آپ واور دلیل ہوتی سے ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں؟ انسان کی ابتدائی زندگی اس کی آخری زندگی کا پرتو اور دلیل ہوتی

<sup>(</sup>۵۱)انحل:۱۰۳

ہے، کیا یہ چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریفانہ، پاکیزہ، بہترین اور عمدہ زندگی ہے میل کھاتی ہے، رومی بادشاہ ہرقل جب ابوسفیان ہے رسول اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دریافت کرتا ہے: کیاتم نے ان کے اعلانِ نبوت سے پہلے ان کوجھوٹ بولتے سنا ہے؟ تو ابوسفیان جواب میں کہتا ہے: نبیس، بلکہ وہ ہمارے نزدیک صادق وامین ہیں، ہرقل نے ابوسفیان سے کہا کہ یہ کسے ہوسکتا ہے کہ وہ لوگوں پر جھوٹ نہ بولے اور اللہ پر جھوٹ بولے۔

دوسری طرف تاریخ سے بیبھی قطعی طور پر ثابت ہے کیدرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ائی تھے پڑھنالکھنائہیں جانتے تھے۔قرآن کریم میں ارشا دِر بانی ہے:

> وَمَاكُنُتَ تَتَلُوا مِنْ قَبَلِهِ مِنْ كِتْبِ قَ لَا تَعُطُّهُ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَامْرَتَابَ الْمُبْطِلُونَ⊙

اور (اے نی میلینی )اس سے پہلے نہ تو آپ کوئی کتاب پڑھتے تھے اور نہ کوئی کتاب پڑھتے تھے اور نہ کوئی کتاب اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے کہ میجھوٹے لوگ دھو کہ کھاتے (۵۲)

اس حالت میں رسول اللہ حلیہ وسلم کے لیے گذشتہ انبیاء ومرسلین علہم السلام کے حالات اورتفصیلی طور پر نازک، گہرے اورمشکل تاریخی امور، گذشتہ اقوام وامم کے حالات کی معرفت کیے مکن تھی، جبکہ آپ نے کتابیں پڑھیں، علم حاصل کیا نہ ہی اہل کتاب کے کسی صاحب علم سے اس قشم کی خبریں حاصل کیں؟

علاوہ ازیں کوئی انسان کتنا ہی نادیر روزگار نابغہ عصر اور فربین وقطین ہووہ امورغیب اور مستقبل کے احوال سے کیسے واقف ہوسکتا ہے، انسان کتنا ہی بلند مرتبہ ہوکیا اس کے لیے غیب کی ایسی خبریں بہم پہنچا ناممکن ہے کہ ان میں سے کوئی خبر غلط ثابت نہ ہو؟ بیتو صرف اور صرف ایسے صادق رسول سے ممکن ہے جس کی ہر خبر وحی الہی پہنی ہو عقل کا بہی فیصلہ ہے کہ یہ کسی بشر کے بس کی بات نہیں ۔ کوئی کتنا ہی عبقری ہو، اس کے فکر رسا کی رسائی کتنی بلندیوں پر ہو، اس کی شخصیت کتی مثالی اور قوی ہو، وہ ہر گرنفیب کے پردوں کو جا کہ نہیں کرسکتا اور اپنے مقدور سے زیادہ کی خبر نہیں دے سکتا، اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے:

<sup>(</sup>۵۲)العنكبوت: ۴۸

كَذَٰ لِكَ نَعَصُّ عَلَيْكَ مِنَ أَنْبَاآءِ مَا قُلُ سَبَقَ ۚ وَقَلُ الْيَنَّكَ مِنَ اللَّهُ نَا ذِكْرًا أَهُ

(اے نبی عظیم اس طرح ہم آپ کوان لوگوں کی خبریں سناتے ہیں جو پہلے گزر چکے اور ہم نے آپ کو اپنے پاس سے ایک نصیحت نامہ ( یعنی قرآن ) دیا ہے۔ (۵۳)

چوتھا شبہ: انسانوں کا قرآن کی مثل لانے سے عاجز رہنااس کے کلام اللہ ہونے کی دلیل نہیں ہے، اوگ تو رسول اللہ علیہ وسلم کے کلام کی مثل لانے سے بھی عاجز ہیں، تو کیا رسول اللہ علیہ وسلم کا کلام سب اللہ کا کلام ہوایا اللہ کی جانب سے ہوا؟

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اگر چیوام الناس حدیث نبوی کی مثل لانے سے عاجز ہیں لیکن خاص افراداس ہے متنتیٰ ہیں،ان کے لیے کلام نبوی کی مثل لا نا خواہ یہ مقدار ایک حدیث یا ا یک یا دوسطور کے برابر ہوممکن ہے، رسول الله صلی الله علیه وسلم کا کلام اگر چه فصاحت و بلاغت کی انتہائی بلندیوں پر ہےتا ہم وہ انسانی کلام ہے،اورانسانوں کا کلام بھی ایک دوسرے کےمشابہ ہوتا ہے، یہاں تک کہ ہم کلام نبوت اور بعض خواص صحابہ کرام کے کلام میں مشابہت پاتے ہیں، ہم حدیث سنتے ہیں تواس شبہ میں پڑ جاتے ہیں کہ ہی حدیث مرفوع ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک منتهی ہوتی ہے یاکسی صحافی پر موقوف ہے یعنی صحافی کا کلام ہے؟ یا تا بعی تک مقطوع ہے۔ جب تک راوی سند میں بیان نہ کردہے ہارے لیے تمیز کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اور ہم قائل کی تعیین نہیں كرسكته \_ جوحفرات فصاحت و بلاغت سے شعورِ دافر ركھتے ہيں وہ عموماً ایسے شبجات میں مبتلا ہوتے ہیں۔ہم لوگ جب کسی فصیح و بلیغ انسان کاعمدہ کلام سنتے ہیں تو ہم اس کورسول الله صلی الله علیہ وسلم کا کلام سجھتے ہیں ،اس طرح رسول الله صلی الله علیہ وسلم کے کلام اوربعض نابغہ روز گارا فراد کے کلام میں ہمیں شبہ ہونے لگتا ہے مثلاً معدہ بیاری کا گھرہے، پر ہیز ہرعلاج کی بنیاد ہے وغیرہ، جب انسان ایسے جامع جملے سنتا ہے تو ان کے بہترین اسلوب اور صحت کے پیش نظران کو حدیث سمجھتا ہے حالانکہ بیا حادیث نہیں بلکہ عرب کے مشہور طبیب ابن کلدہ کے اقوال ہیں۔

قر آن کریم کی شان بالکل منفر د ہے وہ کسی کے کلام سے نہیں ملتا، کسی کا کلام اس کے مشابہ اور اس جیسانہیں ہوسکتا کیونکہ اس کا نازل فر مانے والامثل، نظیر، ہم سراور مماثل سے پاک ہے، سوحدیث شریف کوصفت اعجاز میں قر آن کریم پر قیاس کرنا کیسے درست ہوگا۔

یہ بات قابل غور ہے کہ اگر قرآن کریم حضرت محمطی کی تالیف ہوتا تو لازمی طور پر قرآن اور حدیث کا کیساں اسلوب ہوتا، کیونکہ دونوں کا صدورا کیے شخص سے تھا، جس کی استعداد اور مزاج واحد سے، حالانکہ ہمیں قرآن اور حدیث میں واضح فرق نظر آتا ہے، قرآن کریم کا اسلوب الگ ہے اس میں الوہیت ور بوبیت کے جلو نظر آتے ہیں جومشا بہت اور مما ثلت سے ماورا ہیں حدیث شریف کا اسلوب دوسری نوعیت کا ہے، مشابہت اور مما ثلت سے ماورا نہیں بلکہ وہ رفیع المرتبت انسانی اسالیب کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہے اور کسی حالت میں اعجاز قرآن کی رفعتوں کا مقابلہ نہیں کرسکتا، جب بھی کوئی انسان قرآن کریم اور حدیث شریف کے اسالیب میں رفعتوں کا مقابلہ نہیں کرسکتا، جب بھی کوئی انسان قرآن کریم اور حدیث شریف کے اسالیب میں گہراغور کرے گائی بریحقی تعریف ہوجائے گی۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَوْانَ مَا فِي الْرَبُضِ مِنْ شَجَرَةٍ اقْلَامٌ وَانْبَعَرُ يَسُلُاهُ مِنْ بَعَدِهِ

سَبْعَةُ ٱبْحُرِمًا نَفِدَتْ كَلِمْتُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيْزُ حَكِيْمُ

جو کیچھ زمین میں درخت ہیں اگر وہ سب قلم ہو جائیں اور سمندراس کی سیابی (بن جائیں اور )اس کے بعداس میں (سیابی کے )سات سمندر اور آملیں تو بھی اللہ کے کلمات ختم نہ ہوں بے شک اللہ زبردست (اور ) حکمت والا ہے۔ (۵۴)

قُلُ لَيْنِ اجْمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَنْ يَاْتُوْا بِيتْلِ هٰذَا. الْقُرْانِ لَا يَاتُوْنَ بِيتِنْلِهِ وَلَوْكَانَ بَعْضُهُمْ بِبَعْضِ ظِهْيَرًانِ

آپ کہدد بیجئے کہ اگرتمام انسان اور جن مل کربھی اس قر آن کی مانند لانا چا میں تب بھی اس جیسا ( قر آن ) نہ لاسکیس گےخواہ ایک دوسرے کی (کتنی ہی) مدد کیوں نہ کریں۔(۵۵)

#### قسدر ثائى

# تفسير بالدرايه (تفسير بالرائے)

تفیر بالروایہ پر بحث ونظر کے بعداب ہم تفیر بالدرایہ پرنظر ڈالتے ہیں، مفسرین اس تفیر کوتفیر بالرائے یاتفیر بالمعقول کا نام دیتے ہیں، کیوں کہ اس قسم کی تفییر میں مفسرا پنے اجتہاد پر اعتماد کرتا ہے، صحابہ کرام یا تابعین سے منقول آثار پر اعتماد نہیں کرتا بلکہ اس کا اعتماد لغت عرب، اہل عرب کے اسلوب کے طریقوں کے فہم، اہل عرب کے طریق تخاطب کی معرفت اور علم تفییر کے لیے ضروری علوم کے ادراک پر ہوتا ہے، مثلاً صرف نحو، علوم بلاغت، اصول فقد اور اسباب نزول کی معرفت و غیرہ، یعنی ایسے تمام علوم کی معرفت جو ایک مفسر کے لیے قرآن کریم کی تفییر کرتے وقت ضروری ہیں۔ آئندہ صطور میں ہم انشاء اللہ ان کی وضاحت کریں گے۔

### تفسير بالرائح كامعنى

رائے کامعنیٰ ایسا اجتہاد ہے جو اصول صیحہ اور قواعد سلیمہ متبعہ پرجنی ہو، تفسیر قرآن کا ارادہ کرنے والے اور قرآن کے معانی بیان کرنے والے کے لیے ان کا جاننا نہایت ضروری ہے، یہاں رائے سے مجر درائے یا خواہش نفس پرمنی رائے ، دل پندنظریہ یا حسب گمان تفییر قرآن مراد نہیں ہے علامہ قرطبی کہتے ہیں کہ جس شخص نے قرآن میں اپنے وہم کے مطابق یا دل کے خیال کے موافق کہا، کسی اصول سے استدلال نہیں کیا، وہ خطا کار، ندموم ہے اور اس حدیث شریف کا مصدات ہے:

جس نے مجھ پرعمداً جھوٹ بولا وہ اپناٹھ کانہ جہنم میں بنائے ، اور جس نے قرآن میں اپنی رائے ہے کہاوہ اپناٹھ گانہ جہنم میں بنائے۔(۱) رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے : جس شخص نے قرآن میں اپنی رائے ہے کہا اس نے خطاکی۔(۲)

<sup>(</sup>۱) تر مذی/ از ابن عباس رضی الله عنها به (۲) ابودا و د/ از جندب رضی الله عنه ـ

علامہ قرطبی اپنی تغییرالجامع لا حکام القرآن کے مقدے میں لکھتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث'' جس نے قرآن میں اپنی رائے سے کہاوہ اپناٹھ کانہ جہنم میں بنائے'' کی دوتفییریں کی گئی ہیں :

ا۔ جس نے مشکل القرآن میں ایسی بات کہی جوصحابہ اور تابعین سے منقول نہیں وہ اللہ کی ناراضی میں پڑنے والا ہے۔

حس نے قرآن کے بارے میں ایسی بات کہی جس کے غیر حق ہونے کا اس کوعلم ہے وہ
 اپناٹھ کا نہ جہنم میں بنالے۔

علامة قرطبی نے دوسر ہے قول کو ترجیح دی ہے، یہی قول معنوی اعتبار سے اثبت اوراضح ہے، مزید کہا کہ حضرت جند ب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ایسا قول کہا جواس کی خواہش کے مطابق ہے نفس پرمجمول کیا ہے، مرادیہ ہے کہ جس نے قرآن میں ایسا قول کہا جواس کی خواہش کے مطابق ہے اعمہ سلف سے منقول نہیں تو اس نے صواب پانے کے باوجود خطا کی ، کیونکہ اس نے قرآن پر ایسا تھم لگا یا ہے جس کی اصل اسے معلوم نہیں اوراس کا قول اصحاب اثر فقل کے ند جب پرموقو ف نہیں ہے۔ ایس عطیہ ہے بقول اس کا بیہ مطلب ہے کہ سی خص سے کتاب اللہ عزوجل کا معنی پوچھا جائے اور وہ علماء کے اقوال اور علمی قوانین مثلاً نحو، اصول وغیرہ میں غور اور علمی قوانین کے تقاضوں کو خاطر میں لائے بغیر اپنی رائے سے جواب دے۔ اس حدیث میں از روئے لغت ، نحو، فقہ تفسیر کرنے والے لغوی نحوی اور فقہاء داخل نہیں ، کیونکہ یہ حضرات ایسے اجتجاد سے قرآن کریم کے معانی اور احکام کی تفسیر کرتے ہیں جو صرف رائے پرمخصر نہیں ہوتے بلکہ ان کی نظر علمی اور نظری معانی ورا حکام کی تفسیر کرتے ہیں جو صرف رائے پرمخصر نہیں ہوتے بلکہ ان کی نظر علمی اور نظری معانی بین ہوتے بلکہ ان کی نظر علمی اور نظری معانی بین ہوتے بلکہ ان کی نظر علمی اور نظری معانی بین ہرمتی ہے۔ (۳)

تفییر بالرائے کی اقسام

اس اعتبار سے تغییر بالرائے کی دوشمیں ہیں: ایفیبرمحود، ۲ تغییر مذموم ۔

<sup>(</sup>۳) تفسير قرطبي/ ج اص۳۲\_

#### تفسير محمود

تفییرمحمود وہ ہے جوشارع کی غرض کے موافق ہو، جہالت اور صلالت سے دور ہو، لغت عرب بیٹ تفییر محمود وہ ہے جوشارع کی غرض کے موافق ہو، جہالت اور صلالب پر مخصر ہو، سوجس عربیہ کے قواعد کے ساتھ ساتھ چلے، قرآن کریم کی نصوص کے فہم پر بیٹی اسالیب پر مخصر ہوں ہو گئیسر کے اس کی تفسیر کے مطابق کتا ہے۔ جا سے تفسیر محمود یا تفسیر مشروع کہا جا سکتا ہے۔

#### تفسير مذموم

میقر آن کریم کی بغیرعلم کے یا حسب خواہش الیی تفییر ہے جولغوی قوانین یا شریعت سے جہالت پر بنی ہو، کلام اللہ کوا پنے فاسد مذہب یا بدعت ضالہ پر محمول کیا گیا ہویا اپنی معلومات کو علم الله پر ترجیح و ہے ہوئے حتماً میر کہا گیا ہو کہ یہاں کلام اللہ سے میداور میراد ہے، تفییر کی ریشم تفییر مذموم یا تفییر باطل ہے مختصراً تفییر محمود کامفسر قوانین لغت ، اسالیب کلام اور قانو نِ شریعت کا عارف ہوتا ہے اور تفییر مذموم خواہش نفسانی ، جہالت اور ضلالت پر بینی ہوتی ہے۔

بعض نام نها دعلاء سے تفسیر مذموم کی مثالیں درج ذیل ہیں۔ ارشادِ الہی ہے:

يَوْمَ نَكَ عُوا كُلُّ أَنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ

(اوروہ دن یا در کھنے کے قابل ہے ) جس دن ہم ہرا یک شخص کوان کے امام کےساتھ بلا کیں گے۔ (ہم )

اس کی تفییر مذموم یہ ہے کہ اللہ تعالی قیامت کے دن لوگوں کوبطور پردہ پوشی ان کی ماؤں کے نام سے بلائے گا، یہاں ان جاہلوں نے ''امام'' کی تفییر''امھات'' (ماؤں) سے کی ہے اور ''امام'' کو''ام'' کی جمع سمجھا ہے، حالا تکہ پیلغت عرب کے خلاف ہے، کیونکہ''ام'' کی جمع ''مھات'' ہے اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَ أُمَّهٰ مُكُورًا لَتِي آرضَعْنَكُمُ

اورتمہاری مائیں جنہوں نے تنہیں دودھ بلایا ہے۔(۵)

<sup>(</sup>٣)الاسراء: ١١ (٥) النساء: ٢٣

''امام'' سے مرادامت کا نبی ہے یا نامہ' 'نہیں آتی ، یہ تول ازروئے لغت اور شریعت فاسد ہے۔ یہاں ''امام'' سے مرادامت کا نبی ہے یا نامہُ اعمال ہے،اس کی دلیل آیت کا آخری حصہ ہے:

فَمَنْ اُوْقِ كِتٰبَهَ بِيَمِيْنِهِ فَالُولَيِّكَ يَقْرَءُوْنَ كِتْبَهُمُ وَلَا يُقْلَمُوْنَ فَتِيُلاً⊙

پھر جس کواس کی کتاب (اعمال نامه) دائیں ہاتھ میں دی جائے گی تو وہ لوگ اپنی کتاب کو پڑھیں گے اوران پر ذرہ برابرظلم نہ ہوگا۔ (۲)

جب انسان تو اعد لغت اوراصول عربیت سے ناواقف ہو یقیناً وہ الل ٹپ، بےسوپے سمجھے کا م کرے گا، اس کی رائے غلط اور اس کا فہم خطا پر بنی ہوں گے۔ اسی طرح جو شخص شریعت کی غرض کو نہ سمجھتا ہووہ جہالت اور گر اہی کا شکار ہوجا تا ہے۔

الله تعالیٰ کاارشاد ہے:

وَمَنْ كَانَ فِي هٰذِهَ آعُلَى فَهُوَ فِي الْأَخِرَةِ آعْلَى وَآضَلُ سَبِيلًا⊙

اور جوکوئی اس جہاب میں اندھار ہاتو وہ آخرت میں بھی اندھار ہے گا اور وہ بہت ہی بڑا گمراہ ثابت ہوگا۔ ( ۷ )

اس آیت کے ظاہری معنیٰ ہے استدلال کرتے ہوئے ہرنابینا کے لیے بدیختی ، ناکا می اور دخول جہنم کا کہا گیا ہے۔ حالانکہ آس سے آنکھ کا اندھا پن نہیں بلکہ دل کا اندھا پن مراد ہے، کیونکہ ارشادِ الٰہی ہے:

> غَانِهَا لَا تَعَمَّى الْأَبْصَادُ وَلَكِنْ تَعَمَّى الْقُلُوبُ الْكَتِّى فِى الصُّلُوْدِ⊙

پس (نه سیحفے والوں کی) آئکھیں ہی اندھی نہیں ہو جایا کرتیں بلکہ (وہ)دل اندھے ہوجاتے ہیں جوسینوں میں ہیں۔(۸)

<sup>(</sup>۲) الاسراء: الدرك) الاسراء: ۲ (۸) الحج: ۲۸

بعض اوقات آنگھوں کی بینائی ہے محروم ہونا انسان کی سعادت اور نیک بختی کا باعث ہوتا ہے، حدیث قدسی میں ہے:

> الله تعالیٰ فرما تا ہے: جس کو میں نے اس کی دومحبوب چیزوں (آنکھوں) کی آزمائش میں مبتلا کیا، اس نے صبر کیا تو میں اس کواس کے بدلہ میں جنت دوں گا۔

تغییر باطل مذموم کے بعض نمونے ہم غرائب النفییر کے زیرعنوان ذکر کریں گے، وہیں ملاحظہ کیجئے۔

### امهات تفسير:

وہ اہم امور (اصول) تفییر میں جن کے بارے میں اجتہاد کیا جاتا ہے، علامہ ذرکشی کی البرھان اور علامہ سیوطی کی الا تقان کے بیان کے مطابق چار ہیں، جن کا خلاصہ درج ذیل ہے:

ا۔ ضعیف اور موضوع روایت سے احتر از کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کر دہ تفییر ۔

- تفسیر میں صحابی کے قول سے اخذ کرنا ۔ کیونکد ریے حکماً حدیث مرفوع ہے ۔
- سے مطلق بغت کو ماخذ بنانا، کیونکہ قرآن عربی زبان میں نازل ہوا ہے، لغت عرب سے اختلاف نہ کرنا۔
- س۔ اہلی عرب کے کلام کی موافقت سے ماخوذ ہونا اور قانونِ شرع کے مطابق ہونا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کواس کی دعا فر ما کی تقفی کہ'' اے اللہ! اسے دین کی سمجھ یو جھاور تا ویل کاعلم عطافر ما''۔(9)

# مفسر کے لیے ضروری علوم

کتاب الله کامفسر متعدد علوم اور معارف کامختاج ہے، اس کے لیےضروری ہے کہ ان علوم میں مہارت حاصل کرے تا کہ تفسیر کے قابل ہو، ورنہ وہ اس وعید میں'' جس نے قرآن میں (۹) الانقان/ ۲۶٫۰م م ۱۷۹۔

ا پنی رائے کے مطابق کہاوہ اپناٹھ کا نہ جہنم بنالے' ' داخل ہوگا۔

کسی مفسر کے لیے جن علوم میں مہارت ضروری ہے، علامہ سیوطی نے الاتقان میں ان کی تعداد پندرہ بیان کی ہے (۱۰) جن کو ہم بطورا خصار ذکر کرر ہے ہیں:

الغت عربيه اوراس كے قواعد علم نحو، صرف اور علم اشتقاق كى معرفت ـ

۲ ـ علوم بلاغت ،علم معانی ، بیان اور بدیع کی معرفت \_

٣ \_ اصول فقه، خاص، عام، مجمل، مفصل وغيره کي معرفت \_

سم\_اسباب نزول کی معرفت <sub>-</sub>

۵ ـ ناسخ ومنسوخ کی معرفت

۲ یملم قرأت کی معرفت

۷\_خدا دا دصلاحیت اور ملکه

#### اوّل: علم لغت

مفسر لغت اور اس سے متعلق علوم نحو، صرف اور اشتقاق کی معرفت رکھتا ہو، بیعلم مفسر کے لیے آیت کا فہم ممکن کے لیے ضروری ہے کیونکہ مفردات اور مرکبات کی معرفت کے بغیر اس کے لیے آیت کا فہم ممکن نہیں ،اس کے سمجھے بغیر کیا کوئی اس ارشاور بانی کی تفییر کرسکتا ہے:

لِلَذِيْنَ يُؤُنُونَ مِنْ نِسَالِهِمْ تَرَجُّنُ آرْبَعَةَ آشَهُرُ ۚ قَانَ فَآءُو فَانَّ اللهَ عَقُوُرٌ مَّ حِيْمُ

جولوگ اپنی بیویوں سے علیحدہ رہنے کی قتم کھا بیٹھتے ہیں ان کے لئے چار مہینے کی مہلت ہے پھراگروہ (اس عرصے میں) رجوع کرلیں تو اللّٰہ تعالیٰ بخشنے والامہر بان ہے۔(۱۱)

جب تک مفسر ایلاءاور توبص کے لغوی معنی نہیں جانے گا،اس کی تفییر نہیں کرسکتا۔

<sup>(</sup>۱۰) ، علامه سیوطی نے مندرجہ ذیل بندرہ علوم ثار کئے ہیں: النت، ۲ نحو، ۳ رتصریف، ۲ اشتقاق، ۵ ۔ بیان - ۲ رمعانی، ۷ \_ بدلیج، ۸ \_ قراءات، ۹ \_ اصول دین، ۱۰ اصول فقه، ۱۱ \_ اسباب نزول، ۱۲ \_ نائخ و منسوخ کاعلم، ۱۳ وعلم فقه، ۱۴ رتفیری احادیث کاعلم، ۱۵ علم وہی \_ (۱۱) البقرہ: ۲۲۲

امام ما لک نے فرمایا۔ جب بھی کوئی ایسا شخص کتاب اللہ کی تفسیر کرے گا جولفت عرب کا عالم نہ ہوتو وہ قرآن کوآفت ومصیبت بنادے گا''۔

مجاہد رحمہ اللہ کا قول ہے کہ'' جوشخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کے لیے بیرجا سرنہیں کہ وہ لغات عرب جانے بغیر کتاب اللہ کے بارے میں بات کرے''۔

جب لفظ لغوی معنیٰ سے متفق نہ ہوتو ایس تغییر باطل ہوگی۔جیسا کہ بعض روافض نے آیت کریمہ

### مَرَجَ الْبُحُرُيْنِ يَلْتَقِيٰنِ فَ

اس نے دودریاروال کئے جوباہم ملے ہوئے ہیں۔(۱۱)

کی تفسیر علی اور فاطمه رضی الله عنهما ہے۔ اور آیت کریمہ:

يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤُلُو وَالْمَرْجَانُ الْ

ان دونوں دریاؤں سے موتی اور موسلگے نکلتے ہیں۔(۱۲)

کی تفییر حسن اور حسین رضی الله عنهما سے کی ہے۔

ياارشادِر باني:

إِذْ هَبُ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ شَ

اب (بینشانیاں لے کر) تم فرعون کے پاس جاؤ بے شک وہ سرکش ہوگیا ہے۔(۱۳)

میں فرعون کی تفییر دل ہے کی گئی ہے اور اس سے بخت دل ظالم مرادلیا ہے، علا مد قرطبی کہتے ہیں بھی بعض واعظ مقاصد صححہ تحسین کلام اور سامعین کی ترغیب کے لیے ایسے مفاہیم بیان کرتے ہیں، حالانکہ یہ ممنوع ہے بیلغت میں قیاس ہے اور جائز نہیں اور تفییر بالرائے کی ممانعت کا ایک سبب ہے۔ (۱۴)

مفسر کے لیے علم نحوضروری ہے۔ کیونکہ حرکات کے تغیر سے مفہوم میں زبر دست تبدیلی آجاتی ہے، مثلاً ارشادر بانی ہے:

<sup>(</sup>۱۱) الرحمٰن:۱۹ (۱۲) الرحمٰن:۲۲ (۱۳) طٰه:۲۴ (۱۴) تفییر قرطبی/ج اص۳۳\_

إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَوُّا ﴿

بلاشبہاللہ ہےاس کے بندوں میں ہے علم والے ہی ڈرتے ہیں۔(۱۵)

الله تعالیٰ کے باعظمت اسم کی'' 6' پرنصب (زبر) ہے اور لفظ'' انعلماء'' کے ہمزہ پر رفع (پیش) ہے،اس طرح مطلب صحیح ہے بعنی الله کے بندوں میں سے صاحب علم ہی اس سے ڈرتے ہیں، جس کاعلم بالله زیادہ ہوتا جاتا ہے اس میں خشیتِ الٰہی بڑھتی جاتی ہے، اگراس کے برعکس حرکات ہوجائیں بعنی زبر کی جگہ پیش اور پیش کی جگہ زبر ہوتو مفہوم غلط ہوجائے گا۔

### عجيب واقعه

علامہ قرطبی نے اپنی تغییر میں بغیر سوچ سمجھ قرآن پڑھنے پڑھانے کے متعلق یہ واقعہ ذکر کیا ہے کہ حفرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے دور میں ایک بدوی مدینہ طیبہ میں آیا، اس نے کہا: مجھے محمصلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ (قرآن) کون پڑھائے گا؟ ایک صاحب نے اس کو سورة البرأة پڑھائی، اورآیت کریمہ:

میں لفظ رسول کے لام پرضمہ (پیش) کی جگہ جر (زیر) پڑھی، بدوی نے کہا کہ کیا اللہ اپنے رسول سے بری ہوگیا، اگر اللہ تعالیٰ اپنے رسول سے بری ہوتو میں بھی اس کے رسول سے بری ہوں، لوگوں کو بدوی کی یہ بات بہت بھاری گئی، حضرت عمرضی اللہ عنہ تک بات پنجی تو آپ نے اس بدوی کو بلا کر پوچھا کہ کیاتم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بری ہو؟ اس نے جواب دیا کہ امیر المؤمنین! میں مدینہ میں آیا مجھے قرآن کا علم نہ تھا، میں نے پوچھا کہ مجھے قرآن کون پڑھائے گا؟ تو اس شخص نے مجھے سورة البرأة پڑھائی، اور اس طرح اس آیت کو پڑھا، تو میں نے کہا کہ کیا اللہ اپنے رسول سے بری ہے تو میں بھی اس سے بری

<sup>(</sup>١٥) فاطر: ١٨ (١٦) التوبه:٣

ہوں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے اعرابی! بیآیت اس طرح نہیں۔ اعرابی نے کہا کہ امیر المؤمنین پھر بیآیت کس طرح ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیآیت سے جا عراب سے پڑھ کر سنائی، اعرابی نے کہا کہ بخدا میں بھی اس سے بری ہوں جس سے اللہ اور اس کا رسول بری ہیں، میں مشرکوں سے بری ہوں، تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تھم دیا کہ لوگوں کو صرف لفت کا عالم ہی قرآن پڑھائے اور ابوالا سود کو نحو مرتب کرنے کا تھم دیا۔ ( 12 )

مفسر کے لیے علم صرف اور اشتقاق بھی ضروری ہے تا کہ انسان الل ثپ بے سو پے سمجھے بات نہ کرے ، زخشر کی کہتے ہیں کہ بدعی تفسیر کی ایک مثال میہ ہے کہ ارشا در بانی :

يَوْمَ نَكُ عُوا كُلَّ أَنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ

(اوروہ دن یا در کھنے کے قابل ہے) جس دن ہم ہرا یک شخص کوان کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔(۱۸)

میں لفظ''امام'' کو''ام'' کی جمع کہا گیا ہے، اور یہ کہلوگ قیامت کے روز بابوں کی جمع کہا گیا ہے، اور یہ کہلوگ قیامت کے روز بابوں کی بجائے ماؤں سے بلائے جائیں گے، حالانکہ یہ فاحش غلطی ہے۔ یہ علم تصریف سے جاہل شخص کا قول ہے کیونکہ''ام'' کی جمع''امام' نہیں آتی۔(19)

### دوم: علوم البلاغه

کتاب عزیز قرآن کریم کے مفسر کے لیے علوم بیان، معانی اور بدلیے بھی لازم ہیں، کیونکہ قرآنی اعجاز کا ادراک ان علوم کی پاس داری کے بغیر نہیں ہوسکتا، مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ ٱشْرِبُوا فِي قَلُوْ بِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ا

اوران کے کفر کے سبب ان کے دلوں میں تو بچھڑا گھر کر گیا تھا۔ (۲۰)

لینی بچیزے کی محبت، یہاں مضاف محذوف ہے۔اس طرح واسٹ المقویة (۲۱) میں اہل قرید (بہتی والے) مراد ہیں۔

ارشادِ اللّٰہی ہے۔

<sup>(</sup>۱۷) تفییر قرطبی کرج اص ۲۳ (۱۸) الاسراء: ۱۷ (۹!) الاتقان، ج۲،ص ۱۸۱ (۲۰) البقره: ۹۳ (۲۱) بوسف: ۸۲

هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْرُو اَنْتُمُولِبَاسٌ لَهُنَّ ﴿

وهتمهارالباس ہیں اورتم ان کالباس ہو۔ (۲۲)

یدهتیقت نہیں بلکہ استعارہ ہے، جس طرح لباس شرمگاہ کوڈھانپتا ہے، انسان کوزیت و جمال دیتا ہے اسی طرح مرداورعورت بھی ایک دوسرے کا لباس ہیں ایک دوسرے کومزین اور مکمل کرتے ہیں، یہ جملہ عمدہ نظم اور بدائع کلام میں سے ہے، جب انسان اس کوظاہری معنیٰ پرمحمول کرےگا تو اس کامفہوم بگڑ جائے گا۔

کہتے ہیں اہل فرانس نے قرآن کریم کا فرانسیں زبان میں ترجمہ کرنا چاہا جب اس آیت کریمہ پر پہنچے تواس کے ظاہرِ الفاظ کا ترجمہ کیا اوراس کی حقیقت تک نہ پہنچے۔ان کا ترجمہ کچھ اس قتم کا تھا''وہ تمہاری چینئیں ہیں اور تم ان کی چینئیں ہو''اس لیے کہ ان کا لباس یہی تھا، ان کا فہم غلط ہو گیا اور وہ قرآن کی اس عمدہ اور بہترین تعبیر تک رسائی نہ حاصل کر سکے جو یہاں مطلوب تھی۔

اس طرح ایک بدوی کا قصد ہے اس نے بیار شادر بانی سا:

وَ كُلُواْ وَ اشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْرَابْيَضُ مِنَ

الْخَيْطِ الْأَسُودِ

اور جب تک صبح کی سفید دھاری رات کی سیاہ دھاری ہے متاز نہ ہواس وقت تک (صبح صادق تک) کھا بی لیا کرو۔ (۲۳)

اس نے سفیداور کالی دو ڈوریاں رکھ لیس، برابر کھاتار ہااوران کودیکھتار ہایہاں تک کہ سورج نکلنے کا وقت قریب آگیا،اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بیہ بات بتائی تو آپ نے فرمایا کہ بیہ تمہاری سمجھ کی خلطی ہے،خیط ابیض اور خیط اسود سے سفیداور کالی ڈوریاں مراد نہیں بلکہ دن کی روشنی اور رات کی تاریکی مراد ہے۔

قرآن کریم میں استعارے، کنائے اور مجازی بکثرت مثالیں ہیں جن کی معرفت علم بیان اور علم بدیع ہی ہے۔ اور علم بدیع ہی ہے مکن ہے، قرآن کریم میں حضرت نوح علیه السلام کی کشتی کے متعلق ارشاد ہے: وَرَكُم بدیع ہی ہے مکن ہے، قرآن کریم میں حضرت نوح علیه السلام کی کشتی کے متعلق ارشاد ہے: تَدُجُدرِی باَعُیُنِنا ''جماری حفاظت اور نگرانی ہے''۔ (۲۴) نیز فرمایا: قَدَمَ صِدُقِ

<sup>(</sup>٢٢) البقره: ١٨٤ (٢٣) البقره: ١٨٤ (٢٣) القمر: ١٨

''سچائی کا قدم''۔(ان کے رب کے پاس) (۲۵) اور نِسَانَ صِدُقِ''سچائی کی زبان''۔(۲۷) اور جَسنَا حَ الذُّلِّ''عاجزی کے باز د''(۲۷) بیتمام الفاظ اور ان جیسے دیگر الفاظ علوم بلاغت اور علم بیان کے اسرار کے فہم کے محتاج میں ۔

اسی طرح باتی علوم اصول فقد، اسباب نزول، ناسخ ومنسوخ کی معرفت اورعلم قر اُت ہے، مفسران میں سے ہرعلم کامحتاج ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تفسیر میں خطا سے بچے اور ان ضروری امور سے عدم واقفیت کی وجہ سے اس کا قدم نہ ڈگرگائے۔

علم موہب سے علم لدنی ربانی مراد ہے، ارشاد باری تعالی ہے:

وَعَلَمُنْهُ مِنْ لَانُ ثَاعِلْمًا ۞

اورہم نے ان کواپنے پاس سے خاص علم سکھایا۔ (۲۸)

الله تعالیٰ اس علم کا وارث اس مخض کو بنا تا ہے جوا پیے علم پڑمل کرتا ہے ،اس کے قلب کو اسرارر بانی کے فیم کے لیے کشادہ کر دیا جاتا ہے ۔ الله تعالیٰ فر ماتا ہے :

وَاتَّقُوا اللَّهُ ﴿ وَيُعَلِّمُكُمُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ

اورالله تعالی ہے ڈرتے رہواوراللہ تعالیٰ تمہیں سکھا تا ہے۔ (۲۹)

علم لدنی اخلاص اور تقوی کا تمرہ ہوتا ہے، جس دل میں تکبر، بدعت، دنیا کی محبت یا گناہوں سے محبت بھری ہووہ اس ہے محروم رہتا ہے۔اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے:

> سَاَصَرُونُ عَنَ أَيْتِي اللّهٰ يُنَ يَسَكَبَّرُونَ فِي الْمَارُضِ بِغَيْرِالْحَقَّ أَ وَإِنْ يَرَوْا كُلَّ آيةٍ لَا يُوْمِنُوْا بِهَأَ وَإِنْ يَرَوْا سَبِيلَ الرَّسُلِ الرَّسُلِ الرَّسُلِ الرَّسُلِ الْعَبَّ يَتَخِذُ وَهُ سَبِيلًا الرَّسُلِ الْعَبَي يَتَخِذُ وَهُ سَبِيلًا الرَّسُلِ الْعَبَي اللَّهُ عَنْهَا غَفِل الرَّي وَالْمَالِي اللَّهُ اللْمُلْمُ اللَّهُ اللْمُلْمُلِمُ اللْمُلْمُ اللَّهُ اللْمُلْمُلِمُ اللْمُلْمُلِمُ اللْمُلْمُلِمُ اللْمُلْمُلِمُ اللْمُلْمُلِمُ اللَّهُ اللْمُلْمُلِمُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللْمُلْمُلُولُولُولُ اللَّهُ اللْمُلْمُ

> لا ئیں گے،اورا گروہ ہدایت کا راستہ دیکھے لیں تو اس پر نہ چلیں اور اگروہ

<sup>(</sup>٢٥) يونس: ٢ (٢٦) مريم: ٥٠ (٢٤) الاسراء: ٢٨ (٢٨) الكنف: ١٥ (٢٩) البقرة: ١٨٢

گمراہی کا راستہ دیکھ لیں تو اس پر چلنے گئیں، یہ اس لیے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلا یا ہے اوران سے غفلت کرتے رہے۔ (۳۰) امام شافعی رحمہ اللہ نے کیا خوب کہا ہے: میں نے وکیع کی خدمت میں سوء حفظ کا شکوہ کیا تو انہوں نے ججھے معاصی

میں نے واقع کی خدمت میں سوء حفظ کا شلوہ کیا تو انہوں نے جھے معاصی کے جھے معاصی کے جھے معاصی کے ترک کی ہدایت کی۔اور جمجھے بتایا کہ علم نور ہے اور اللہ کے نور کی طرف کنہا کر کی رہنمائی نہیں کی جاتی۔

علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ شایدتم علم لدنی کی حقیقت نہ سمجھ سکواور کہو کہ بیانانی قدرت میں نہیں ہے، تمہاری بیسوچ درست نہیں، اس علم کا حصول بھی ممکن ہے اس کی خصیل کا راستہ مل اور زہدیں جس قدراضا فہ ہوتا ہے بیعلم اتناہی بڑھتا ہے۔علامہ سیوطی نے مزید فرمایا کہ علوم قرآن اور ان ہے مستبط علوم ناپیدا کنار سمندر ہیں، ہم نے گزشتہ سطور میں جن علوم کا ذکر کیا ہے یہ مفسر کے لیے بطور آلہ ہیں جن کے حصول کے بغیر مفسر تفسیر نہیں کرسکتا، جوان علوم کے بغیر تفسیر کہتا ، جوان علوم کے بغیر تفسیر کرتا ہے وہ ممنوع تفسیر بالرائے کا مرتکب ہوتا ہے (۱۳۲)

واضح رہے کہ علمائے کرام کی مذکورہ شرا کطاتفیر کے اعلیٰ مراتب کے حصول کے لیے ہیں، قرآن کریم کے عام مفہوم کوانسان قرآن کریم کے الفاظ کی ساعت سے ہجھ سکتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو مہل اور آسان کردیا ہے تا کہ لوگ اس کی بلندیا بیآیات میں تدبر کریں اور نصیحت حاصل کریں۔ارشاد فرمایا:

أَفَلَا يَتَنَ بَرُونَ الْقُرَانَ

کیاوہ قرآن میںغورنہیں کرتے۔(۳۲) یتفسیرقرآن کاادنی مرتبہے۔

مرا تب تفسير:

مرحوم شخ محمد عبدہ نے تفسیر کے دومرا تب بیان کئے ہیں:

ا ـ اعلیٰ مرتبه، ۲ ـ ادنیٰ مرتبه

تفيير كاعلى مرتبه مندرجه ذيل امور سيتحيل واتمام يا تا ہے:

ا۔ اہل لغت کے استعال کے موافق قر آن کریم میں موجود الفاظ مفردہ کے حقائق کافہم۔

۲۔ بلند پایہ اسالیب کلام کی معرفت۔اس کا حصول بلیغ کلام پر گہری نظراور کلام کے نکات وعاس برعبور سے ہوتا ہے۔

س۔ احوال بشر کاعلم ،قوموں کے تدریجی تغیر ،ترقی اورتشکیل نو میں سنن الہید کی معرفت ،ان میں قوت وضعف ،عزت و ذلت اورا بمان و کفر کے مختلف احوال سے واقفیت ۔

سم۔ قرآن کریم کی ہدایت کے مطابق بشریت کاعلم، دورِ جاہلیت میں اہل عرب کی شقاوت اور گمراہی سے واتفیت، حضرت عمر رضی الله عنہ سے مروی ہے'' جس نے جاہلیت کی زندگی کے بارے میں نہیں پڑھاوہ اسلام کی فضیلت سے واقف نہیں ہوسکتا''۔

۵ ۔ دینی اور دنیوی معاملات اورامور میں نبی صلی الله علیه وسلم اور آپ کے صحابہ کی علمی اور علی علمی اور علی سرگرمیوں کاعلم ۔

### ادنی مرتبه

تفییر کا ادنی مرتبہ بیہ ہے کہ اجمالی طور پر ایسے امور کا بیان ہو جو دل و د ماغ کو اللہ کی عظمت اور تنزید سے روشناس کریں،نفس کوشر سے ہٹا کر خیر کا طلب گار بنا نمیں تفییر کی بیشم ہر انسان کومیسر ہے،اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَلَقَدُ يَسَّرُنَا الْقُرُانَ لِلذِّكِرُ فَهَلُ مِنْ مُّدَّ كِرِنَ

اور ہم نے قرآن کوسکھنے والوں کے لئے آسان کر دیا ہے، سوکو کی ہے نفیحت حاصل کرنے والا۔ (۳۳)

وجوه تفسير

علامه سیوطی، ابن جریر کے حوالہ سے متعدد طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللّٰہ عنہما

النبیان فی علوم القرآن ۲۲۸ نے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فر مایا کہ فسیر کی چاروجوہ ہیں:

ا۔ازروئے لغت اہلء ب کی تفسیر ۔

۲۔ حلال وحرام کا تھم (جس سے جہالت قابل قبول عذر نہیں )

سوعلاء كي تفسير \_

ہ ۔ وہ تفسیر جس کواللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

### تفسیر بالرائے کے جواز میں علماء کے اقوال

تفسیر بالرائے کے معنیٰ اور شرائط کی معرفت کے بعداب ہم اس تفسیر کے بارے میں علماء کے اقوال اوراس تفسیر کے مجوزین اور مانعین کے دلائل ذکر کررہے ہیں تا کہ حق روز روش کی ً طرح واضح ہو جائے ،اللّٰہ ہی ہے مدد کی التجاہے۔

یہاں تفییر بالرائے ہے مراد تفییر بالا جہتاد ہے، جبکہ مفسر کلام عرب، ان کے اسلوب خطاب سے واقف ہو،عربی الفاظ اوران کے وجوہ دلالت کی معرفت رکھتا ہو۔

تفسير بالرائے میں علماء کے دومکتب فکر ہیں:

#### يهلا مكتب فكر

اس کمتب فکر کے علما تفسیر بالرائے کے عدم جواز کے قائل میں ان کے نز دیک تفسیر ساع برموقوف ہے۔

### دوسرا مكتب فكر

یہ حضرات مذکورہ بالاشرا کط کے ساتھ تفسیر بالرائے کے جواز کے قائل ہیں۔ جمہورعلاء کا یہی مذہب ہے۔

#### مانعین کے دلائل

یملے کمتب فکر کے حاملین علما تِفسیر بالرائے کی ممانعت میں متعدد دلائل پیش کرتے ہیں ، جن کا خلاصہ بہہے: وم القرآن ۲۲۹ تفیر بالرائے التفیر بالرائے اللہ تعالیٰ کی طرف بغیرعلم کے کسی قول کومنسوب کرنا ہے۔قرآن کریم میں اس کی ممانعت ہے،اللّٰہ تعالیٰ کاارشاد ہے:

وَأَنْ تَقَوُّلُوا عَلَى اللهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۞

اور بہ کرتم اللّٰد تعالیٰ کے بارے میں وہ با تیں کہوجوتم جانتے نہیں \_(۳۴)

۲۔ حدیث شریف میں اس شخص کے لیے شدید وعید آئی ہے جواپنی رائے سے قر آن کی تفییر کرتا ہے، رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا که میری طرف بغیرعلم کے بات منسوب نہ کرو، سوجس نے دانستہ مجھ برحبوث کہاوہ اینا ٹھکا نہ جہنم بنائے ،اورجس نے قر آن میں اپنی رائے ہیے کہاوہ اینا ٹھکا نہ جہنم بنائے''۔(۳۵)

س\_الله تعالیٰ کا فرمان ہے:

بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ۗ وَٱنْزُلْنَاۚ إِلَيْكَ الذِّكُو لِـثُبَكِّينَ لِلنَّاسِ مَا نُزْلَ الِيَهِمُ وَلَعَكُومُ يَتَفَكَّرُونَ ۞

ہم نے ان کومعجز ہے اور کتابیں دے کر ( بھیجا تھا ) اور ( اے رسول ) ہم نے آپ پر بھی قرآن نازل کیا ہے تا کہ جو کچھان کے لئے نازل کیا گیا ہے آ پ اس کولوگوں کے سامنے صاف صاف بیان کر دیں اور تا کہلوگ (اس میں)غورکریں۔(۳۲)

اس آیت کریمہ میں بیان کی اضافت رسول الله صلی الله علیه وسلم کی طرف ہے، اس ہے معلوم ہوا کہ دوسروں کے لیے قرآن کے معانی بیان کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

۴۔ صحابہ کرام کا قر آن کریم میں اپنی رائے سے احتر از ۔ پہاں تک کہ حضرت صدیق ا کبررضی اللّٰدعنہ نے فرمایا: مجھے کونسا آ سان سایہ فراہم کرے گا اور کون می زمین مجھے سکون دے گ جب میں قرآن میں اپنی رائے ہے کہوں یا اس میں وہ کہوں جس کا مجھے علم نہیں؟

### تفسیر بالرائے کے مجوزین کے دلائل

تفسیر بالرائے کے مجوزین جمہورعلاء نے اپنے موقف میں متعدد دلائل ذکر کیے ہیں (۳۴) البقره:۱۲۹ (۳۵) ترندی (۳۲) انحل:۴۸

جن کا خلاصہ درج ذیل ہے:

ا۔اللّٰد تعالیٰ نے ہمیں قرآن کریم میں تدبر کرنے پر برا پیجنتہ کیا ہے اور اس میں غور وفکر کرنے کی ترغیب دی ہے۔ارشا وفر مایا:

> كِتْبُ أَنْزَلْنَهُ اللَّهِ مُبْرَكُ لِيَدَّ بَرُواَ الْيَهِ وَلِيَتَذَكَرَ أُولُوا الْأَلْمَاكِ

یہ (قرآن )ایک بابر کت کتاب ہے جوہم نے آپ پر نازل کی ہے تا کہ لوگ اس کی آیتوں میں غور کریں اور تا کہ تھندلوگ اس سے نصیحت حاصل کریں۔(۳۷)

اَفَلاَ يَتَكَ بُرُونَ الْقُرُانَ امْرَعَلَى قُلُونِ اقْفَالُهَا ۞

کیا ہے لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے پڑ گئے۔ ہیں۔(۳۸)

تد براور تذکر قر آن کریم کے اسرار ورموز میں غور وفکر کرنے اس کے مفاہیم کو بیجھنے میں کوشش کرنے کو کہتے ہیں، تو کیا اللہ تعالی نے صاحب علم لوگوں کوالی چیز کا تھم دیا ہے جوان کے لیے ممنوع ہے حالانکہ وہ (تدبر ، نظر ، تذکر ) علم کا راستہ اور معرفت کا ذریعہ ہے۔

۲\_الله تعالیٰ نےلوگوں کو دوتسموں میں تقسیم فر مایا ہے ،عوام الناس اورعلاء ، اورلوگوں کو ان اہل علم کی طرف رجوع کرنے کا تھم دیا ہے جواحکام مستنبط کرتے ہیں : ارشا دفر مایا :

> وَكُوْرَدُّوْكُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى الْوِلِي الْاَمْرِمِنْهُمُ لَعَلِمَهُ اللَّذِينَ يَسْتَنْ يُطُونَهُ مِنْهُمُ مُ

> اوراگر وہ اس کورسول اور اپنے حاکموں تک لے جاتے تو ان میں تحقیق کرنے والے اس کی تحقیق کرلیتے۔ (۳۹)

اشنباط روثن خیالی ہے دقیق معانی کا انتخراج ہے، اور بیا جتہا داور اسرار قر آن میں گہرےغور وفکر کامحتاج ہے، جس طرح تیراک سمندر کی گہرائی میں غوطہ زن ہوکرموتی اور جواہر

(٣٤)ص: ٢٩ (٣٨) محد: ٢٨ (٣٩) النياء: ٨٣

نكالتا بـ

ساراگراجتها دسے تفسیر ناجا کرتھی تو پھراجتها دبھی جائز نہ ہواور کثیر التعدا داحکام معطل ہوجا کیں ، حالا نکہ بی تول باطل ہے ، بلکہ مجتمدتھ شرع میں صواب کو پائے یا خطا پر ہو جب وہ اپنی پوری کوشش صرف کرے اور حق وصواب تک رسائی کا دلی طور پرخوا ہش مند ہووہ عنداللہ ماجور ہے۔

ہم صحابہ کرام نے قرآن کریم پڑھا اور متعدد وجوہ سے تفسیر میں باہم اختلاف کیا ، انہوں نے تفسیر قرآن میں جو کچھ کہا سب نبی صلی اللہ علیہ انہوں نے تقسیر قرآن میں جو کچھ کہا سب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ساعت نہیں کیا ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کی ضروری تفسیر آن کے لیے بیان فر مادی اور باقی کو ان کی عقل اور اجتہا د پر چھوڑ دیا ، اگر آپ نے تمام معانی اور مفاجیم بیان فر ماد سے ہوتے تو تفسیر قرآن میں صحابہ کرام محتف الرائے نہ ہوتے۔

2- نبی صلی الله علیه وسلم نے حضرت ابن عباس رضی الله عنهما کے لیے دعا کی که 'اے الله ! اس کو دین کی سمجھ اور تاویل (تفسیر) کاعلم عطاء فر ما''اگر تاویل بھی تنزیل کی طرح نقل اور ساع پرموقوف اور مقصود تھی تو پھر حضرت ابن عباس کے لیے اس دعا کی تخصیص کا کیا فائدہ ؟ اس ہے معلوم ہوا کہ کہ تاویل رائے اور اجتہا دیے تفسیر ہے۔

### مانعین کے دلائل کارد

تفییر بالا جتهاد کے مجوزین نے مانعین کا نا قابل تر دید دلائل اور برا ہین قاطعہ سے رد کر کے ان کی غلطی ثابت کی ہے،رد کے دلائل حسب ذیل ہیں:

ا۔تفسیر بالرائے بغیرعلم کے اللہ کی طرف قول منسوب کرنانہیں بلکہ یہ قول شارع علیہ السلام کا افن یافتہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فر مایا کہ جب مجتهدا جہتاد کرے اور صواب کو پالے اس کے لئے دواجر ہیں اوراگراجہتاد میں خطا کرے تو اس کے لیے ایک اجر ہے، اگر اجتہاد کی اجازت ہی نہیں تو پھراجر پانے کے کیا معنی ہوئے؟

۲ \_ مانعین کی دوسری دلیل میرحدیث شریف ہے کہ''جس نے قر آن میں بغیرعلم کے کہا وہ اپناٹھ کا نہ جہنم بنائے''۔ ا۔تفییر کے لیےضروری علوم کےحصول کے بغیرتفییر کرنا۔

۲ ـ متشابهات کی تفسیر کرنا، جن کاعلم الله کے سواکسی کونہیں ۔

سو۔ فاسد مذہب کی تا ئید میں تفسیر ، مذہب اصل اورتفسیر اس کے تا بعے ہو۔

ہ ۔ بغیر دلیل کے سی تھم کقطعی طور پر مرا دِالٰہی قرار دینا۔

۵۔خواہش نفس کےمطابق تفسیر کرنا۔

(علامه سیوطی کی تصریح کے مطابق ندکورالصدر وعید میں اس قتم کی تفسیری آتی ہیں، اجتهادیرمنی تفاسیران میں شامل نہیں ہیں )۔

سر مانعین کی تیسری دلیل کے جواب میں کہا گیا ہے کہ ہمیں تسلیم ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیان پر مامور ہیں کیکن آپ تمام اشیاء کے بیان سے قبل اللہ کے جوار رحمت میں چلے گئے ،سو جن کا بیان ہوااس میں اجتہاد کا دخل نہیں اور جہاں بیان نہیں فر مایا و ہاں اجتہاد اورغور وفکر سے کا م لیتے ہوئے بیان کیا جاسکتا ہے،آیت کریمہ کا آخری حصہ ولعلہ میں نشخکرون بھی اس کی گواہی د ہے رہا ہے۔اس لیےغور وفکرا وراجتہا دلا زم ہے۔

ہم۔ چوتھی دلیل کا جواب یہ ہے کہ صحابہ کرام کا باز رہناان کے تقویٰ، احتیاط اور اس خوف کی بناء پرتھا کہ کہیں وہ صحح مراد تک نہ پہنچ سکیں ،ان کا خیال تھاتفسیر اللہ پرشہادت ہے کہاس نے اس لفظ سے بیمعنیٰ مرادلیا ہے، اس لیے وہ رکے رہے کہ میں صواب ان کی طرف نہ ہو (وہ خطا پر ہوں ) کیکن جب ان پر بید حقیقت واضح ہوئی کہ وہ صواب پر ہیں تو وہ تفسیر سے نہیں رکتے تھے۔ چنانجہ حضرت ابو بکررضی اللہ عنہ کلالہ کے بارے میں اپنی رائے سے فتو کی دیتے تھے۔

يَسْتَفْتُونُكُ فِي اللَّهُ يُفْتِنَّكُمُ فِي الْكَالَةِ ﴿

وہ آپ ہے تھم یو چھتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں کلالہ کے ہارے میں حکم دیتا ہے۔ (۴۰۰)

اور فرماتے تھے کہ میں اپنی رائے ہے کہتا ہوں اگر بیصواب ہے تو اللہ کی جانب ہے

ہے اوراگر خطاہے تو میری اور شیطان کی طرف سے ہے۔ کلالہ وہ ہے کہ جس کا والد اور اولا دنہ ہو

اس طائر انہ نظر سے آپ پر تفییر بالاجتہاد کے مانعین کی خطاواضح ہوگئی ہوگی، جنہوں
نے تفییر کے لیے منقول اور ما ثور کی شرط عائد کی ہے، جمہور کے دلائل کی قوت اور مانعین کے دلائل
کا بوداین آپ نے ملاحظ فر مالیا۔

اب ہم آئندہ سطور میں تفییر القرآن بالاجتہاد کے متعلق امام غزالی ، علامہ راغب اصفہانی اور علامہ قرطبی کے خیالات نقل کررہے ہیں۔

# امام غزالی کے کلمات

الاحیاء میں امام غزالی کہتے ہیں کہ قرآن کریم کے معانی اور مفاہیم کا میدان نہایت وسیع ہے، ظاہرتفسیر میں منقول اقوال اس کے حدود کے کممل ادراک کا احاط نہیں کرتے ،سوساع کی شرط باطل ہے، ہرصاحب علم کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنے فہم اور عقل کے بقدر قرآن کریم سے استنباط کرے۔ (۲۱)

## علامه راغب اصفهاني كاخيال

علامہ راغب اصفہانی تفسیر کے مقد سے میں دونوں نداہب اور ان کے دلائل ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ بعض محققین نے ذکر کیا ہے کہ دونوں ندہب غلوا ورتقصیر پربنی ہیں جس نے منقول پراقتصار کیا اس نے بکثر ت ضروری امور کو ترک کر دیا۔ اور جس نے ہرشخص کوتفییر کی اجازت دے دی اس نے تفسیر کو بازیج اطفال بنادیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے ارشا دلیے گہ بھر والا ایلیے ہوئے آولو الائباب (۲۲) کی حقیقت کونہ مجھا۔ (۲۳)

# امام قرطبی کی تقریر

علامہ قرطبی اپنی تفسیرالجامع لاحکام القرآن میں لکھتے ہیں کہ بعض علیاء نے کہاتفسیر ساع پرموقوف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

<sup>(</sup>۴۱) احیاءالعلوم/ جهوس ۳۷،۳۷ (۴۲) ص ۲۹: (۴۳ )مقد متفییرالراغب/ص ۴۲۳\_

فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ إِلَى اللهِ وَالرَّسُولِ

پھرکسی چیز میں تمہاراا ختلاف ہو جائے تو اس میں اللہ اور رسول کی طرف

رجوع کرو\_(۴۴)

میقول فاسد ہے، کیونکہ قرآن کی تغییر سے مرادیا تونقل ،مسموع اور ترک استناط پر مخصر ہوگی یااس کے علاوہ پر، یہ کہنا کہ ہاع کے بغیر قرآن میں کوئی پچھنہ کے باطل ہے، کیونکہ صحابہ کرام نے قرآن کریم پڑھا اوراس کی تغییر میں متعدد وجوہ سے اختلاف کیا، اور انہوں نے جو پچھ کہا وہ سب رسول الله صلی الله علیہ و کم سے سنا، نبی صلی لله علیہ و سلم نے ابن عباس رضی الله عنہا کے لیے دعا د'اے اللہ اس کودین میں سمجھا ورتا ویل کاعلم عطاء فرما''اگر تاویل بھی تنزیل کی طرح ساع پر مخصر ہوتی تو اس تخصیص کا کیا فائدہ ؟ دراصل یہ نبی دومیں سے کی ایک وجہ پر محمول ہے:

ا مفسر کی اپنی خاص رائے ہو، وہ میلان طبع کی بناء پراپی خواہش اور رائے کے مطابق قرآن کی تغییر کرر ہاہے۔

۲۔ ظاہرالفاظ کوسامنے رکھ کر قر آن کی تغییر میں جلدی کرنے نقل اور ساع کا خیال رکھے غرائب قرآن پر توجہ دے نہ ہی حذف واصار اور تقدیم و تا خیر کو پیش نظر رکھے۔

الله تعالى كارشاد وَ اتَيْنَا فَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا مِين عُور كري، اس كا معنى ہے ' ہم نے قوم ثمود كو واضح معجز ہ اور كھلى نشانى كے طور پر اونٹنى دى سوانہوں نے اس (ك قتل) سے اپنى جانوں برظلم كيا''۔

ظاہری عربی الفاظ کو دیکھنے والا میہ سمجھے گا کہ اونٹنی مبصرہ (روثن نشانی )تھی ، یہ نہیں جان پائے گا کہ قوم ثمود نے کیاظلم کیا ، انہوں نے خود پرظلم کیا یا دوسروں پر ، پیر حذف واضار میں سے ہے، قرآن کریم میں بکثرت ایسی مثالیں موجود ہیں ، ان دووجوہ کے علاوہ دیگر وجوہ اس نہی میں شامل نہیں ہیں۔(۸۵)



# تفسيرا شارى اورغرائب النفسير

تفییر کی تیسر می قتم تفییراشاری ہے،اس بحث میں ہم تفییراشاری کامعنی ،شرا لط،اس کے متعلق علماء کی آ رابیان کریں گے ،تفییراشاری کے نمونے ذکر کریں گے، بھراس موضوع پراہم تفاسیراوران کی خوبیوں اور خامیوں کا تذکرہ کریں گے۔

### تفسيراشاري كامعنل

تفییراشاری قرآن کی خلاف ظاہر تاویل ہے، یہ بعض اہل علم پر منکشف ہونے والے خفیہ اشارات پر یا بعض عارف باللہ ارباب سلوک و مجاہدات کے بیان کردہ ان نکات پر مشمثل ہوتی ہے، جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے نور بصیرت عطا ہونے پر ان کے ادراک میں آتے ہیں یا الہام اللی یا فتح ربانی کے ذریعے ان کے اذہان میں وہ دقیق مفاہیم القاہوتے ہیں ، آیات کریمہ کی ظاہری مراداوران نکات کوجمع کرناممکن ہوتا ہے۔

تفییراشاری آیت کریمہ کے ظاہری معنی سے الگ مفسر کی دوسر ہے مفہوم پر بہنی تفسیر ہے، یتفسیر ہرانسان کے بس میں نہیں صرف ان حضرات کا حصہ ہے اللہ تعالیٰ نے جن کے قلوب کے لیے باب عنایت وافر مایا ہے، ان کو نور بصیرت عطافر مایا ہے اور اپنے صالح بندوں میں ان کو شامل فرمایا ہے، ان کو منجانب اللہ فہم وادراک عطیہ ہوا ہے، جیسا کہ موکیٰ علیہ السلام کے ساتھ حضرت خصرے قصے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَوَجَدَاعَبُدُا مِّنَ عِبَادِنَا آتِينَنْهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَمُنْهُ مِنْ لَكُ نَاعِلْمًا ۞ مِرانهوں نے مارے بندوں میں سے ایک بندے کو بایا جس کو ہم نے ا پی خاص رحمت دی تھی اور ہم نے اس کو اپنے پاس سے ایک خاص علم سکھایا تھا۔(1)

علم لدنی علم ہی کی ایک قتم ہے جو کسی علم کی طرح بحث اور مذاکر ہے سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ بیوھی علم تقویٰ ،استعقامت اور باطنی صلاح کاثمرہ ہوتا ہے،جبیبا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَاتَّقُوا اللهَ وَيُعَيِّمُكُمُ اللهُ وَاللهُ يَكُلُّ شَيَّ عَلِيمُ

اوراللہ تعالیٰ ہے ڈرتے رہواوراللہ تعالیٰ تنہیں سکھا تا ہے۔اوراللہ ہرچیز کا علم رکھتا ہے۔(۲)

### تفسيرا شارى علماء كى نظرمين

تفسیراشاری میں علاء کا اختلاف ہے، ان کی آ را بھی متضاد ہیں ، بعض علاء اس کو جائز سجھتے ہیں اور بعض اس ہے منع کرتے ہیں ، بعض حضرات اس کو کمالِ ایمان اور عرفانِ محض شار کرتے ہیں اور بعض اسے گمراہی ، ضلالت اور اللہ کے دین سے انحراف قرار دیتے ہیں۔

واقعتاً بینهایت گہرا توجطلب موضوع ہے، بصیرت اور بصارت کامختاج ہے، اس کی حقیقت میں غوطہ زنی ہی سے اس قتم کی تفسیر کی صحیح غرض کی نقاب کشائی کی جاسکتی ہے کہ کہیں بیہ خواہشات نفسانی اور اللہ تعالیٰ کی آیات کو بازیج کا طفال بنانے کی مکروہ کوشش تو نہیں ہے، جسیا کہ باطنوں کا طرز عمل ربا ہے، اس صورت میں بیے د نی اور الحاد ہوگا۔ اور اگراس غرض سے بیاشار بہوکہ کوئی بشراللہ تعالیٰ کے کلام کا احاط نہیں کرسکتا کیونکہ بیضائی و قادر رب کا کلام ہے اور اللہ تعالیٰ کے کلام کے اور اللہ تعالیٰ میں اور غیر منتہی عجائب ہیں تو پھر بیعرفان محض اور کمال ایمان ہوگا، جیسا کہ حضرت ابن عماس رضی اللہ عنہمانے فرمانا:

قر آن متعدد فنون اور شعبوں والا ہے، اس کے ظاہر اور باطن ہیں، اس کے علاہر اور باطن ہیں، اس کے علاہر اور باطن ہیں، اس کے علائب ختم نہیں ہوتی، جو شخص کتی اور درشتی نرمی سے اس کی گہرائی میں داخل ہوا نجات یا گیا اور جو شخص کتی اور درشتی

ہے اس میں داخل ہوا وہ پستی میں گرا، اس میں اخبار وامثال، حلال و حرام، ناسخ ومنسوخ ، محکم و مثقابہ اور ظاہر و باطن ہے، اس کا ظاہر تلاوت اور باطن تاویل (تفییر) ہے، قرآن فہمی کے لیے علماء کے ساتھ بیٹھو، بے وقو فوں سے پر ہیز کرو۔ (۳)

## تفسیراشاری کے مجوزین کے دلائل

تفییر میں موقول اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ابیان کرتے ہیں ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ابیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ شیوخ بدر کے ساتھ مجھے اپنے ہاں وا خلہ دیا کرتے تھے۔ان حضرات میں سے کسی کے دل میں خیال آیا اور انہوں نے کہا کہ اس کو ہمارے ساتھ وا خلہ نہ دیا کر و حالا نکہ ہمارے کے دل میں خیال آیا اور انہوں نے کہا کہ اس کو ہمارے ساتھ وا خلہ نہ دیا کر و حالا نکہ ہمارے کے دل میں میں اللہ عنہ نے اس کی ہمسری کرتے ہیں ۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے شیوخ بدر کے ساتھ طلب فر مایا ، میں سمجھ اور علم معلوم ہے ، ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے شیوخ بدر کے ساتھ طلب فر مایا ، میں سمجھ گیا کہ حضرت عمر ان حضرات کو بچھ دکھا نا چاہتے ہیں ، اس لیے مجھے ان کے ساتھ بلایا ہے ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان حضرات کو مخاطب کرتے ہوئے دریا فت کیا آپ اس ارشاد الٰہی کے عمر رضی اللہ عنہ نے ان حضرات کو مخاطب کرتے ہوئے دریا فت کیا آپ اس ارشاد الٰہی کے بارے میں کیا کہتے ہیں :

إذا جَاءَ نَصَورُ اللهِ وَ الْفَتْحُ أَنَّ جِلَا مِنْ الْفَتْحُ أَلَّا اللهِ عَلَا اللهِ عَلَا اللهِ عَلَا الله

ان میں سے بعض نے کہا ہمیں اس بات کا تھم دیا گیا ہے کہ جب ہمیں فتح ونصرت عطا ہو ہم اللہ تعالیٰ کی حمد کریں اور اس سے مغفرت طلب کریں، بعض حضرات خاموش رہے کچھ نہ بوج ہم اللہ تعالیٰ کی حمد کریں اور اس سے مغفرت طلب کریں، بعض حضرات عمر نے جواب دیا بولے ، حضرت عمر نے جواب دیا کہ مضرت عمر نے جواب دیا کہ منہیں، فرمایا کہ تم کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا بدرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی رصات کی خردی ہے، فرمایا کہ جب اللہ کی مدداور فتح آ جائے، توبیآپ کی رصلت کی علامت ہے، تو آپ ایپے رب

<sup>(</sup>٣) الما تقان/ ق ٢ص ١٨٥ (٣٥) الله ١٦

کی حمد کے ساتھ اس کی تشییج کریں ، بے شک وہ بڑا تو بہ قبول فر مانے والا ہے۔حضرت عمر رضی اللہ عند نے فر مایا کہ میں بھی اس ہے وہی جانتا ہوں جوتم نے کہا۔ (۵)

حضرت ابن عباس رضی الله عنهما کے سورۃ النصر کے اس فیم کو باقی صحابہ نے نہیں سمجھا، صرف حضرت عمرا ورا بن عباس رضی الله عنهم نے اس کافیم پایا، پی تنسیرا شارہ ہے الله تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتا ہے الہام فرما تا ہے اور اپنے بعض بندوں کو اس پرمطلع فرما دیتا ہے، اس سورۃ میں سے جس کو چاہتا ہے الہام فرما تا ہے اور اپنے بعض بندوں کو اس پرمطلع فرما دیتا ہے، اس سورۃ کر یمہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے رحلت کے قریب ہونے کی خبر ہے، اس طرح حدیث شریف میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن لوگوں سے خطاب فرمایا اور دور ان خطبہ ارشا وفرمایا:

الله تعالی نے ایک بندے کو دنیا اور اپنے قرب کا اختیار دیا تو اس نے الله کے پاس جانے کو پند کرلیا۔ حضرت ابو بکررضی الله عنہ رو پڑے، ایک روایت میں ہے انہوں نے کہایار سول الله! ہم اور ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔

راوی کہتے ہیں کہ ہمیں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے روینے پر حیرت ہوئی ، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عضاور صلی اللہ علیہ وسلم عضاور حضرت ابدیکر رضی اللہ عنہ ہم میں سب سے بڑے عالم تنے۔ (۲)

حضرت ابوبکررضی الله عنداشارہ ہے بات سمجھ گئے تمام صحابہ نہ سمجھ پائے اور وہی ہوا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فر مایا تھا۔

# تفسيراشاري كمتعلق علاء كےاقوال

اب ہم اللہ تعالیٰ سے راست بازی اور رہنمائی پر مدد کی درخواست کرتے ہوئے تفسیر اشاری کے متعلق علمائے کرام کے اقوال مخصراً نقل کررہے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں خطاا ور گمراہی سے اجتناب عطاء فرمائے ۔ آخر میں ہم بعونہ تعالیٰ امام غزالی رحمہ اللہ کی دل نشین، جامع اور فیصلہ کن بحث ذکر کریں گے۔

<sup>(</sup>۵) بغاری لاکآب انتقیر تنسیر عور ونصر (۲) احمداً بی ۳ ص ۸ ارقم • ۵ الا

### البرهان میں علامه زرکشی کا تبصره

البرهان میں علامہ ذرکشی لکھتے ہیں کہ تفییر قرآن میں صوفیہ کے کلام کے بارے میں بعض حفرات نے کہا ہے ریتفیر نہیں بلکہ دورانِ علاوت ان کے محسوسات اور جذبات کا اظہار ہے،جیسا کہان میں سے ایک صاحب آیت کریمہ:

قَايِّلُوا الَّذِيْنَ يَلُوُنْكُمُّ مِّنَ الْكُفَّارِ

ا بنة آس پاس كے كافروں سے قال كرو\_(4)

کی تفسیر میں کہتے ہیں اس سے نفس مراد ہے، چونکہ آیت کریمہ میں ہمیں قریب ترین وشمن سے جنگ کرنے کا تھم دیا ہے اورانسان کا قریبی وشمن اس کانفس ہے۔

### علامه نسفى اور علامه تفتازاني كا تبصره

علامی<sup>نی</sup> العقا ئدمیں کہتے ہیں کہ نصوص اپنے ظواہر پر ہیں،ان کا دوسرے مفاجیم اور معانی کی طرف عدول الحاد و بے دین ہے،ایسے معانی باطل پرست لوگوں کی ایجاد ہیں۔

علامہ تفتاز انی شرح العقائد میں کہتے ہیں کہ ملاحدہ کو باطنیہ کہا جاتا ہے، کیونکہ ان کا دعویٰ ہے کہ نصوص اپنے ظاہر پرنہیں ہیں بلکہ ان کے ایسے معانی اور مفاہیم ہیں جن کوصرف معلّم جانتا ہے،اس سےوہ کلیتًا شریعت کی فی مراد لیتے ہیں ۔

ر ہا بعض محققین کا بیر مذہب کہ نصوص اپنے طوا ہر پر ہیں تا ہم ان میں ایسے گہر مے خفی اشارے ہیں جوصرف ارباب سلوک پر منکشف ہوتے ہیں ، ان طاہری اور مخفی معانی میں تو فیق اور آ'' ، ہمکن ہے ، ان دقیق معانی تک رسائی کمالِ ایمان اور عرفان محض ہے۔ ( ۸ )

آپ نے ملاحظہ کرلیا علامۃ تقتاز انی نے باطنیہ کی طرف اشارہ کر کے اللہ کے دین میں ان کے الحادی طریقہ کی وضاحت کردی، موضوع کی وضاحت کے ساتھ باطنیہ کی گراہی کا رد کیا اور اہل سلوک کے لیے مختی اشارات اور گہرے معانی کے استنباط کا اقر ارکرتے ہوئے اس کے کمالی معرفت وایمان ہونے کا اقر ارکیا ہے۔

<sup>(</sup>٤) التوبه: ١٢٣ (٨) أفتار الى أشرح العقا كدالنسفية

التبیان فی علوم القرآن ۲۴۰ عسیرا شاری وعرائب سیر اس تقریر سے تفسیراشاری اورتفسیر باطنی میں فرق واضح ہوگیا،تفسیراشاری بعض عارف باللّٰدحضرات کی تفسیر ہےاورتفسیر باطنی ان ملاحدہ کی تفسیر ہے جو کتاب اللّٰہ کےمعانی اورمفا ہیم میں ، تح بف کرتے ہیں۔

اوّل الذكر حضرات نصوص كي ظاہري مراد كے منكرنہيں بلكه وہ اسے اصل اور بنیاد کہتے اور کہنے پر زور دیتے ہیں، نیز کہتے ہیں اولا ظاہر معنٰی کی معرفت ضروری ہے، کیونکہ اگر کو کی شخص ظا ہری تھم سے ہٹ کر قرآنی اسرار کے قہم کا دعویٰ کرے تو اس کی مثال اس مخض جیسی ہے جو دروازے میں داخل ہوئے بغیر گھر کی حیمت پر پہنینے کا دعویٰ کرے۔

باطنبہ کہتے ہیںنصوص کے ظاہری معانی قطعاً مرادنہیں بلکہ باطنی معانی مراد ہیں،اس مذہب کے بردے میں وہ شریعت کی نفی اورا حکام شریعت کو باطل کرنا چاہتے ہیں ، یہ بلاشبہ اللہ کے دین میں الحادی، اللہ تعالیٰ ارشا دفر ما تاہے:

> إِنَّ الَّذِكْنَ تُلْحِدُونَ فِي الْتِنَا لَا يَغْفُونَ عَلَيْنَا ۗ أَفْمَنَ يُكُفِّي فِي النَّادِ خَيْرٌ أَمْ مَّنْ تَأْتَنَّ أَمِنًّا يَوْمَرُ الْقِلْمَةِ ﴿ اعْمَلُواْ مَا شِئْتُهُ ۗ الله بها تعملون بَصِيْرُن

بے شک جولوگ ہماری آیوں کو تو ڑ مروڑ کربیان کرتے ہیں وہ ہم ہے پوشیدہ نہیں بھلا جوآ گ میں ڈالا جائے وہ بہتر ہے یاوہ جو قیامت کے دن امن وامان سے (جنت میں) آئے تم جو جا ہوکرتے رہو بلاشبہ اللہ وہ سب دیکھر ہاہے جوتم کرتے ہو۔ (۹)

### الاتقان میں علامہ سپوطی کی تقریر

علامہ سیوطی الاتقان میں ابن عطاء کے حوالے سے ذکر کرتے ہیں کہ واضح رہے اس گروہ کی تفسیر یعنی اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کی تفسیر اشاری ظاہری نصوص سے پھر نانہیں، بلکہ آیت کا وہی ظاہری مفہوم اور مدلول مراد ہے جوزیان کےعرف میں معروف ہے، اور ارباب سلوک اللہ تعالیٰ کے عطا فرمودہ علم ومعرفت سے آیت اور حدیث کے

باطنی مفہوم کو حاصل کر لیتے ہیں۔

ارباب سلوک سے ایسے مفاہیم ملنے پرکوئی تکتہ چیں آپ سے بید کہے کہ بیاتو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو بدلنا اور ظاہری مفہوم سے پیسر ناسے، کیونی ہے ہی تا اس کے ماروزی ہے ہی تا کہ اس آیت کا اس کے علام کو مفرات میہ کہتے کہ اس آیت کا اس کے علام کو فرات ہے کہ اس آیت کا اس کی ظاہری مراوّلو باقی رہتے ہے، لیکن وہ ایسانہیں کہتے بلکہ وہ ظواہر کوظواہر پر برقر اررکھتے ہیں، اس کی ظاہری مراوّلو باقی رہتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے الہام سے دوسرامفہوم بھی سمجھتے ہیں (۱۰)

میں کہتا ہوں بیانصاف کی بات ہے اور شخ نے حق کواس کا شیخے مقام دیا ہے، نصوص ظاہرہ اور عارف باللہ مؤمن کے قلب پر انوار اللی سے وار دخنی معانی میں بہترین تطبیق دی ہے، جسیا کہ گزشتہ سطور میں حضرت ابو بکراور عمرضی اللہ عنہا کے متعلق مذکور ہوا ہے، یہ باعث تعجب نہیں اللہ تعالی جسے جلے ہتا ہے حکمت عطاء فرما تا ہے، جس کے لیے ارادہ فرما تا ہے اسے فہم وفراست سے نواز تا ہے، قرآن کریم ہمیں حضرت واؤد اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آئے ہوئے ایک مقدمہ کے فیصلہ کے بارے میں بتاتا ہے کہ دونوں حضرات نے ایک دوسرے سے مختلف فیصلہ دیا، ارشاو ہے:
فیصلہ کے بارے میں بتاتا ہے کہ دونوں حضرات نے ایک دوسرے سے مختلف فیصلہ دیا، ارشاو ہے:
فیصلہ کے بارے میں بتاتا ہے کہ دونوں حضرات نے ایک دوسرے سے مختلف فیصلہ دیا، ارشاو ہے:

پھرہم نے وہ فیصلہ سلیمان کو سمجھا دیا اور ہم نے ہرا کیک کو حکمت اور علم دے رکھا تھا۔ (۱۱)

# تفسيرا شارى كے متعلق وار دحدیث شریف كامعنی

یہاں ہم مناسب مجھتے ہیں کہ تغییراشاری کے متعلق وار دحدیث شریف کے معانی بیان کریں، بعنی آیت کے فلاہر و بلطن، حداور مطلع کی وضاحت کریں، تاکہ باطنی طحدین اے اپنے باطن دعویٰ کے لیے جمت نہ بنائیں، کلام اللہ کی اپنے باطنی عقائد اور طریقوں کے مطابق تغییر کر کے اپنی خواہشات کے مطابق نضوص کریمہ کو بازیجۂ اطفال نہ بنائیں۔

الفریانی نے اپنی سند سے ازحسن بھری از نبی صلی الله علیه وسلم روایت کیا ہے کہ آپ

<sup>(</sup>١٠)الإنتان في ٢٥ (١١) المنتايا ، ٩٠،

صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا که'' ہرآیت کا ایک ظاہراور باطن ہے، ہرحرف کے لیے حد ہے اور ہر حد کے لیےمطلع ہے''

> اور طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی الله عند سے موقو فار وایت کیا ہے: ''اس قرآن کے ہر حرف کی حد ہے اور ہر حد کا مطلع ہے''۔ (۱۲)

علامہ سیوطی نے اس حدیث شریف کی تشریح میں بعض وجوہ ذکر کی ہیں جن میں ہے صواب سے قریب تروجوہ ہم ذکر کرر ہے ہیں،علامہ ظاہر وباطن کے معنیٰ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں ا۔ ظاہر سے نص کے الفاظ اور باطن سے اس کی تاویل مراد ہے ۔

۲۔ ظاہر سے ظاہری علوم کے علاء پر ظاہر ہونے والے معانی اور باطن سے ارباب حقائق پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے منکشف ہونے والے اسرار مراد ہیں۔

س۔ خلاہر سے گزشتہ اقوام کے تصفی اور ان پر آنے والا ہلاکت خیز عذاب مراد ہے اور باطن سے دوسرول کونفیحت مراد ہے تا کہ وہ ان افعال کا اعادہ نہ کریں اور ان جیسے عذاب میں مبتلانہ ہوں۔

علامہ سیوطی کہتے ہیں کہ بیتو جیدزیادہ قرین صواب ہے۔ (۱۳)

حدے حلال اور حرام کے احکام مراد ہیں ،اور مطلع سے وعدا وروعید مراد ہیں۔اس کی گذشتہ سطور میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث'' قر آن متعدد فنون اور شعبول والا ہے'' سے بھی تائید ہوتی ہے۔

# تفسيراشاري كى قبوليت كى شرا ئط

تفسیراشاری مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ قابل قبول ہوگی:

ا۔ نظم قرآن ے خطاہری معنیٰ کے منافی نہ ہو۔

۲۔ اس دعویٰ سے مبرا ہو کہ اس سے ظاہری معنیٰ مرا ذہیں صرف یہی معنیٰ مرا د ہے۔

س۔ تفسیر بعیداز نہم کمزور، نامعقول تاویل پرمنی نہ ہو کہنص کے ظاہری الفاظ اس توجیہ کے

<sup>(</sup>۱۲) أَنْجُمُ الْكِيرِ عَ 9 ص ١٩٠٠ (١٣) الآين عَ الأسرو ١٠ . . آساف.

متحمل نه ہوں۔جیبا کہ باطنیہ نے ارشادِ الہی وَ وَدِتَ سُلَیْمَانُ دَاوُ دَ (۱۴)

کی تفسیر میں کہاہے کہ امام علی علم میں نبی صلی اللہ علیہ دسلم کے وارث ہوئے۔

۔ عقلی یا شرعی دلیل کے مخالف اور معارض نہ ہو ۔

۵۔ لوگوں کے نہم کے لیے باعث تشویش نہ ہو۔

ان شرا کط کے بغیرتفییر اشاری نا قابل قبول ہوگی ، اور وہ خواہش نفس اور ممنوعہ تفییر بالرائے ہوگی ۔ (یقیینْاللہ ہی تو فیق دینے والا اورصراطِ متنقیم کا ہادی ہے )۔

### تفسیر اشاری پر شیخ زرقانی کی گراں قدر رائے

علامہ شخ عبدالعظیم الزرقانی نے صاحب دل اورغور وفکر کرنے والوں کے لیے براز تھمت، تچی نصیحت کی بات تحریر کی ہے، آپ فر ماتے ہیں کہ'' آپ ملاحظہ فر مارہے ہیں کہ بعض لوگ ان اشارات اور خیالات کی تعلیم ومطالع میں مصروف ہو گئے اوریی بجھے لیا کہ قرآن وسنت بلکہ بورااسلام اس قتم کے سواخ اور وار دات پرمشتمل ہے، ان تاویلات وتو جیہات کی روشنی میں انہوں نے گمان کیا کہ قرآن انہی تخیلات پر مشتمل ہے،مطلوب صرف قول، وہم و گمان، خیال اور تصور ہے خواہ کہیں ہے ہو، انہوں نے اپنے خیالات کوشریعت کی قید سے ورا جانا اور بلیغ ترین عربی نصوص کتاب الله اورسنت رسول صلی الله علیه وسلم کے فہم کے لیے لغت عربیہ کے قوانین کو قابل احترام اورلائق توجنہیں مانا۔اس ہے بھی زیادہ تکلیف دہ بات پیہے کہ وہ لوگوں کو پیمغالطہ دیتے ہیں اوراس وہم میں ڈالتے ہیں کہ وہی اہل حق ہیں کہانہوں نے اس کی انتہا کو پالیا ہے اوران کا الله تعالی کے ساتھ ایسااتصال ہے کہ تکالیف شرعیہ ان سے ساقط ہوگئ ہیں، وہ اسباب کی پہتیوں ے نکل کر رفعتوں پر پہنچ کیے میں اور ہمیشہ رب الا رباب کی معیت میں رہتے ہیں ۔ان کی بیسوج الله کی قشم عظیم ترین معصیت ہے، باطنیہ قانون شریعت کو اس کے اصول اور قواعد سمیت منہدم کرنے کے لیےاسے روبیمل لائے ہیں۔ ہم اینے مسلم بھائیوں کوبطورنفیحت ضرور کہیں گے کہوہ اس جال سے بچیں،اس متم کی اشاری تفاسیر ہے ہاتھ حھاڑ لیس کیونکہ بیسب شرعی ضبط وتقیید کی حدود سے خارج صرف وہم و خیال کی کارستانیاں ہیں ، بسااوقات وہم حقیقت ہے اور حق باطل<sup>اً</sup> (۱۲) انما ۱۲

سے ختلط ہوجا تا ہے، اس لیے عقل مندانیان کو جا ہیےان لغزش گا ہوں سے خود کو دورر کھے، اپنے دین کے ساتھ، کتاب وسنت کی رہنمائی میں اور قوا نین شریعت ولغت کی تشریحات کی روثنی میں خوش بختی کے باغات اور جنتوں میں رہے۔ (۱۵)

ٱتَشْتَبْدِ لُوْنَ الَّذِي هُوَ ٱدْنِي بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ ا

کیاتم اعلیٰ در ہے کی چیز کوادنیٰ در ہے کی چیز سے بدلنا چاہتے ہو۔ (١٦)

### حجة الاسلام امام غزالي كا تبصره

ججة الاسلام امام غزالی اپنی کتاب احیاء علوم الدین کے عنوان السذ کو و التذکیر میں کھتے ہیں کشطحیات ہے ہم بعض صوفیہ کے دوشم کے اقوال مراد لیتے ہیں:

ا۔اللہ تعالیٰ کے ساتھ عشق میں ان کے طویل وعریض دعوے،اورابیاوصال جسنے ان کو ظاہری اعمال سے بے نیاز کردیا ہے، حتیٰ کہ بعض لوگوں نے ذات باری سے اتحاد،ارتفاع حجاب، رؤیت باری کا مشاہدہ اور بالشافہ خطاب کا دعویٰ کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں بیکہا گیا اور ہم نے اس طرح کہا، وہ اس سلسلے میں حسین انحلاج سے مشابہت کا دعویٰ رکھتے ہیں جے اس قسم کے کلمات کہنے پرصلیب پر چڑھادیا گیا اوراس کے قول انسا المحق کی مثال دیتے ہیں، بینہایت فتنہ پرورکلام ہے،عوام کے لیے نہایت ضرررسال ہے، یہاں تک کہ ایسے قول کے قائل کو آل کردینا اللہ کے دین میں دس افراد کوزندگی و بینے سے افضل ہے۔

۲ - غیر مفہوم الفاظ، ظاہر کلام نہایت عمدہ ،عبارات زبر دست اور مختضر، اس قتم کے کلام کا کوئی فائدہ نہیں اس سے دل تشویش میں ،عقل دہشت میں اور ذہن متحیر ہوتے ہیں ،حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ جب بھی کسی نے لوگوں کوان کی سمجھ میں نہ آنے والی حدیث سائی ان کوفتندا در آز ماکش میں ڈالا۔ (۱۷)

حضرت علی کرم الله وجهه کاارشاد ہے:

لوگوں سے ان کی جانی بچانی چیزوں سے بات کروکیاتم حاہتے ہو کہ اللہ

<sup>(</sup>١٤) مناهل العرفان بيال وزود : ١٥ إلا ليقد والا (١٠) الذو أسما مقوق

### 

# تفسيراشاري فاسدكي مثاليس

امام غزالی رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں کہ رہیں طاعات تو وہ مذکورہ الفاظ میں داخل ہیں، دوسری چیز ان الفاظ کی شخصیص ہے اور وہ الفاط شرع کو ان کے جانے پیچانے مفہوم سے پھیر کر ایسے باطنی امور پرمنطبق کرناہے جس کے فہم کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ریب بھی حرام ہے اور اس میں زبردست ضرراور نقصان ہے، ان مصیبت کے ماروں کی بعض تاویلات کی مثالیں درج ذیل ہیں، ارشاد باری تعالی ہے:

إِذْ هَبُ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَعَىٰ ۞

ابتم فرعون کے پاس جاؤ بے شک وہ سرکش ہو گیا ہے۔ (۱۹)

اس کی تاویل میں کہا گیا بیدل کی طرف اشارہ ہے فرعون سے مراد دل ہے، وہی ہر انسان پرسرکش ہے،اورارشاواللی:

وأنُ أَلِقَ عَصَالُهُ الْمُ

اور پیرکتم اینے عصا کوڈ ال دو۔ (۲۰)

کا مطلب ہےاللہ تعالیٰ کے سواہروہ شے جس پرتم اعتماد اور بھروسہ کرتے ہواس کو پھینک دو۔

رسول الله صلی الله علیه وسلم کے ارشاد' سحری کرو کہ سحری کرنے میں برکت ہے''کا مطلب یہ کیا کہ یہاں سحور کا مطلب ہے سحر کے وقت استغفار کرو۔ اسی طرح کی بہت ہی مثالیں ہیں، قرآن کی از اول تا آخر ظاہری معانی ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر علیاء ہے منقولہ تفاسیر سے بالکل الگ تفییر کرتے ہیں، ان کی بعض تاویلات قطعاً باطل ہیں مثلاً فرعون ہے قلب مراد لینا، حالا نکہ فرعون محسوس شخصیت کا نام ہے جس کا وجود تو اتر اُ منقول ہے، اور ان کی بعض تاویلات عگراہی پربٹنی اور حرام ہیں اور مخلوق کے تاویلات عالب طن کی بناء پر باطل ہیں، یہ تمام تاویلات گراہی پربٹنی اور حرام ہیں اور مخلوق کے تاویلات عالیہ طن کی بناء پر باطل ہیں، یہ تمام تاویلات گراہی پربٹنی اور حرام ہیں اور مخلوق کے

<sup>(</sup>١٨) صحيح بخاري موقوف برغلي ضي الأعنه (١٩) له ٢٥٠ (٢٠) القسس ٢٠٠٠

دین کوفاسد کرنے کا باعث ہیں۔

ان آفت کے ماروں میں سے جوشخص اس علم کے باوجود کہ الفاظ سے بیتاویل مراد نہیں ایس تاویل اللہ علیہ وسلم پر نہیں ایس تاویل سال کا جائز سجھتا ہے وہ اس شخص کے برابر ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کذب اورا فتر اکوجائز جانتا ہے ،اور ہر مسئلے میں رسول اللہ علیہ وسلم کی حدیث گھڑ لیتا ہے۔

یظلم اور گمراہی ہے اور اس وعید میں داخل ہے'' جس شخص نے دانستہ مجھ پر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکا نہ جہنم میں بنائے'' بلکہ نص قر آن وحدیث میں اس طرح کی تاویل زیادہ شگین اور عظیم ہے ۔ کیونکہ بیالفاظ پر اعتماد ختم کرتی ہے اور قر آن کریم سے کلیٹا استفاد ہے اور فہم کا راستہ بند کرد تی ہے۔ (۲)

#### خلاصهُ بحث:

گزشتہ بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ تفسیرا شاری اگر چیشر ع ہے مؤید ہے کین اس میں بعض فاسد تاویلات داخل ہوگئ ہیں اور بعض لوگوں نے علماء کی مقرر کر دہ شرائط کی رعایت نہ کرتے ہوئے باطنی مسلک کی پیروی کی ہے، اور الل ٹپ باتیں کہی ہیں بلکہ ہر ایرا غیرا اپنی خواہشات نفسانی کے مطابق کتاب اللہ پر دست درازی کرنے لگا ہے، وہ شیطانی وساوس کوتفسیر جھنے لگا ہے فاسانی کے مطابق کتاب اللہ کی تحریف اور حالانکہ اس میں نری حماقت، گمراہی اور جہالت ہوتی ہے کیونکہ ایسی تفسیر کتاب اللہ کی تحریف اور باطنی طحدول کی ہمراہی پر بنی ہوتی ہے، اگر چہ اس میں لفظی تحریف نیس نہیں ہوتی لیکن معنوی طور پر بلطنی طحدول کی ہمراہی پر بنی ہوتی ہے، اگر چہ اس میں لفظی تحریف نیس نہیں ہوتی لیکن معنوی طور پر بلطنی طحدول کی ہمراہی پر بنی ہوتی ہے، اگر چہ اس میں لفظی تحریف نہیں ہوتی ہے۔

میں نے ایک صاحب کواس آیت کریمہ:

قُلِ اللهُ اللهُ المُم ذَرُهُم فِي خَوْضِهِمْ يَلْعَبُونَ ®

آپ کہدد بیجئے کہ اللہ( ہی نے نازل کی تھی ) ، پھر آپ ان کو چھوڑ د بیجئے کہ بدا بے خرافات میں کھیلتے رہیں ۔ (۲۲)

ہے بیاستشہاد کرتے سنا کہ مرید کے لیے ضروری ہے وہ ذکر الہی میں لفظ''اللہٰ'' کو

<sup>(</sup>٢١) (١) (حياء علوم الدين برياختسار (٢٢) الوفعام: ٩١

لازم رکھے،اس نے اس لفظ کو لفظ قول کا مقول بنایا یعن قل: الله،اس جابل غی کی سجھ میں نہ آیا کہ اس جملے کی خبر محدوف ہے یعنی الله انو له اور آیت کریمہ کا سیات اس کی دلیل ہے۔ارشادر بانی ہے:

وَمَا قَدَرُوا اللهَ حَقَّ قَدْرِهَ إِذْ قَائُوا مَاۤ اَنُزُلَ اللهُ عَلَى اَشَرِقِنَ شَيْءٍ قُلْ مَنْ آنْزَلَ الْكِتْبَ الَّذِي جَآءِ بِهِ مُوسَى نُورًا وَهُدًى يَلِنَّاسِ تَجْعَلُونَهُ قَرَاطِيسَ تُبُنُ وُنَهَا وَتُخْفُونَ كَيْثِيرًا وَعُلِمْ تَدُ مَّا لَمُ تَعْلَمُواۤ آنْنَدُووَ لَا آبَا وُلُكُمْ عَلَى اللهُ ا

اورانہوں نے اللہ کی و لیمی قدرنہیں کی جیسی کی جانی چا ہے تھی جب کہ کہنے کے کہا للہ نے آدمی پر پھھ نازل نہیں فر مایا۔ (اے محمقالیقیہ) آ بان سے پوچھئے کہ وہ کتاب کس نے نازل کی تھی جو (حضرت) موکیٰ لائے تھے جو لوگوں کے لئے نور و ہدایت تھی جس کوتم نے ورق ورق کررکھا ہے۔ جن میں سے پھھتو تم (لوگوں کو) دکھاتے ہوا ور بہت سے چھپاتے ہوا ور (اس کے ذریعے ) تہمیں بہت ی الیمی باتیں تعلیم کی گئیں ان کو نہ تو تم جانتے تھے اور نہمہارے باب دادا۔ آپ کہد جیجے کہ اللہ (بی نے نازل کی تھی )، پھر آب ان کو چھوڑ دیے کہ لیا پی خرافات میں کھیلتے رہیں۔ (۲۳)

ایسے خلط ملط کی بہت می مثالیں ہیں۔ اس لئے اہل اسلام علماء کو چاہیے ان جیسے جاہلوں کو کتاب اللہ پر دست درازی ہے روکیں، ظاہر کے خلاف اور حق وصواب سے خالی تفسیر ہے منع کریں، تا کہ وہ تفسیر اشاری کے زعم میں ایسی نامعقول حرکتوں سے باز آ جا کیں۔

تفییر کی حدود اور شروط ہیں، ہرانسان اپنی رائے یا اپنے ناقص فہم کے بل ہوتے پر قرآن کریم کو تختۂ مشق نہ بنائے۔ شخ الاسلام ابن تیمیہ نے بچے کہا ہے کہ نیم حکیم بدن کو فاسد کرتا ہے اور نیم عالم دین کو فاسد کر دیتا ہے۔

الله حق فرما تا ہےاور وہی راہِ راست کی ہدایت عطافر ما تا ہے۔

غرائب تفسير

علامہ سیوطی نے اپنی کتاب الاتقان میں علامہ کر مانی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے دو جلدوں میں 'العجائب والغرائب' کے نام سے کتاب تالیف کی ہے جس میں تفاسیر میں منقول ایسے منکرا قوال جمع کئے ہیں جن پراعتا داور جن کی نقل جائز نہیں کیونکہ یہ گراہوں کے گراہانہ اقوال ہیں ، علامہ کر مانی نے ان سے احتراز کے لیے ان کو ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ میں نے ان کے ذکر ہیں ، علامہ کر مانی نے ان سے دعویداراحتی ہیں ، ہم ان میں سے بعض اقوال نقل کریں گے ، نیز باطنیہ کے بعض اقوال نقل کریں ہے ، نیز باطنیہ کے بعض اقوال نقل کررہے میں تا کہ مسلمان ایسی باطل باتوں سے بچیں جواند ھے تعصب باطنیہ کے بطورامت مسلمہ میں پھیلائی گئی ہیں ۔

### غرائب كى مثاليں:

ا۔اللہ تعالیٰ کاارشادہے خسم O عَسَقَ Oاس کی تفسیر میں کہا گیاہے کہ:'' ک'' سے حضرت علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کی جنگ (حرب)'' م'' سے بنومروان کی ولایت،'' ک'' سے عباسیوں کی حکمرانی'' س'' سے مفیانیوں کی ولایت اور'' ق'' سے مہدی کا قدوہ (اسوہ) مرادہے۔ ۲۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلَكُوْرُ فِي الْقِصَاصِحَيْوةٌ يُنَّا وَلِي الْأَلْمَابِ لَعَكَّكُوْ تَتَقَوُّنَ وَ الْأَلْمَابِ لَعَكَمُ تَتَقَوُّنَ وَ الرَّلْمَابِ لَعَمَّلُ مَعْ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهُ الل

یہاں قصاص سے قرآنی قصص مراد ہیں حالائکہ بی<sup>معنی</sup> شرعاً اور لغتاً باطل ہے، جاہل ہی ایسی بات کہرسکتا ہے۔

٣\_ارشادِ اللي :

وَ لَكِنُ تِيَطُمُهِينَّ قَلْبِيُ

لیکن میں اپنے دل کا اطمینان جا ہتا ہوں ۔ ( ۲۵ )

<sup>(</sup>۲۴) البقره: ۱۷۹ (۲۵) البقره: ۲۹۰

ے متعلق کہا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ایک دوست تھا جس کو انہوں نے اپنا قلب (دل) کہا ہے، اس کی تفسیر مید کی کہ ابراہیم علیہ السلام نے کہا تا کہ میرا دوست مطمئن ہوجائے، بیتاویل دوراز کاراور بعیداز فہم ہے۔

٣\_ارشادالهي

رَبِّنَا وَلَا تُعَيِّثُلْنَا مَا لَاطَاقَةَ لَنَابِهِ ۚ

اے اللہ ہم پراییا بوجھ ندر کھ جس کی ہمیں طاقت نہ ہو۔ (۲۲)

کی تفسیر میں کہااس ہے محبت اور عشق مراد ہے جس کے قمل کی انسان میں طاقت نہیں،

اس باطل تاویل کوالکواشی نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے۔

وَمِنُ شَيْرٌ غَالِيقِ إِذَا وَقَبَ يُ

اورا ندهیرے کے شرہے جب وہ چھاجائے۔ (۲۷)

کی تفییر کرتے ہوئے کہا ہے اس ہے آلہ تناسل کا انتشار مراد ہے، بلاشبدایی نامعقول جرأت اورانتہائی بے شرمی کی بات پر لے در جے کااحق کرسکتا ہے۔

۲ \_الله تعالی کاارشاد ہے:

ٱلَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُّ مِّنَ الشَّجَيرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَاۤ اَلْتُمُّ مِنْـٰهُ

تُؤُقِلُونَ⊙

اس نے تمہارے لئے سنر ورخت سے آگ بنائی پھرتم اس سے (مزید)

آگ جلاتے ہو۔ (۲۸)

کی تغییر میں کہا کہ مرسز درخت سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ناریعنی نور سے محمصلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں، اور فافدا انتہ منه تو قدون کا مطلب ہے: تم دین حاصل کرتے ہو۔ (۲۹)

لغت اس تغییر پر دلالت نہیں کرتی اور بینصوص قرآنی کی باطل تاویل ہے اگر چہاس کی عبارت عمدہ اور اندازیبال خوبصورت ہے۔

<sup>(</sup>٢٦) البقره: ٢٨٦ (٢٤) الفلق: ٣ (٢٨) ينس: ٨٠ (٢٩) الانقان/ ٢٥ص ١٨٦ برتصرف

### شیعہ تفسیر کے نمونے

شیعول کے متعد دفر قے ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت میں بیلوگ حد سے تجاوز کر گئے ہیں ان میں سے بعض تو کفر کر کئے ہیں ان کا سربراہ ابن سبا ضبیث یہودی تھا، جس نے اپنا مکر وفریب بھیلا نے کے لیے بظاہرا سلام کالبادہ اوڑھ لیا۔ ان میں سے بعض لوگوں کا بیعقیدہ ہے کہ نزول میں جریل امین سے لمطی اور خطا ہوگئی، رسالت کا پیغام لے کرا سے حضرت علی رضی اللہ عنہ پراتز نا تھا مگر غلطی سے حضرت محم صلی اللہ علیہ وسلم پراتزا، بیلوگ ہمیشہ مسلمانوں سے لڑتے جھگڑتے رہے، روایات میں آیا ہے خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان پرحملہ کیا، ان سے جنگ کی اور ان کے تفراور کمرا بھی پرانز کا تعاقب فرمایا۔

ان میں ہے بعض لوگ معتدل ہیں وہ کفر کے گڑھے تک نہیں پہنچے وہ بعض عقائد میں اہل سنت و جماعت کے مخالف ہیں، وہ حضرت ابو بکر، حضرت عمراور حضرت عثان سمیت تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت کے معتقد ہیں، خلافت کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حق ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حق جین کہ خلفاء ثلا ثدنے حضرت علی رضی اللہ عنہ کاحق خلافت سل کر لیا تھا۔

بعض صرف حضرت علی رضی الله عنه کی افضلیت کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ بعض اسی پراکشا نہیں کرتے بلکہ شیخین حضرت ابو بکر وعمر رضی الله عنہما پرسب وشتم کرتے ہیں اور العیاذ بالله ان کے گمراہ ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ حالا نکہ الله تعالیٰ نے متعدد آیات میں حضرت ابو بکر وعمر رضی الله عنہما کی تعریف کی ہے اور ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص اصحاب میں سے قرار دیا ہے۔ اب ہم اثنا عشری اور سبائی اہل تشیع کی کتاب اللہ میں بعض تاویلات کا نمونہ پیش کر رہے ہیں

ا ثناعشری شیعوں کی تفسیروں کے نمونے

تُحَرِّ لَيَقَضُوا تَفَتَهُمُ

بھر جا ہے کہ وہ اپنامیل کچیل دورکریں۔( ۳۰ )

اس کی تفسیرا مام علی رضی اللّٰدعنه کی ملا قات ہے گ ہے۔

يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ أَنْ تَتَبَعُهَا الرَّاجِ فَةُ أَنْ

جس دن ہلا دینے والی چیز ہلا ڈالے گی جس کے بعد ایک پیھیے آنے والی

چيرآ جائے گی۔(۳۱)

المواجفة حسين رضى الله عنداور المواه فقان كے والدحفرت على رضى الله عنه بين \_

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ أَمَنُوا

ہے شک تمہارا دوست تو اللہ اوراس کارسول اورمومن ہیں۔ ( ۳۲ )

یعنی جولوگ بارہ اماموں پرایمان لائے۔

لَاتُتَيِّنْكُ وَاللَّهَيْنِ النُّنكِيْنِ

دوخدانه بناؤ ـ ( ۳۳ )

یعنی دوامام نه بناؤ،امام *صرف ایک ہے۔* 

وَ ٱشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُوْدِ مَ يِهَا

اور(حشر کی) زمین این رب کے نورسے چمک اٹھے گی۔ (۳۴)

ز مین امام کے نور سے جگمگانے گئی۔

مَثُلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِهِمْ أَعْمَا لَهُمْ كُرْمَا ۗ إِشْتَنَ تَ بِهِ الرِّيحُ

في يَوْمِ عَاصِفٍ

جن لوگول نے انکار کیا ان کی مثال اس را کھ کی مانند ہے جس پر آندھی

کے دن تیز ہوا چلے (ہوااڑ اکر لے جائے )۔ (۳۵)

اس کی تفسیر میں کہاہے جس نے حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کا اقر ارنہ کیا اس کاعمل

باطل ہوجائے گا اوراس را کھ کی طرح ہوگا جے ہواا ڑا کر بھیر دیتی ہے۔

لِلْيُتَنِّىٰ كُنْتُ ثُرُابًا۞

کاش میں مٹی ہوتا ۔ (۳۷)

<sup>(</sup>m) النازعات: ٢٠ ، ٤/ ٣٣) المائده: ٥٥ (٣٣) الحل : ١٥ (٣٣) الزمر: ١٩ (٣٥) ابراتيم: ١٨ (٣٦) النياء: ٥٠

یعنی ابوتر اب (حضرت علی رضی الله عنه کی کنیت ہے ) کے شیعان میں سے ہوتا۔

## سبائی شیعه کی تفاسیر کے نمونے

۔ سبائی شیعوں کاعقیدہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجھہ بادل میں رہتے ہیں وہ بجلی کی گزج کو حضرت علی کی آواز اور اس کی چمک کوان کے کوڑے کی چمک یاان کا تبہم کہتے ہیں، ان میں سے کوئی جب بجلی کے گرجنے کی آواز سنتا ہے تو کہتا ہے کہ السلام علیک یا امیر المؤمنین ۔

۲۔ ان کا پیجمی عقیدہ ہے کہ حضرت محمصلی اللہ علیہ وسلم دنیاوی زندگی کی طرف لوٹ آئیں گےاوراس آیت سے استدلال کرتے ہیں:

إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَآدٌ لَهَ إِلَّا مَعَادٍ \*

(اے نبی عَلِیْنَهُ ) بے شک جس نے آپ پر قر آن فرض کیا ہے وہ آپ کو لوٹا لے جائے گا پہلی جگد۔(۳۷)

لعنیٰ آ پوک<sup>و</sup>ن قریب دنیا کی طرف واپس بھیجے گا۔

رِتَاعَرَضْنَا الْرَمَانَةَ عَلَى السَّمُوتِ وَ الْرَمْضِ وَ الْجَبَالِ فَا بَيْنَ
 اَنْ يَخْوِلْمَهَا وَ اَشْفَعْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ الْإِنَّادَ كَانَ ظَلْنُومًا
 جَهُولًا

بے شک ہم نے آ عانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے امانت پیش کی تو انہوں نے سامنے امانت پیش کی تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور وہ اس سے ڈر گئے مگر انسان نے اسے اٹھالیا۔ بے شک وہ بڑا ظالم اور نا دان ہے۔ (۳۸) کی تفییر میں ظلوم وجول سے حضرت ابو بکررضی اللہ عنہ کومراد لیتے ہیں۔

۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كَمَثَلِ الشَّيْطِنِ إِذْ قَالَ لِلْإِنْسَانِ اكْفُرْ

جبیہا کہ شیطان کا حال جوانسان ہے کہتاہے (اللّٰد کا)منکر ہوجا۔ (۳۹)

اس آیت میں شیطان کی حضرت عمرضی الله عنه سے تفسیر کرتے ہیں۔ ( ۴۰ )

اہل تشیع کی تفاسیر میں سے مسر آق الانوار و مشکاہ الاسوار کے نام سے الکازلانی کی تفسیر نجف سے موئی ہے، یہ تفسیر باطنوں جیسی تاویلات پر مشتل ہے، اس میں زمین کی دین، ائمیلیہم السلام، شیعہ محل علم وقر ارعلم قلوب اور گزشته امتوں کے اخبار سے تفسیر کی ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد:

آكم تَكُنُ ٱرْضُ اللهِ وَاسِعَةً

کیااللّٰد کی زمین وسیع نتھی۔ (۴۱)

کی تفسیر میں کہا کہاس ہےاللہ کا دین اور کتا ب اللہ مراد ہے۔

٢- أَفَلَهُ بِيسِيْرُوا فِي الْأَمْضِ

کیاان لوگوں نے زمین میں چل چر کرنہیں دیکھا۔ ( ۴۲ )

کی تفییر کرتے ہوئے کہا کہاں سے مراد ہے کہ کیاانہوں نے قر آن میں نہیں دیکھا۔

آپ نے دیکھاموصوف نے ایک معروف لفظ کوکس طرح نامانوس اجنبی مفہوم برمحمول کیا ہے، میصرف اور صرف خواہشاتِ نفس اور اندھے مذہبی تعصب کا شاخسانہ ہے، اور مید گمراہی ہے۔ (۳۳۳) باطنوں اور بہائیوں کی گمراہی ہے۔ کمنہیں ہے۔ (۳۳۳)

وَمَنْ يُضْلِل اللهُ فَمَالَة مِنْ هَادٍ ا

اورجس کواللہ نے گمراہ کردے پھراس کو ہدایت دینے والا کون ہے ( ۴۴ )

## باطنو ں کی تفسیریں

باطنی ظاہر قر آن کوئییں مانتے ان کا کہنا ہے کہ قر آن کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہے اور پیر کہ قر آن کا ظاہر مراد نہیں باطن مراد ہے، ان کا متدل بیآیت کریمہ ہے:

<sup>(</sup>۳۹) الحشر:۱۶ (۴۰) الوشيعه في نفته عقائد الشيعه ص ۲۵ به الفرق بين الفرق، البغد ادى (۳۱) النساء:۹۷ (۴۲)محمد:۱۰ (۳۳)مناهل العرفان خ ص ۵۳۵ (۴۴)رعد:۳۳

فَضْرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْدِ لَهُ بَابٌ مُ بَاطِنُهُ فِيهِ الرَّحْمَةُ

وَظَاهِرُهُ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ۞

پھر ان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہوگا،اس کی اندر کی جانب رحمت ہوگی اور اس کے سامنے باہر کی طرف عذاب ہوگا۔ (۳۵)

شيعول كےمتعددفر قے ہيں، جن ميں چندا مم فرقے مندرجہ ذيل ہيں:

ا **۔ اسماعیلی**ہ: بی<sup>د</sup> ضرت جعفرصادق رضی اللّه عنہ کے بڑے صاحبر ادے اساعیل ہے منسوب ہیں اوران کی امامت کاعقید ہ رکھتے ہیں ۔

۲-قدامطه: واسط کی ایک بستی قرمط دے منسوب فرقد، پیچمدان قرمطی کے پیروکار ہیں سے ہر سبعیه: سبعہ کی نسبت سے سبعیہ کہلاتے ہیں ان کاعقیدہ ہے کہان میں سے ہر ساتواں فرد قابل اقتد الهام ہوتا ہے۔

۳۔ حسر میں۔ ہے: حرمت کی نسبت سے حرمیہ کہلاتے ہیں، بیلوگ حرام کردہ چیزوں اور فواحش کومیاح سیجھتے ہیں۔ (۴۶)

ا۔ ارشاد ہاری تعالی ہے:

لَتَزُكُبُنَّ خَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ٥

یقیناً تم ایک حالت ہے دوسری حالت کو پہنچو گے۔ ( ۴۷ )

اس کی تفسیر میں کہا ہے کہ اس میں انبیائے کرام کے بعد اوصیاء سے ہونے والا دھو کہ مراد ہے، یعنی تم بھی انبیاء کے بعد اوصیاء ہے دھو کہ میں اگلوں کی راہ چلو گے۔

٠- وَاذَا تُتُلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِنْتٍ ۚ قَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا

ائتِ بِقُرُانٍ غَيْرِهٰنَا آوَ بَرِّالُهُ "

اور جب ان کے سامنے ہماری واضح آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں تو جن لوگوں کو ہمارے پاس آنے کی امیر نہیں تو وہ (آپ سے ) کہتے ہیں کہاس

<sup>(</sup>۵۷) حديد ١٣٠ (٣٦) الفرق بين الفرق البغد ادي (٣٧) الانتقاق ١٩:

کے سواد وسراقر آن لا ہے یااس میں کچھتبدیلی کرد بجئے ۔ (۴۸)

اوب دله کی تغییر میں کہتے ہیں لینی علی کو بدل دو،حالانکہ یہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر کہیں نہیں آیا۔

> اِنَّ الَّذِيْنِيُنَ اَمَنُوُّا ثُمُّمَّ كَفَرُوُّا تُمُّرِّ اَمَنُوُّا ثُمُّ كَفَرُوْا ثُمُّرَ اذْ دَادُوْا كُفُزًا لِنَمْ يَكُنِّ اللّهُ لِيَغْفِرُ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِلِ يَهُمْرُ سَينِيْلُاهُ

بے شک جولوگ ایمان لائے ، پھر کا فرہو گئے ، پھرایمان لائے ، پھروہ کفر میں بڑھتے ہی چلے گئے تو اللہ نہان کی مغفرت کرے گا اور نہان کوسیدھا راستہ دکھائے گا۔(۴۹)

اس کی تفہیر میں کہا ہے یہ آیت حضرت ابو بکر ، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے بارے میں انازل ہوئی ہے۔ پہلے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے پھر جب ان پر علی رضی اللہ عنہ ک ولایت پیش کی گئی اس کا کفر کیا ، پھر علی رضی اللہ عنہ ہے بیعت کر کے ایمان لائے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کفر کیا اور پوری امت ہے اپنی بیعت لے کر کفر میں اور زیادہ ہوئے۔ (۵۰) علیہ وسلم کے بعد کفر کیا اور پوری امت ہے اپنی بیعت لے کر کفر میں اور زیادہ ہوئے۔ (۵۰)

إِنَّ اللَّهَ يَا مُورُكُمْ أَنْ تَلْ بَكُواْ بَقُرَةً ﴿

بےشک اللہ تمہیں ایک گائے ذئ کرنے کا حکم دیتا ہے۔ (۵۱)

ان کا کہنا ہے یہاں بقرہ سے مراد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں اور اصر ہو ہ ببعضها سے حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما مراد ہیں ۔

۵۔ ارشادالٰہی

إنَّمَا الْخَمْرُو الْمَيْسِرُ

بے شک شراب اور جوا۔ (۵۲)

مين خمرا ورميسر عص حضرت ابوبكرا ورعمرضى الله عنهما مراديين قاتلهم الله انبي يؤفكون

<sup>(</sup>٤٨) يونس: ١٥( ٢٩) النساء: ١٣٧ (٥٠) الوشيعة في عقائدالشيعه /ص ١٥ (٥١) البقره: ١٤ (٥٢) المائده: ٩٠

مخضر بات یہ ہے کہ باطنیہ کا مذہب زی گمراہی اور وبال ہے انہوں نے یہ عقائد مجوسیوں سے حاصل کئے ہیں۔

یہ لوگ جنابت کی تفییر راز افشا کرنے ہے، عنسل کی تشریح تجدید عہد ہے، تیم کی ماذون سے افذ کرنے ،اورصوم (روزہ) کی تاویل اسرار کے انکشاف سے بازر ہنے ہے کرتے ہیں۔ان کی الیمی گمراہیوں اور نلیظ باتوں کی بے شار مثالیں ہیں۔

یہ تاویلات فاسدہ اسلام اور مسلمانوں کے لیے بڑے مصائب کا سامان ہیں، کیونکہ ان تاویلات سے شریعت کی بنیادی ہی منہدم ہوتی ہیں، اور قر آن کریم ان جانوروں کے سامنے کھیل کا میدان بن جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کافضل ہے کہ ان کی زیادہ ترکتب منظر عام پرنہیں ہیں، وہ ان کواپنے تک محدودر کھتے ہیں اور دلوں ہیں چھپائے رکھتے ہیں، ان شاءاللہ تعالیٰ ہیلوگ آخر کار زوال کاشکار ہوکر فنا ہوں گے۔

والله غالب على امره ولكن اكثر الناس لايعلمون



# مشہور کتب تفاسیرا دران کےمولفین

(تفاسير بالرواية ، بالدرايه، بالإشاره)

### مشعور تفاسير ماثوره

مشهورنام	سن	نام مقسر	نام تقسير	تمبر
	وفات			شار
تفسير طبرى	۰۱۳۱۰	محمد بن جر رِ الطبر ي	جامع البيان في تفسيرالقرآن	_1
تفيير سمرقندي	٣٧٢٥	نصربن محدالسمر فتذى	بحرالعلوم	٦٢
تفسير نغلبي	۵۳۲۷	احمد بن ابراہیم اتعلنی	الكشف والبيان	٣
		نبيثا بورى		
تفسير بغوي	@Q1+	الحسين بن مسعودالبغو ي	معالم التزيل	۴,
تفسيرابن	00r4	عبدالحق بن غالب الاندلى	المحر رالوجيز فى تفسيرالكتاب العزيز	_۵
عطيه				
تفسيرابن كثير	244°	اساعيل بنعمرالدمشقي	تفيير القرآن العظيم	_4
تفييرالجوا هر	øΛ44	عبدالرحمٰن بن محمدالثعالبي	الجوا ہرالحسان فی تفسیرالقرآن	_4
تفسيرسيوطي	æ911	حلال الدين السيوطي	الدراكمنثو رفى النفسير بالماثور	_^

# تفاسير مانوره اوران كےمولفین كامخضرتعارف

## ا\_تفسيرابن جرير

تفییرابن جریراهام ابوجعفرابن جریرالطیری کی تالیف ہے، ابن جریر کی ولا دے۲۲۴ ھ میں اور وفات ۱۳۱۰ھ میں ہوئی، آپ کی تفییر تفاسیر ما تورہ میں بلند مرتبہ کی حامل اور شیح ترین تفییر ہے، ابن جریر نے اس کواقوال صحابہ اور تابعین ہے مرتب کیا ہے،مفسرین کا پہلا مرجع یہی تفسیر ہے،علامہ نو وی نے کہا کتفسیر میں ابن جریر کی کتاب جیسی کتاب کسی نے بھی نہیں لکھی۔

#### تفسیر ابن جریر کے امتیازات

ا۔رسول الله صلی الله علیه وسلم ،صحابہ کرام اور تابعین سے منقول تفسیری اقوال پراعتاد۔ ۲۔ اقوال مروبیہ کے اسانید کا ذکر اور ترجیح روایات ۔

س- نامخ ومنسوخ آیات کا احاطه محیح اورغیر حیح روایات کے طرق کی معرفت \_

٣ ـ وجوه اعراب كاذ كراورآيات كريمه سے احكام شرعيه كالشنباط -

بہرحال بیجلیل القدر عظیم کتاب ہے، عمد گی کے ساتھ پیش کی گئی ہے تا ہم کہیں کہیں اس میں غیر سیح اسناد ہے روایات نقل کی گئی ہیں، اور ان کے غیر سیح ہونے پر متنبہ نہیں کیا گیا۔ اسی طرح بعض مقامات پر انہوں نے اسرائیلیات بھی ذکر کئے ہیں۔ تفسیر ابن جریر مطبوعہ ہے۔ دنیا بھر میں وستیاب ہے۔ اکثر مفسرین کے فزدیک نہ عمد تفسیر ہے۔

## ۲\_ تفییر سمر قندی

اس تفییر کے مؤلف ابواللیث نصر بن مجمد سمر قندی متو فی ۳۷س در ہیں۔ کتاب کا نام'' بحر العلوم'' ہے یتفییر بالما ثور ہے۔اس میں بلاا سناد صحابہ کرام اور تابعین کے کثیر اقوال مذکور ہیں، بیہ کتاب بطور مخطوطہ دوجلدوں میں ہے،اس کا ایک نسخہ مکتبہ الازھر میں موجود ہے۔

## سو\_تفسير لغلبي

اس تفییر کے مؤلف ابواسحاق احمد بن ابراہیم انتعلی نیشا پوری متوفی ۴۲۷ھ ہیں، ولادت کی صحیح تاریخ نامعلوم ہے،مفسر اور مقری ہیں، کتاب کا نام' الکشف والبیان عن تفسیر القرآن' ہے۔

مقدمے میں ندکوراسانید پراکتفا کرتے ہوئے اسانید کے اختصار کے ساتھ سلف سے تفییری اقوال نقل کرتے ہیں، فقص اور اخبار

کے فریفتہ ہیں، یہی وجہ ہے کہ ان کی تفسیر میں نہایت نامانوس اسرائیلی تضعی کی بھر مار ہے بلکہ بعض تو قطعاً باطل قصے مذکور ہیں۔ابن تیمید کا قول ہے کہ تظاہی ہفسہ اچھا اور دین دار شخص ہے، لیکن عاطب لیل ہے( یعنی ہرشم کی تجی جھوٹی روایات نقل کردیتا ہے)۔(۱)

تفییرنغلبی مخطو طے کی شکل میں سورۃ الفرقان کے آخر تک نامکمل حالت میں مکتبہ الا زھر میں موجود ہے ، باقی کتاب مفقو د ہے ۔

## ۴ \_تفسير بغوي

میتفسیر ابومحمد الحسین بن الفراء بغوی کی تالیف ہے، علامہ بغوی محی السنہ سے ملقب مشہور فقیہ، محدث اور مفسر ہیں ، اس سال سے زائد عمر پاکر ۱۵۰ ھیں فوت ہوئے ، جلیل القدر امام ، عابد و زاہدا و علم عمل کے جامع انسان تھے۔علامہ بھی نے آپ کوعظیم القدر شافعی علاء میں شار کیا ہے۔

ابن تیمید نے اصول تفسیر کے مقدمہ میں کہا ہے کہ علامہ بغوی نے اگر چی نظابی ہے مختصر ابن تیمید نے اسلام کے مقدمہ میں کہا ہے کہ علامہ بغوی نے اگر چی نظابی ہے مختصر تفسیر تالیف کی ہے کیکن انہوں نے اپنی تفسیر کوا حادیث موضوعہ اور مبتدعا نہ آراہے بچایا ہے۔ (۲)

میشم اسرائیلی تفسیل موجود ہیں تا ہم مجموعی طور پر بی تفسیر دیگر تفاسیر ما ثورہ جیسی کثیر اسرائیلیا ہے پر مشتمل تفاسیر سے احسن اور عمدہ ہے۔

## ۵\_تفسيرا بن عطيه

اس تفییر کے مؤلف ابوجمد عبدالحق بن غالب بن عطیه اندلی مغربی غرناطی ہیں ، آپ کی ولا دت ۴۸۱ ہیں اور وفات ۴۸۱ ہیں ، وئی ہے۔ نہایت ذہین وفطین نحوی ، لغوی ، ادیب اور شاعر تھے ، اسلام کے سنہری دور میں اندلس کے قاضی رہے ، تفییر کا نام ''المحر رالوجیز فی تفییر الکتاب العزیز''ہے ، مؤلف نے اس تفییر میں تفییر بالما ثور میں علاء کے ذکر کر دہ اقوال کوجمع کیا ہے اور صحت سے قریب تر اقوال کو تلاش کیا ہے۔ ابن تیمیہ نے اپنے فتاوی میں تفییر ابن عطیہ اور تفییر الزخشری کا مواز نہ کرتے ہوئے کہا ہے :

<sup>(</sup>۱) ابن تيميه/ اصول النفير/ص ١٩ (٢) ايضاً

تفییرابن عطیہ، تفییر زخشری ہے بہتر ہے،اس کی نقول اورابحاث زیادہ صحیح ہیں، یہ بدعات ہے بعیدتر ہے،اگر چہ بعض مقامات پرالی چیزیں موجود ہیں، تاہم وہ بکثرت وجوہ ہے زخشری کی تفییر ہے بہتر ہے، بلکہوہ تمام تفاسیر ہے رائح تفییر ہے۔ (۳)

ہے کتاب اپنی تمام ترشہرت اورمنفر دامتیازات کے باوجود دس خیم مجلدات میں آج تک مخطو طے کی شکل میں ہے، امید ہے اللہ تعالیٰ کی تو فیق وعنایت سے کوئی صاحب اس گراں مایہ خزانے کوہم تک مطبوعہ حالت میں پہنچادیں گے، تا کہ اس کا نفع عام ہو۔

## ۲ \_تفسيرابن كثير

اس تفسیر کے مؤلف ابوالفد اء حافظ مماد الدین اساعیل ابن عمرو بن کثیر قرشی مولود •• ۷ ھ،متوفی ۴۲ ۷۷ ھ ہیں ۔علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ تمام علوم خصوصاً تاریخ، حدیث اور تفسیر کے بحر ذ خار اور فلک بوس پہاڑ تھے،جلیل القدرا مام، تالیف وتصنیف میں نئی جدتوں اورمتنوع اسالیب کے بانی تھے۔علامہ ذھمی کہتے ہیں:

> ا مام، مفتی، با کمال محدث، گونا گوں اوصاف کا حامل فقیہ، ماہر و پختہ کار محدث اورمفسر آپ متعددمفید تصانیف کےمصنف ہیں۔

علامہ ابن کشر کی تفسیر کا نام' 'تفسیر القرآن العظیم'' ہے، تفاسیر ماثورہ میں مشہور ترین تفسیر یہی ہے۔تفسیر طبری کے بعد دوسرا مرتبہ اس تفسیر کو حاصل ہے، مؤلف نے اس میں گذشتہ مفسرین کی تفسیری روایات پر توجہ مبذول کی ہے، بالا شادا حادیث اور آثار نقل کئے ہیں اور بعض پر جرح وقعدیل کی ہے،مئر یا غیر صحیح روایت کورد کردیا ہے، یہی وجہ ہے کہ ان کی تفسیر کو تفاسیر ماثورہ میں احسن التفاسیر قرار دیا گیا ہے۔

تفییر میں ابن کثیر کا طریقہ یہ ہے کہ آپ آیت کریمہ ذکر کرتے ہیں پھراس کی آسان مختصرعمہ ہ الفاظ میں تفییر کرتے ہیں دوسری آیات ہے اس کے شوامد پیش کرتے ہیں اور آیات میں

<sup>(</sup>۳) فتاوی این تیمیه/ج۲ص۱۲۳

تطبیق دیتے ہیں یہاں تک کہ معنیٰ واضح ہو جاتا ہے اور مراد کھل کر سامنے آجاتی ہے، یہ تفسیر در حقیقت تفسیر القرآن بالقرآن کی بہترین مثال ہے۔علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ اپنی تفسیر کے مقد مے میں کہتے ہیں

> اگرکوئی کہے کہ تغییر کا احسن طریقہ کیا ہے؟ جواب ہے تغییر قرآن میں سیح ترین طریقہ قرآن کی قرآن کے ساتھ تغییر ہے، جو بات ایک مقام پر مجمل ہے وہ دوسرے مقام پر مفصل موجود ہے، اگرآپ اس سے تھک جائیں تو پھر حدیث وسنت ہے کہ بیقرآن کی شرح اور وضاحت کرنے والی ہے، بلکہ امام شافعی نے فر مایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام احکام قرآن ہی سے مجھے ہوئے ہیں۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

رِئَا اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الكِتْبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمُ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا الْرِيكِ اللهُ وَ اللهُ وَاللهُ وَ اللهُ وَاللهُ وَ اللهُ وَاللهُ وَاللهُ وَاللهُ وَ اللهُ وَاللهُ وَاللهُ وَاللهُ وَاللهُ وَاللَّهُ وَاللَّ

بے شک ہم نے آپ پر بھی کتاب نازل کی ہے تاکہ آپ اوگوں کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کریں جواللہ نے آپ کودکھادیا ہے (م) اور سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

باخبرر مومیں قرآن اور اس کی مثل اس کے ساتھ اور بھی لایا ہوں۔ (۵)

تفییرابن کثیر کاامتیازی وصف میہ ہے کہ ابن کثیر تفییر ماثور میں مکر اسرائیلی روایات پر متنبہ کرتے اوران سے بچنے کی تلقین کرتے ہیں۔ بہر حال ابن کثیر کی تفییر اور تاریخ کا قاری ان کتب کی عمد گی اور افضلیت کو بخو کی جان لیتا ہے اور بعض تسامحات کے باوجود ابن کثیر کی تفییر، تفاسیر ماثورہ میں صحیح ترین تفییر ہے۔

۷\_تفسيرالجواهر

ييبل لقدرا مام عبدالرحمٰن بن محمد بن مخلوف الثعالبي الجزائري المغر لي متو في ٨٧٦ هـ

<sup>(</sup>٣)النساء:١٠٥ (۵)تفسيرا بن كثير/ جاص٣\_

التبیان فی علوم القرآن مشہور کتب تفاسیر کی تفسیر ہے، اس تفسیر ما ثور میں سلف صالحین کے اقوال منقول ہیں ، صحیح اور ضعیف ممینز کیا گیا ہے۔ یہ تفسیرمطبوعہ ہے۔

### ۸ \_ تفسيرسيوطي

اس تفسير كے مؤلف جمتِ ثقة، صاحبِ تاليفات كثيره امام جلال الدين السيوطي مولود ٨٣٩ه، متوفى ٩١١ هر بين \_تغيير كانام' 'الدرالمثور في النفيير بالماثور' بيه ـ امام جلال الدين سيوطي ال تفسير كے مقد مے ميں لکھتے ہیں:

میں نے اس کوتر جمان القرآن کی کتاب سے بطور تلخیص لکھا ہے۔

بیتفیررسول الله صلی الله علیه وسلم کی طرف مند ہے ،مصر سے شائع ہوئی ہے۔ اپنی دوسری کتاب''الاتقان'' میں ذکر کرتے ہیں کہ' میں نے الی تفسیر شروع کی ہے جس میں تفاسیر منقوله، اقوال معقوله، استنباط، اشارات، لغات، اعاريب، نكات بلاغت اورمحاس بدليج برضروري چز کوجمع کرر ماہوں۔

اس تغییر کا نام انہوں نے'' مجمع البحرین وطلع البدرین' رکھا پیر' الدرالمنثور'' کے علاوہ دوسری تفسیر ہے۔

میں نے امام سیوطی کی تالیفات کوشار کیا ان کی تعدا دیانج سو کے قریب ہے۔اللہ تعالیٰ دین اور دنیامیں ان کی خدمات پران کوایے فضل ورحت سےنوا زے۔

•

## مشعور کتب تفاسیر بالرائے (بالدرایہ)

	-			
مشهورنام	سن	نام مؤلف	نام كتاب	نمبر
÷	وفات			
تفسيرالرازي	p4.4	محمد بن عمر بن حسین را زی	مفاتيح الغيب	ار
تفسير البيصاوي	۵۸۲۵	عبدالله بنعمرالبيصاوي	انواراكتزيل واسرارالتاويل	۲,
تفسيرالخازن	06M1	عبدالله بنمحمرالمعروف بالخازن	لباب التاويل في معانى التزيل	۳.
تفسيرالنسفي	ا • کھ	عبدالله بن احرالنسفى	مدارك المتزيل وحقائق الثاويل	۳۴
تفسيرالنيسا بوري	ص۷۲۸	نظام الدين الحن محمد نميثا بوري	غرائب القرآن ورغائب	۵_
			الفرقان	ı
تفسيرا بي حيّان	04°0	محمربن يوسف بن حيان الاندلسي	البحراكحيط	۲_
تفييراني السعو د	29ar	محمد بن محمد بن مصطفیٰ الطحا وی	ارشا دانعقل اسليم	_4
تفييرجلا لين	<sub>ው</sub> ለዛዮ	ا_جلال الدين كحلي	تغييرجلا لين	_^
	اا9 ھ	۲ _ جلال الدين السيوطي		
تفسير الخطيب	0944	محمد شربني الخطيب	السراج المنير	_9
تفسيرآ لوى	۰ ۱۲۷ ه	شهاب الدين محمرالآلوي البغدادي	روح المعاني	_1+

كتب تفاسير بالرائ اوران كے مؤلفین كا تعارف:

## ا يقسيرالفخرالرازي

اس تغییر کے مؤلف علامہ ﷺ محمد بن عمر الرازی المتوفی ۲۰۱ھ ہیں تغییر کا نام''مفاتیج الغیب'' ہے۔ تغییر میں آپ نے اللہ یات کے فلاسفہ کا مسلک اپنایا ہے۔ اللہ یات کے مباحث پر اپنے دلائل قائم کئے ہیں ،معتز لہ اور دیگر گمراہ فرقوں کا نا قابل تر دید دلائل اور برا ہیں قاطعہ ہے رد کیا ہے،منکرین اور مکذبین کے شبہات کا جواب دیا اور ان کو باطل قرار دیا ہے۔علم الکلام ک موضوع پرآپ کی تغییرسب تفاسیر سے سبقت لے گئ ہے، آپ طبیعیات اور کو نی علوم کے بھی جلیل القدرامام ہیں، آپ نے افلاک، برجوں، آسان، زمین، حیوانات، نبا تات اور انسانی اعضاء اور اجزاء پرسیر حاصل ابحاث کی ہیں، ان مباحث ہے آپ کا مقصود حق کی نصرت، اللہ تعالیٰ کے وجود پر براہین ودلائل اور کج روگمراہوں کارد ہے۔

## ۲\_تفسيرالبيضا وي

اس تغییر کے مولف عالم جلیل، شخ عبداللہ البیصا وی متوفی ۱۸۵ ھ ہیں تغییر کانام'' انوار السنز یل'' ہے، نہایت عمدہ اور دقیق، روایت اور درایت کی جامع تغییر ہے، ند ہب اہل السنة کو دلائل سے ثابت کیا ہے، قابل اعتماد عالم، پختہ رائے والے دانشور ہیں، ہرسورت کے اختمام پراس سورت کے فضائل میں مروی احادیث کا التزام کیا ہے جس میں انہوں نے صحح روایات کے انتخاب میں کوشش نہیں کی ۔اس کے متعدد حواثی ہیں، مشہور حواثی شہاب الدین الخفاجی اور سعدی آفندی کے ہیں۔

## ۳\_تفسيرالخازن:

اس تغییر کے مؤلف امام عبداللہ بن محمد مشہور الخازن متوفیٰ ا۴ کے ھیں، تغییر کا نام
''لباب الناویل فی معانی النزیل' ہے، یہ مشہور ماثورتفیر ہے لیکن علامہ خازن سند ذکر نہیں
کرتے ،اس کی عبارت آسان ہے تخبک نہیں، روایات اور قصص نقل کرنے کے شوقین ہیں، بعض
اوقات کسی اسرائیلی روایت کے باطل ہونے پر متنبہ کرنے کے لیے اسے نقل کرتے ہیں، طویل
قصہ ذکر کر کے اس کے کذب یاضعف کا تھم لگاتے ہیں، بعض اوقات کسی روایت کو بلا تبھر ہ نقل
کردیتے ہیں، جس سے قاری اسے صحیح گمان کرتا ہے، اگر اس میں بکثر ت ضعیف یا کذب پر بنی
روایات اور قصص نہ ہوتے تو مجموعی طور پر ہی عمد ہ تفسیر تھی۔

## ۾ تفييرالنسفي

اس تغییر کےمؤلف شخ ، عالم وزاہدعبداللہ بن احمدالنسفی متوفی ا • ۷ ھے ہیں ،تغییر کا نام '' مدارک التخزیل وحقائق التاویل'' ہے ،جلیل القدر ،متداول مشہور تغییر ہے ، زبان مہل اور دقیق ہے، دیگر تفاسیر بالرائے کی نسبت مختصر اور متوسط تغییر ہے۔ صاحب کشف الظنون اس تغییر کے بارے میں کہتے ہیں:

تفاسیر میں متوسط درجے کی کتاب ہے، وجوہ اعراب اور قر اُت کی جامع ہے، علم بدلیج کے دقائق اوراشارات کی مضمن ہے، اہل سنت و جماعت کے اقوال کی مؤید اور اہل بدعت وضلالت کے جھوٹے اقوال سے خالی ہے۔ اکتانے والی طویل تغییر ہے نتشکی باتی رکھنے والی مختر تغییر۔

## ۵\_تفسيرالنيسا بوري

قر اُ آت پر بحث اورتفییراشاری پرنفذ ونظر، یتفییر تفییر ابن جزیر کے حاشیے پراورتفییر الفخرالرازی مع تہذیب کبیر کے ساتھ مطبوعہ ہے۔

## ۲ \_تفسيرا بي السعو د

اس تفسیر کے مؤلف لغوی عالم ، توی جت قاضی محد بن مصطفی الطحاوی مشہور بہائی السعو دمتو فی ۹۵۲ ھے ہیں ، یتفسیر حسین ترتیب ،خوبصورت تعبیر کے باعث عمدہ اور جامع ترین تغسیر ہے ، علامہ طحاوی نے اس تفسیر میں بلاغت قرآن کے اسرار اور ربانی حکمتوں کی نقاب کشائی کی ہے۔ اس تفسیر کاحسن تعبیر آپ کوا پی جانب ماکل کرے گا ،غور وفکر کی سلامتی آپ کوبھلی گے گی ۔ بلاغت قرآن اور اعجاز قرآن کی جلوہ نمائی کے ساتھ اصابت رائے ،عقائد اہل سنت پرمحافظت ،حشو وطوالت سے اجتناب اس تفسیر کے بہترین املیاز ات ہیں ، بیرد قرق تفسیر اہل علم سے خصوصی فہم کی متقاضی ہے۔

## ے۔تفسیرانی حیان

اس تفسیر کے مؤلف شیخ محمد بن بوسف بن حیان الاندلسی متوفی ۳۵ سے ہیں تفسیر کا نام

'' البحرالحيط'' ہے، يہ آٹھ شخیم جلدوں پرمشتمل ہے،اس تفسیر میں مؤلف نے نحو،صرف، بلاغت اور ا حکام فقہیہ وغیرہ علوم کے متعدد شعبوں کو جمع کیا ہے، یتفییر، مراجع تفاسیر میں اہم مقام کی حامل ہے،اس کی عبارت آسان ہے عبارت میں الجھاؤاور پیچید گی نہیں ہے، ماد وُتفییر ہے متعلق متنوع علوم کی چونکداس تفییر میں کثرت ہاس لیے مؤلف نے اس کا نام' ' البحر المحیط''رکھاہے۔

### ۸ \_تفسير آلوسي

اس تغيير كه مؤلف امام عظيم نقاد عالم،مفتى بغداد، حجة الا دباء، قدوة العلماء، مرجع ابل فضل وعرفان شهاب الدين سيرمحمود آلوي متوفي • ١٢٧ هـ بين ، آلوي رحمه الله وسيع علم وفهم اور معلومات والے تھے، آپ کی تفییر'' روح المعانی'' از روئے روایت ودرایت سلف کی آ را کی جامع ہے،اہل علم کےاقوال برمشتل ہے،سابقہ تفاسیر کا خلاصہ ہے،اسرائیلی روایات پر زبر دست جرح و تقید کی ہے، تفسیر اشاری اور وجوہ بلاغت و بیان پر بھی متوجہ رہتے ہیں، پیتفسیر، تفاسیر بالروایة ، تفاسیر بالدرا بیاورتفاسیراشارہ کےعلوم کا بہترین مرجع ہے۔

# مشعور تفاسير آيات الاحكام

مشهورنام	سن و فات	نام مؤلف	نام كتاب اور مذهب	نمبر
1 ***	•		• • •	شار
تفيرالجصاص	<b>∞</b> ٣∠ •	احمد بن على الرازى البصاص	احكام القرآن (حنفی)	_1
تفسيرلكيا	0 D + F	على بن محمد الطبر ى لكيا	احكام القرآن ( شافعی )	_٢
الھر اس		الحر اسى		
تفسيرا بن العربي		محمر بن عبدالله الاندلى	احکام القرآن (ماکلی)	_٣
تفسيرالقرطبي	24L1	محمربن احمربن فرح القرطبي	الجامع لاحكام القرآن (ماكلي)	۳,
تفيير السيوري	نو يرهجري	مقدا دبن عبدالله السيوري	كنزالعرفان(شيعي)	_۵
تفسيرالزيدي	۵۸۳۲	يوسف بن احمدالثلاثي	الثمر ات اليانعه (زيدي)	٢_
تفسير السيوطي	ø 911	جلال الدين السيوطي	الأكليل في اشغباط النتزيل	_4
			(شافعی)	•

# التیان فی علوم القرآن ۲۹۸ مشهور کتب ت**فسیر اشاری**

مشهورنام	نام مؤلف	نام کتاب	تميز
		•	شار
تفييرالتسترى	سېل بن عبدالله تستري	تفييرالقرآن الكريم	_1
تفسيرا للمي	ا بوعبدالرحمٰن السلمي	حقائق النفيير	_٢
تفسيرالنيسا بوري	احمد بن ابراہیم نیشاً پوری	الكشف والبيان	_٣
تفسيرابن عربي	محی الدین بن عربی	تفسيرا بنعربي	۳-
تفسيرآ لوسي	شهاب الدين محمرآ لوي	روح المعاني	_۵

# معتزلہ اُور شیعہ کی مشعور تفاسیر

مشهورنام	سن و فات	نام مؤلف	نام كتاب اور مذهب	نمبر
				شار
تفييرالعسكرى	۵۲4 a	الحسن بن على الصادى	تفييرالعسكري (شيعي)	_1
تفييرالهمذ اني	@ 1°10	عبدالجبار بن احمد الهمذ اني	تنزية القرآن عن المطاعن	٦٢
			(معتزلی)	
تفسيرالمرتضى	٢٣٩٩	على بن احد الحسين ب	امالى الشريف المرتضلي	_٣
			(مغتزلی)	
تفييرالز مخشري	00Th	محمود بنعمرالزمخشري	الكثاف(معتزلي)	۳,
تفسيرالمشكاة	غيرمعروف	عبداللطيف الكازراني	مرآ ة الانوار ومشكاة الاسرار	_۵
			(شیعی)	
تفسيرالطبرسي	ø a pra	الفضل بن الحسن الطبرسي	مجمع البيان (شيعي)	_ 7
تفسيرا لكاشي	۱٠٩٠	محمد بن الشاه مرتضلي الكاشي	الصافی فی تفسیرالقرآن (شیعی)	14
تفسيرالعلوي	۲۳۲اھ	عبدالله بن محمد العلوي	تفسيرالقرآن (شيعي)	_^
تفييرالخراساني	۵۱۳۱۵	سلطان محمد بن حيدر	بيان السعادة (شيعي)	_9
		الخراساني		

## عصر حاضر کی بعض مشھور تفاسیر

مشهورنام	نام مؤلف	نا مّ فسير	نمبر
			شار
تفييرالهنار	محدرشيدرضا	تفسيرالقرآن الكريم	_1
تفسيرالمراغي	احدمصطفى المراغي	تفسيرالمراغي	_r
تفسيرالقاسي	جمال الدين القاسي	محاس الباويل	٣-
تفسيرالظلال	الشهيدسيدقطب	فی ظلال القرآن	٦,
النفسيرالواضح	محرمحمو دالحجازي	النفسيرالواضح	_۵
تفسيرالجوهري	طنطا وی جو ہری	تفيير الجواهر	_4
تفسرعيسي	فينخ عبدالجليل عيسلى	تيسيرالنفيير	_4
تفسير وجدي	محمر فريدوجدي	المصحف المفسر	_^
تفسير الدمنھوري	ابوزيدالدمنھوري	الهدابية والعرفان	_9
تفسير مخلوف	حسنين مخلوف	صفوة البيان	_1+
تفسيرحسن خان	صديق حسن خان	فتحالبيان	_11
) کا ذکرنہیں کررہے۔	يربهي ہيں،ہم بخو ف طوالت ان	مٰدکورہ بالا تفاسیر کےعلاوہ دیگر تفا	
	1 11.1.	المنالد المنفع بالمنجم الكار	

والله الموفق و الهادي الي سواء السبيل



### فحبل

# قرآنی سورتوں کے فضائل میں موضوع احادیث پرانتباہ

علامہ فرطبی اپنی تغییر الجامع لا حکام القرآن میں'' قرآنی سورتوں کے فضائل میں مروکا احادیث موضوعہ پر انتباہ'' کے زیرعنوان رقم طراز ہیں کہ واضعین اور جعل سازوں نے قرآن کر یکی سورتوں کے فضائل اور فضائل اعمال میں جوجھوٹی اور من گھڑت روایات بیان کی ہیں و نا قابل التفات ہیں ، لوگوں کی کثیر جماعت نے اس کا ارتکاب کیا ہے، سب کے اغراض ومقاص جداگا نہ نوعیت کے تھے، ان میں بعض کا تذکرہ درج ذیل ہے:

۔ ملحد اور زندیق لوگ مثلاً مغیرہ کوئی اور محمد الشامی وغیرہ، واضعین حدیث ہیں، انہوں نے لوگوں کے دلوں میں شک پیدا کرنے کے لیے احادیث گھڑی ہیں، چنانچہ شامی از انس بن مالک از رسول الله صلی الله علیہ وسلم روایت کرتا ہے کہ آپ صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا ''میں خاتم النہ بین ہوں میرے بعد نبی نہیں، مگر جو الله چاہے''۔ اس نے آخری استثنائی جملہ اپنے الحاد اور زندیقی کے دعویٰ کے پیش نظر بردھادیا۔

بعض لوگوں نے آپی خواہشات نفسانی کی پیردی کی طرف لوگوں کو بلانے کے لیے احادیث وضع کیس،خوارج کے شیوخ میں سے ایک شخ نے تو بہ کے بعد کہا کہ یہ احادیث دین ہیں، دیکھوتم اپنادین کس شخص سے حاصل کررہے ہو، جب ہمیں کسی امر کی خواہش ہوتی تھی ہم اس کوحدیث بنالیتے تھے۔

بعض لوگوں نے ثواب حاصل کرنے کی نیت سے احادیث وضع کیں، وہ اس طرح لوگوں کواپنے اعتقاد کے مطابق فضائل اعمال کی طرف راغب کرنا چاہتے تھے، چنانچہ ابوعصمہ المروزی سے جب یہ کہا گیا کہ آپ نے عکر مداز ابن عباس کے ذریعے قرآن کریم کی ہرسورت کے فضائل کہاں سے حاصل کیے؟ تواس نے جواب دیا کہ میں نے

لوگوں کو دیکھا وہ قرآن سے اعراض کر کے ابو حنیفہ کی فقہ اور ابن اسحاق کے مغازی میں مشغول ہوگئے، سو ہیں نے دین کی ترغیب دینے کے لیے تو اب کی نیت سے بیہ حدیث گھڑی۔ ابن الصلاح کہتے ہیں اسی طرح قرآن کریم کی ہر ہر سورت کے فضائل میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی طویل حدیث ہے ایک صدحب نے اس کے مخرج کو کھوج لگایا تو ایسے خض کے پاس جا پہنچ حس نے بیاعتراف کیا کہ اس نے اور دیگر ساتھیوں نے اس کو ضع کیا ہے اور اس میں وضع بالکل واضح ہے، الواحدی اور دیگر مقسرین نے ایسی احادیث کو اپنی تفاسیر میں جگہ وضع بالکل واضح ہے، الواحدی اور دیگر مقسرین نے ایسی احادیث کو اپنی تفاسیر میں جگہ دے۔

بعض سوالی بازاروں اور مساجد میں کھڑے ہوتے اور بونت سوال اسانید صححہ کے ساتھ یہ موضوع اجادیث ذکر کرتے۔

جعفر بن الطیالی بیان کرتے ہیں کہ اما م احمد بن طنبل اور کیلی بن معین نے مجد رصافہ میں نماز پڑھی، ان کے سامنے ایک قصہ گو کھڑا ہوا اور کہا کہ ہم سے احمد بن طنبل اور کیلی بن معین نے صدیث بیان کی ، انہوں نے کہا ہمیں عبد الرزاق نے خبر دی ، عبد الرزاق نے کہا ہمیں معمر نے از قادہ از انس رضی اللہ عنہ خبر دی ، حضرت انس رضی اللہ عنہ نہر دی ، حضرت انس رضی اللہ عنہ بہر کی ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بہر کی ۔ حض کی چو نج نے فر مایا کہ جس نے لا اللہ الا اللہ کہا اس کے ہر کلمہ سے ایک پر ندہ پیدا کیا جاتا ہے جس کی چو نج مونے کی اور پر مرجان کے ہوتے ہیں'' اور اس نے تقریباً ہیں صفحات کے برابر روایت بیان کی حونے کی اور پر مرجان کے ہوتے ہیں'' اور اس نے تقریباً ہیں صفحات کے برابر روایت بیان کردی ، احمد بن صنبل کی طرف د کیھنے لگے اور پوچھا: کیا آپ نے اس کو صدیث بیان کی ہے؟ اما م احمد بن صنبل نے کہا کہ بخدا میں نے تو یہ حدیث بی نے اس کو صدیث بیان کی ہے؟ اما م احمد بن صنبل نے کہا کہ بخدا میں نے تو یہ اس سے کہا: تم سے بی حدیث س نے بیان کی؟ کہا: احمد بن صنبل اور بچی بن معین نے ، انہوں نے کہا: احمد بن صنبل اور بچی بن معین ہوں اور بیاحمد بن صنبل ہیں ، ہم نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں بیا لکل نہیں سا ، اگر تمہارے لیے جھوٹ بولے بغیر جارہ کا رنہیں ہے تو کم از کم ہمارا نام تو نہ لیا بالکل نہیں سا ، اگر تمہارے لیے جھوٹ بولے بغیر جارہ کا رنہیں ہے تو کم از کم ہمارا نام تو نہ لیا بالکل نہیں سا ، اگر تمہارے لیے جھوٹ بولے بغیر جارہ کا رنہیں ہوتو کم از کم ہمارا نام تو نہ لیا

کرو، کسی دوسرے کا نام لے لیا کرو، اس نے پوچھا: آپ یجی بن معین ہیں؟ کہا: ہاں، وہ کہنے لگا میں برابرسنتار ہا کہ یجی بن معین احتی آ دمی ہے، اب مجھے پنہ چلا یہ بات صحیح ہے، یجیٰ نے پوچھا: کی بیے معلوم ہوا کہ میں احمق ہوں؟ قصہ گونے جواب دیا: گویا دنیا میں تبہارے علاوہ کوئی اور یجیٰ بن معین اور احمد بن ضبل نہیں ہیں، میں نے اس احمد بن ضبل کے علاوہ احمد بن ضبل نام کے ستر ہ لوگوں ہے حدیث کھی ہے، امام احمد بن ضبل نے ٹو پی بجیٰ کے منہ پررکھ دی اور فر مایا کہ اس کو جھوڑ و جانے دو، اوروہ اس انداز ہے احمد کرچل دیا جیسے ان حضرات کا فداق اڑ ار ہاہو۔

علامة قرطبی کہتے ہیں مذکورالصدرگروہوں اوران کے ہم مسلک لوگوں نے رسول الدُّصلی اللّه علی مسلک لوگوں نے رسول الدُّصلی اللّه علیه وسلم پرافترا گھڑے ہیں۔مزید کہا کہ اگر لوگ صرف ان احادیث پراکتفا کر لیتے جوعلاء میں متداول ہیں اورفقہا ائمہ نے ان کوصحاح اور مسانید وغیرہ مصنفات ہیں صحیح ثابت طرق سے روایت کیا ہے تو غنیمت تھا،اس طرح وہ رسول الدُّصلی الله علیه وسلم کے ارشاد میں مذکور وعید سے بی جاتے کہ ''جس نے دانستہ مجھے پر جھوٹ بولاوہ اپناٹھ کا نہ جہم میں بنائے''۔

دشمنان دین اور زندیق اہل اسلام نے ترغیب و تر ہیب و غیرہ کے زیر عنوان جو احادیث وضع کی ہیں ان سے احتر از لازم ہے، سب سے زیادہ نقصان دہ ان لوگوں کی وضع کردہ احادیث ہیں، جوزاہدو عابدمشہور ہیں اور انہوں نے بڑعم خود اللہ کی خوشنودی کے حصول کے لیے احادیث وضع کی ہیں، لوگول نے ان کے زہد وتقو کی پر مجروسہ کرتے ہوئے ان کی من گھڑت احادیث وقبول کرلیا، بیخودہ گمراہ ہوئے اور دوسرول کو بھی گمراہ کیا۔ (1)

## قرآن كريم ميں غيرعر بي الفاظ

یقطعی اور بینی ہے کہ قرآن کریم عربی زبان میں نازل ہوا،عربی کتاب ہے اور اہل عرب میں واضح عربی زبان میں اتراہے، تا کہ وہ ان کی نجی زندگی اور ان کی معاشرتی حیات کے لیے دستورالعمل ہو، وہ قرآن کریم سے اقد ارحیات اور نسیحت حاصل کریں۔ ارشادر بانی ہے:

لِيَدَّ تُرُوا اليَّهِ وَلِيَتَدَكَّرَ أُولُوا الْأَلْبَابِ

<sup>(</sup>۱) تفسيرالقرطبی/ ج اص ۸ ۷

تا کہ لوگ اس کی آیتوں میں غور کریں اور تا کے عقمندلوگ اس ہے نھیجت

حاصل کریں۔(۲)

نصوصِ قرآن کی کثیر تعداد اس کی مؤید ہے کہ قرآن اپنے نظم، الفاظ، اسلوب اور ترکیب میں''عربی'' ہے، اس میں ایسی کوئی چیز نہیں جومفردات، جملوں، اسلوب اور خطاب میں عربی طریقہ کے خلاف ہو، ارشاد ہاری تعالیٰ ہے:

لِتَكُونَ مِنَ الْمُنْذِرِنِينَ ﴿ لِلسَّانِ عَرِيَّ مُبِينِ فَ

تا کہ آپ ڈرانے والوں میں ہو جائیں (بیقر آن) صاف عربی زبان میں ہے۔(٣)

كِتْبُ فُصِّلَتُ اللَّهُ قُرُانًا عَرَيتًا لِتَقُوْمِ يَعْلَمُونَ ﴿

(یہ) ایک کتاب ہے جس کی آیتیں صاف صاف بیان کی گئی ہیں (اور)

يقرآن عربي زبان ميں ان لوگوں كے لئے ہے جوجانے ہيں۔ (٣)

إِنَّا ٱنْزَلْنَهُ قُرْانًا عَرَبِيًّا لَّعَكَّكُو تَعْقِلُونَ ۞

ہم نے اس کوتمہارے سجھنے کے لئے عربی زبان میں نازل کیا ہے۔ (۵)

قُرُانًا عَرَبِيًا غَيْرَ ذِي عِوْجٍ لَعَلَهُمْ يَتَعَقُونَ ۞

(یہ) قرآن عربی زبان میں ہے اس میں کوئی کجی نہیں تا کہ وہ لوگ پر ہیز

گاری اختیار کری ۔ (۲)

اس پرعلاء کا اجماع ہے کہ قر آن عربی ہے،البتہ اس میں اختلاف ہے کہ قر آن کریم میں غیرعر بی مفر دالفاظ موجود میں پنہیں؟اس میں دو ند ہب ہیں:

۔ پیجہور کا ندہب ہے، ان میں سرفہرست قاضی ابو بکر ابن الطیب، شیخ المفسرین ابن جریر الطیب ، شیخ المفسرین ابن جریر الطبری اور الباقلانی وغیرہ علاء اعلام شامل ہیں، ان حضرات کا کہنا ہے کہ قرآن مکمل طور پرعربی ہے، اس میں غیرعربی کلام کے مفردات یا الفاظ نہیں ہیں، جن الفاظ کو غیر عربی زبانوں کی طرف منسوب کیا گیا ہے وہ عربی اور دوسری زبانوں میں

<sup>(</sup>٢) ص: ٢٩ (٣) الشعراء: ١٩٥،١٩٨ (٨) حم السجده: ٣ (٥) يوسف: ٢ (١) الزمر: ٢٨

مشترک الفاظ میں ،اہل عرب ،اہل فارس اور حیثی وغیرہ بیالفاظ کیساں طور پراستعال کرتے تھے۔

علماء کی ایک جماعت کا ند جب سے ہے کہ قرآن کریم میں بعض غیر عربی الفاظ آئے ہیں،
چونکہ بیالفاظ نہایت قلت میں ہیں اس لیے ان کے باوجود قرآن کریم کے عربی بہین
ہونے میں فرق نہیں پڑتا۔ مثلًا لفظ 'مشکاۃ' ، بمعنیٰ طاق ، لفظ ' الکفل' ، بمعنیٰ نصف
اور لفظ ' قصورۃ' ، بمعنیٰ شیر ، سب صبتی زبان کے لفظ ہیں عربی الفاظ نہیں ہیں۔ اسی
طرح لفظ ' قصورۃ' ، بمعنیٰ ترازو، روی زبان کا لفظ ہے۔ لفظ ' بجیل' ، پھر اور گارا،
فاری زبان کا لفظ ہے۔ لفظ ' غساق' بمعنیٰ کھولتی ہوئی پیپ ، ترکی زبان کا لفظ
ہے۔ لفظ ' الیم' ، بمعنیٰ سمندر، اور ' الطّور' ، بمعنیٰ پہاڑ سریانی زبان کا لفظ ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ بیالفاظ اصل میں مجمی ہیں۔ لیکن اہل عرب نے ان الفاظ کوعربی بنا کر استعال کیا بایں معنی بیعربی ہیں، اہل عرب نے ہمسایوں سے میل جول کے باعث ان کے بعض الفاظ اپنا لیے اور ان مجمی الفاظ کو انہوں نے اپنے اشعار اور کاورات میں اس خوبی سے استعال کیا کہ وہ صحیح عربی الفاظ کی طرح ہوگئے، اور پھر قرآن میں بیالفاظ نازل ہوئے (ک)

### جمعور کے دلائل

جمہورعلماء نے بعض دلاکل سے ثابت کیا ہے کہ قر آن کریم عربی ہے، اس میں غیر عربی الفاظ نہیں ہیں۔ البتہ اس میں غیر عربی الفاظ نہیں ہیں۔ البتہ اس میں غیر عربی زبانوں کے اساءِ اعلام موجود ہیں مثلاً اسرائیل، جبرئیل، عمران ،نوح اورلوط۔

جمہور کے دَلائل درج ذیل ہیں:

ا۔ گذشتہ سطور میں مذکورآیات ہے ثابت ہوتا ہے کہ قر آن اپنے الفاظ ،اسلوب ،نظم اور ترکیب میں کمل طور پرعر بی ہے۔اللہ تعالیٰ نے قر آن کے متعلق خبر دیتے ہوئے فر مایا ہے:قرانا عربیا۔ بیلفظ متعدد آیات میں بار بار آیا ہے، بیمعلوم ہے کہ لفظ قر آن عام ہےاس میں تمام سورتیں ،آبات ،الفاظ اورمفر دات شامل ہیں۔

قر آن کریم عربی زبان میں نازل ہوا تا کہ اہل عرب اس کشمجھیں ، جانیں اوراس کے مفاتیم اورمعانی میںغور وفکر کریں ، بیمحال ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کوالیم زبان میں مخاطب ہوجس کو دہ نہ جانتے ہوں ، جبکہ آیات صراحنا بیان کر رہی میں کہ قر آن اہل عرب کی زبان میں نازل ہواہے تا کہ وہ اس کو مجھیں اورعمل کریں۔

إِنَّا ٱلنَّزَلْنَهُ قُرْانًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمُ تَعْقِلُونَ ۞

ہم نے اس کوتمہارے سجھنے کے لئے عربی زبان میں نازل کیا ہے۔ (۸) قُرُانًا عَرَبًّا لِقَوْمِ تَعْلَمُونَ ﴿

یقرآن عربی زبان میں ان لوگوں کے لئے ہے جو حانتے ہیں۔ (۹) بيآيات قرآن كريم ميں غيرعريي الفاظ كي نفي كررى ہيں۔

الله تعالى في مشركين كاس وعوى كاردكيا كم محمصلى الله عليه وسلم بيقرآن مجمى الل كتاب جرالروى سے يجھتے ہيں اور بطور دليل دونوں زبانوں كا ختلاف بيان فرمايا:

وَلَقَكُ نَعَلَمُ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّهَا يُعَلِّمُهُ بَشَرٌ طِيسَانُ الَّذِي .

يُلْجِدُونَ الْمِيْهِ آغَجَيُّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبٌّ مُّبِينٌ ۞

اور (اے نبی علیہ )ہمیں خوب معلوم ہے کہ لوگ بیبھی کہتے میں کہان کوتوایک آ دمی سکھا تا ہے حالانکہ جس کی طرف پرنسیت کرتے ہیں اس کی زبان تو مجی ہاور پر قرآن ) صاف (فصیح ) عربی ہے۔ (١٠)

اگرقر آن کریم میں غیرعر بی الفاظ ہوتے ماس کواہل عرب نہ سمجھتے باعجمی الفاظ ہوتے تو مشرکین قرآن پراعلانیاعتراض کرتے ،اوررسول اللّصلی اللّه علیہ وسلم کےصادق نہ ہونے کی دلیل بناتے ،جیسا کہ اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے:

و كو جَعَلْنَهُ قُرُانًا المَعْيَمِيًّا لَقَالُوْا لَوْ لَا فُصِلَتُ النَّانَ الْمَعْيِمِيُّ وَلَا فَصِلَتُ النَّانَ الْمَعْوَا هُلَى وَ شِفَاءُ وَ الْكَيْلِينَ الْمَعُوا هُلَى وَ شِفَاءُ وَ الْكَيْلِينَ لَا يَعْمُوا هُلَى وَ شِفَاءُ وَ الْكَيْلِينَ لَا يَوْمِ وَقَلْ وَهُو عَلَيْهِمْ عَمَّى لَمُ اللّهِ اللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ الللللّهُ الللللّه

قرآن کریم میں دیگرزبانوں سے منسوب الفاظ وہ ہیں جن میں دیگرزبانیں اورع بی زبان باہم متحد ہیں یعنی بیالفاظ جس طرح اہل عرب بولتے تھے ای طرح اہل فارس اور اہل مجم وغیرہ بھی بولتے تھے، بیالفاظ غیرع بی نہیں بلکہ غیرع بی زبانوں میں بھی اسی طرح مستعمل ہیں، اہل عجم کی طرف سے ان الفاظ کا استعمال ان کے عربی الفاظ ہونے سے مانع نہیں

ترجيح

قابل ترجیح ندہب علامہ الطہری اور جمہور علاء کا ہے کہ قرآن مکمل طور پرعربی ہے،
نصوس کثیرہ اور قوی ومسکت دلائل اسی فدہب کے مؤید ہیں، علامہ قرطبی نے جمہور علاء کی رائے کو
تقویت دی ہے اور دوسری رائے کو رد کیا ہے، دونوں فدا ہب کو ذکر کر کے وہ کہتے ہیں کہ پہلا
فدہب اصح ہے، کیونکہ قرآن کریم کے اولین مخاطب اہل عرب تھے، اور خطاب ان ہی کی زبان
میں تھا، اہل عرب کے علاوہ دوسر بے لوگوں کا بعض عربی الفاظ میں ان سے متفق ہونا بعید از امکان
نہیں ہے۔ اگر اہل عرب کو ان کی عربی زبان میں مخاطب نہ کیا جاتا اور وہ خطاب کی زبان سے
واقف نہ ہوتے تو ان کے لیے اللہ تعالی کا خطاب سمجھنا محال ہوتا، اس صورت میں قرآن عربی نہ بہ بوتا اور رسول اللہ طلب دائل اللہ علیہ وسلم اپنی قوم سے ان کی زبان میں مخاطب نہ ہوتے ۔ (۱۲)

# ترجمة القرآن كي بحث

### نزجمه كالمعنى

ترجمۃ القرآن کا مطلب ہے قرآن کریم غیر عربی زبانوں میں منتقل کرنا ، ان تراجم کو شائع کرنا تا کہ عربی سے نا آ شنالوگ اس ترجمہ کی وساطت سے کتاب عزیز کے معانی سمجھیں اور اللہ تعالیٰ کی مراد کو جانیں ۔

## ترجح كى اقسام

ترجے کی دوشمیں ہیں:

۲ - تفسیری تر جمهه-

الفظى ترجمه ب

لفظی ترجی کا مطلب ہے کہ قرآن کااس کے اصل الفاظ ،مفردات ، جملوں اور ترکیب کے مطابق دیگرز بانوں مثلاً انگریزی ، جرمن یا فرانسیسی زبان میں ترجمہ کیا جائے۔ اوراس کوقرآن بزبان انگریزی یا قرآن بزبان جرمن کا نام دیا جائے ،عربی لفظ کے مترادف انگریزی یا جرمن زبان کالفظ استعال کیا جائے۔ اس کوبعض لوگ لفظی ترجمہ کہتے ہیں۔

تر جھے کی دوسری قشم تفییری ترجمہ ہے، یعنی الفاظ کی قید کے بغیر آیات کریمہ کا ترجمہ کیا جائے ، مقصود صرف معانی ہوں ، ترجمہ الفاظ اور تر اکیب کا پابند نہ ہو، غرض تفہیم ہو، اور اس مفہوم کو دوسری زبان کے قالب میں ڈھال دیا جائے ، یہ مفہوم اصل کے مطابق ہو ہر مفرد لفظ کے انفراد کی معنیٰ کو اس میں ملحوظ ندر کھا گیا ہو بلکہ مکمل آیت کا جامع مفہوم دوسری زبان میں سمونے کی کوشش کی گئی ہو۔ اول الذکر کو لفظی ترجمہ اور دوسری قشم کو معنوی ترجمہ کہا جاتا ہے۔

## ترجح كىشرائط

تر جمہ خواہ لفظی ہویا تفسیری،اس کے لیے بعض شرائط کا ہونالا زمی ہے: ۔ مترجم دونوں زبانوں یعنی عربی اور ترجمہ والی زبان سے واقف ہو۔

- ۲۔ مترجم، ترجمہ والی زبان کے خصائص اور اسالیب کو کماھة، جانتا ہو۔
- - س ترجمه اصل کے معانی اور مقاصد کا مکمل طور پر جامع ہو۔

لفظی تر جمے کے لیےان شرا ئط کے علاوہ دوادرشرا نط بھی ہیں۔

ا۔ ترجمہ کی زبان میں اصل زبان کے مساوی مفردات موجود ہوں۔

۲۔ جملوں کی تر اکیب کے روابط اور ضائر مشترہ میں دونوں زبانیں ایک دوسرے ہے لمتی جلتی ہوں۔

## کیا قرآن کریم کالفظی ترجمه کرنا جائز ہے؟

تر جمہ کی لفظی اورتفییری تقسیم، ہرا یک کی تعریف اور تر جمہ کےشرا دکا کی روشنی میں بیامر واضح ہوتا ہے کہ درج ذیل متعدد وجوہ لے لفظی تر جمہ جائز اورضیح نہیں ہے:

ا۔ عربی زبان کے علاوہ دیگر زبانوں میں قرآن کریم کی کتابت جائز نہیں تا کہ تح یف اور تبدیلی راہ نہ پائے۔

۲- غیر عربی زبانو ل میں ایسے الفاظ ،مفردات اور ضائز نہیں جوعربی الفاظ کے قائم مقام ہوں

۳- صرف الفاظ پراقتصار کبھی معنیٰ کوفاسد کر دیتا ہے اور مفہوم اورنظم میں خلل واقع ہوتا ہے بطور وضاحت چندمثالیں پیش ہیں۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلاَ تَجْعَلُ يَكَاكُ مَغَلُوْلَةً إِلَّى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطُهَا كُلُّ

البُسطِ فَتَقَعُلُ مَلُومًا مَحْسُورًا

اگر ہم اس آیت کریمہ کالفظی تر جمہ کریں تو اس کا تر جمعان الفاظ میں ہوگا:

''اپنے ہاتھ کواپی گردن سے نہ باندھاور نہ ہاتھ کو پورا پھبلا'' (۱۳)

سے غلط معنیٰ ہے میقر آن کامقصود نہیں ہے۔ بلکہ مترجم ایسا ترجمہ کرتے ہوئے خود الجھ جائے گا اور کیے گا: اللہ تعالیٰ نے ہمیں اینا ہاتھ گردن سے باند ھنے یا اس کو آخری حدوں تک

<sup>(</sup>۱۳) بنی اسرائیل:۲۹

بھیلانے سے کیوں روکا ہے؟ حالانکہ قرآن کریم میں اس کوبطور تمثیل بیان فر مایا گیا ہے کہ فضول خرچی اور بخل سے بچواوران کا انجام بیان کیا گیا ہے، بیہ بے مثال مفہوم وہی سمجھے گا جو تخاطب میں اہل عرب کے بلیغ اسلوب سے واقف ہوگا۔

اس طرح الله تعالیٰ کاارشاد ہے:

وَاخْفِضُ لَهُمَّاجَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ

اوران (والدین ) کے آ گے مہر بانی سے جھکے رہنا۔ (۱۴)

ان الفاظ کالفظی ترجمہ ناممکن ہے، کیونکہ بیاستعارہ مکنتیہ کی قتم سے ہے اور ایسی بلیغ

تعبیر عربی زبان کے علاوہ دیگر زبانوں میں نہیں ہے۔

اسى طرح ارشاد بارى تعالىٰ

قَدَ مَصِدُ قِي عِنْدَ رَبِّهِمْ ﴿

ان كرب كے ياس ( پہنچ كر )ان كو يورامرتبه ملے گا۔ (١٥)

تَجْرِي بِأَعْيُنِنَا \*

(وه کشتی ) ہماری نگاموں کے سامنے بہتی چلی جاتی تھی ۔ (۱۷)

هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْرُو أَنْتُمْرُ لِبَاسٌ لَهُنَّ ﴿

وهتمهارالباس ہیں اورتم ان کالباس ہو۔ ( ۱۷ )

اگرہم ان جملوں کالفظی ترجمہ کریں گے تو مفہوم کممل طور پر فاسد ہو جائے گا ، اور کلام ہذیان کی مثال بن جائے گا۔ قرآن کریم میں ایسی بے شار مثالیں موجود ہیں ، جن کے نفظی ترجمہ کا فساد واضح ہے۔

## قرآن كريم كاتفبيري ترجمه

ندکورہ بالاشروط کے ساتھ قرآن کریم کا بامحاورہ تغییری ترجمہ جائز ہے اس کوہم قرآن نہیں کہتے تغییر قرآن کہتے ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن کریم کے الفاظ کا تابعدار بنایا ہے

<sup>(</sup>١٢) الاسراء:٢٨ (١٥) يونس:٢ (١٦) القمر:١٨ (١٤) البقره: ١٨٧

دوسروں کے کلام کا تابعدار نہیں بنایا ( کہ ان الفاظ کے علاوہ دوسرے الفاظ استعال نہ کریں) چنانچے رسول اللہ علیہ وسلم کے کلام کی بالمعنیٰ روایت جائز ہے، یعنی ہم اس طرح کہہ سکتے ہیں کہرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، جس کا مطلب یہ ہے۔ لیکن قرآن کریم کی بلمعنیٰ روایت جائز نہیں ہے۔ ہم یوں نہیں کہہ سکتے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جس کا مطلب یہ ہے، بلم نفس قرآن کے حروف اور الفاظ کی تلاوت ضروری ہے کیونکہ قرآن وحی الٰہی ہے اور اس کے بلکہ نفس قرآن وحی الٰہی ہے اور اس کے الفاظ اور مفاجیم دونوں مجروبیں۔

ترجمہ درحقیقت قرآن کا ترجمہ نہیں بلکہ قرآنی مفاہیم کی ترجمانی ہے، یاتفسیر قرآن کا ترجمہ درحقیقت قرآن کا ترجمہ نہیں بلکہ قرآنی مفاہیم کی ترجمانی ہے، یاتفسیر قرآن کا ترجمہ ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو تمام مخلوق کی طرف نازل فرمایا ہے تا کہ اس کی ہدایت کا منبع اور ان کی رہنمائی اور سعاوت کا مصدر ہو، اس لیے قرآنی مفاہیم کا دیگر غیرعربی اقوام میں منتقل کرنا ممنوع نہیں، تا کہ وہ لوگ قرآن کریم کے نور سے منور ہوں اور اس کی ہدایت اور ارشاد سے حصہ یا تمیں ۔ بلاشبہ ریجھی قرآن کی ایک غرض اور مقصود ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِتَّ هٰذَاالْقُرُانَ يَهُدِى لِلَّتِيْ هِيَ ٱقْوَمُر

بے شک بیقر آن ایساراستہ بتاتا ہے جوسب سے سیدھاہے۔(۱۸)

اس غرض کے پیش نظر علاء نے دیگر زبانوں میں قرآن کریم کے ترجمہ کو جائز کہا ہے بلکہ اہل اسلام کے لیے ایساعمل واجب ہے تا کہ لوگوں تک اللہ کی دعوت پنچے اور وہ قرآنی ہدایت کے پیغام کے امین بنیں ،اس طرح کے ترجمہ کے بغیرلوگ اس شریعت کی عظمت ،اس دین کی بے نظیر عمدگی اور قرآن کے حسن و جمال سے واقف نہیں ہو سکتے ۔اللہ حق فر ما تا ہے اور وہی راہ راست کی ہدایت بخشنے والا ہے۔



### فووي فحمل

# سات لغات برِنز ول قر آن اورقر اءاتِ مشهور ہ

تمهيد

اللہ تعالیٰ نے جب کلوق کو پیدا فر مایا تو ہرایک کے لیے شریعت اور راستہ بنایا ، اہل عرب کے متعدد لہج تھے ، بعض فطری تھے اور بعض لہجے انہوں نے اپنے پڑوسیوں سے حاصل کیے تھے ، متعدد اسباب کی وجہ سے قریش کی زبان کوشہرت اور اعلیٰ مقام حاصل تھا ، وہ تجارت پیشہ تھے ، بیت اللہ الحرام کے ہمسائے تھے ، بیت اللہ کی دکھ بھال اور جاج کی خدمت اپنے ذہے کی ہوئی متحی ، دیگر اقوام سے ان کو جو لہجے اور الفاظ لیند آتے وہ ان لہجوں اور الفاظ کو اپنا لیتے تھے ، فطری تو انین کے موافق اللہ اتھم الحاکمین نے قرآن کریم اس زبان میں نازل فر مایا جس کو تمام عرب آسانی سے ہجھ لیس ، ان پرقرآن کا اعجاز واضح ہوا ور ان کے ارباب فصاحت کوقرآن کریم کی مثل آگے سورت یا آیت لانے کا چیننے دیا جائے۔ نیز قرآن کریم کی قرات ، اس کافہم اور اس کا حفظ ان کے لیے آسان ہو کہ عربی ان کی اپنی زبان تھی ، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

إِنَّا ٱلزَّلْنَهُ قُرْانًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمُ تَعْقِلُونَ ۞

ہم نے اس قرآن کو تہارے سجھنے کے لئے عربی زبان میں نازل کیا ہے(۱)

## قرآن کریم کے سات حروف پر نازل ہونے کے دلائل

ا صحیحین میں ابن عباس رضی الله عنهما ہے مروی ہے کہ رسول الله علی نے فر مایا کہ جبر یل نے مجھے ایک حرف ( لغت ) پر قرآن پڑھایا، میں ان سے زیادہ کے لیے کہتار ہاوہ زیادہ کرتے رہے گئی کہ سات حروف تک قراُت ہوگئی۔ ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ان سات

<sup>(</sup>۱) پوسف:۲

حروف کامعنی واحد ہوتا ہے اوران میں حرام اور حلال کے لحاظ سے کوئی اختلاف نہیں ہوتا (۲)

۲ صحیحین ہی میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللّٰدعنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول الله صلى الله عليه وسلم كي حيات مباركه مين ايك مرتبه بشام بن عكيم رضي الله عنه كوسورة الفرقان كي قر اُت کرتے سنا، وہ سورۃ کی قر اُت ان کثیر حروف کے ساتھ کررے تھے جورسول اللہ عَلِيْقَةُ نے مجھے تعلیم نہیں فرمائے تھے، میں نماز ہی میں ان پر گرفت کرنے والا تھا پھر میں نے ان کے سلام پھیرنے کا انتظار کیا اوران کو جا در ہے تھینچ کر کہا کہ تجھے بیہورت کس نے پڑھائی ہے؟ انہوں نے کہا: مجھے رسول الله صلی الله علیه وسلم نے بڑھائی ہے، میں نے کہا کہتم جھوٹ بولتے ہو۔ بخدا میں نے تمہیں جوسورت پڑھتے سنا ہے رسول اللہ علیہ نے مجھے خودوہ سورت تعلیم فرمائی ہے، میں ان کورسول الله صلی الله علیه وسلم کے پاس لے گیا اور میں نے کہا کہ یارسول الله! میں نے ان کوسورة الفرقان ان الفاظ کے ساتھ پڑھتے سنا ہے جوآپ نے نہیں پڑھائے حالانکہ آپ نے خود مجھے سورة الفرقان يرُ هائي ہے، رسول الله عليه في فرمايا كه عمر! اسے چھوڑ دو، ہشامتم يرُ هو، ہشام نے سورۃ کواسی طرح پڑھا جس طرح میں نے ان کو پڑھتے سنا تھا، رسول الڈصلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس طرح نازل ہوئی ہے، پھر فرمایا کہ بیقر آن سات حروف (لغات) پر نازل ہوا ہے جس طرح تمهيس آسان كك يره ولو بعض روايات ميس برسول الله صلى الله عليه وسلم في حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قر اُت بھی ساعت فر ما کی اور فر مایا کہاسی طرح نازل ہو کی ہے۔

سے صحیح مسلم میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ہے کہ میں مسجد میں تھا ایک شخص آ کرنماز پڑھنے لگا اور قرآن کی ایسی قر اُت کی جومیر ہے لیے نامانوس تھی، بھر دوسر اُشخص آیا اور اس نے پہلے شخص سے مختلف انداز میں قر اُت شروع کردی، جب ہم لوگ نماز سے فارغ ہو گئے ہم سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میں نے عرض کیا: اس شخص نے اس طرح قرآن پڑھا جومیر ہے لیے نامانوس تھا، اور دوسر اُشخص آیا تو اس نے پہلے سے مختلف انداز میں قرآن پڑھا، رسول اللہ علیق نے دونوں کو پڑھنے کا حکم دیا، دونوں نے قرار کی تو آپ نے دونوں کو چھے قرار دیا۔ جس سے میرے دل میں ایسی تکذیب پیدا ہوئی جود در جا ہلیت میں نہیں تھی، رسول اللہ کو سے میرے دل میں ایسی تکذیب پیدا ہوئی جود در جا ہلیت میں نہیں تھی، رسول اللہ کا میں ایسی تکذیب پیدا ہوئی جود در جا ہلیت میں نہیں تھی، رسول اللہ کا میں ایسی تکذیب پیدا ہوئی جود در جا ہلیت میں نہیں تھی، رسول اللہ کا میں ایسی تکذیب پیدا ہوئی جود در جا ہلیت میں نہیں تھی، رسول اللہ کا میں ایسی تکذیب پیدا ہوئی جود در جا ہلیت میں نہیں تھی، رسول اللہ کا میں ایسی کا میں ایسی تکذیب پیدا ہوئی جود در جا ہلیت میں نہیں تھی، رسول اللہ کی تو آب کی تو آب کیاری کی تو تا ہوں کے دل میں ایسی تکذیب پیدا ہوئی جود در جا ہلیت میں نہیں تھی میں اس کا کا تھی کی تو آب کیاری کی تا میں کی تو آب کی تو آب کی تو آب کیاری کیور کیا کیاری کیاری کیاری کیاری کیاری کیاری کو کورٹ کیاری کیا

(۳)مسلم

علی ہے جمھ پرایی کیفیت کو ملاحظہ فرمایا تو میرے سینے پر ہاتھ مارا جس سے میں پسینے پسینے ہوگیا اور خوف اللی سے مجھ پرایی کیفیت طاری ہوگئ گویا کہ میں اللہ تعالی کود کھر ہاہوں، پھر آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اے آبی ایسلے مجھ سے مجھ سے مجھ سے میں دیا گیا تھا کہ میں قرآن ایک حرف (لغت) پر پڑھوں ۔ میں نے اللہ تعالی سے عرض کیا کہ میری امت پرآسانی فرما، پھر مجھے دوحرفوں پر پڑھنے کا حکم دیا گیا۔ میں نے پھر گذارش کی کہ میری امت پرآسانی فرما، پھر مجھے تیسری مرتبہ سات حروف پر پڑھنے کا حکم ہوا، اور فرمایا کہتم نے جتنی مرتبہ امت پرآسانی کے لیے دعا کی ہے تی بارتم ہم سے ایک دعا ما نگ ہو، میں نے عرض کیا کہ اس اللہ اللہ اللہ اللہ علی میری طرف متوجہ ہوں گے۔

عرض کیا کہ اے اللہ المیری امت کی مغفرت فرما، اور تیسری دعا کو میں نے اس دن کے لیے رکھ چھوڑ ا

علامہ قرطبی حضرت ابی رضی اللہ عنہ کے دل میں پیدا ہونے والے خیال کے متعلق کہتے ہیں بید وہیا ہی وسوسہ تھا، جس کے بارے میں رسول اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا تھا کہ ہم این دلوں میں بعض اوقات ایسے وساوس اور خیالات پاتے ہیں کہ ہم ان کوزبان پر لانا بھی بہت بڑی بات سجھتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم ایسا پاتے ہو؟ عرض کیا جی ہاں، فرمایا ۔ کہ بیصر تکا کیان ہے۔ (۳)

۳ ۔ حافظ ابویعلیٰ نے مند کبیر میں روایت کیا ہے ایک روز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے منبر پر فر مایا کہ میں اس شخص کواللہ کی قتم دیتا ہوں کہ وہ کھڑا ہوجس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیارشا دسنا ہوکہ بیقر آن سات حروف پرنازل ہوا ہے جن میں سے ہرایک کافی اور شافی ہے ۔ تو لا تعدا دلوگ کھڑے ہوئے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیارشاد سننے کی گواہی دی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں بھی تمہارے ساتھ گواہی دیتا ہوں ۔

2۔امام مسلم نے اپنی سند سے حضرت الی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنوغفار کے تالاب کے پاس تشریف فرما تھے، آپ کے پاس جریل علیہ السلام آ کے اور کہا:اللہ تعالیٰ آپ کو تھم دیتا ہے کہ آپ اپنی امت کوا کیک حرف (لغت) پر قرآن پڑھا ئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے عفوا ورمغفرت کا سوال کرتا ہوں، اور یہ کہ میری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی، پھر جبریل علیہ السلام دوبارہ آپ کے پاس آئے اور کہا کہ
اللہ تعالیٰ آپ کو تھم فرما تا ہے کہ آپ اپنی امت کو دو حرفوں پر قرآن پڑھا کیں، آپ نے فرمایا کہ
میں اللہ تعالیٰ سے عفوو درگز راور مغفرت کی درخواست کروں گا، اور یہ کہ میری امت اس کی طاقت
نہیں رکھتی، پھر تیسری مرتبہ جبریل آپ کے پاس آئے اور کہا اللہ تعالیٰ آپ کو تھم فرما تا ہے کہ
آپ اپنی امت کو تین حرفوں پر قرآن کریم پڑھا کیں، آپ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے معافی
اور مغفرت کا سوال کروں گا اور یہ کہ میری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی ۔ پھر چوتھی مرتبہ جبریل
علیہ السلام آئے اور کہا، اللہ تعالیٰ فرما تا ہے آپ اپنی امت کو سات حرفوں پر قرآن پڑھا کیں وہ
جس حرف (لفت) پر بھی قرآن پڑھائیں گھیجے ہوگا۔

۲-امام ترندی نے بھی حضرت الی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جبریل علیہ السلام کی مروہ کے پھروں کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا قات ہوئی - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل سے فرمایا کہ ہیں آئی امت کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں ان میں سن رسیدہ مرد بوڑھی عورتیں اور بچے ہیں، جبریل نے کہا کہ آپ ان سے کہیں کہ وہ سات حرفوں (لغات) پرقرآن پڑھیں - امام ترندی نے کہا ہی صدیث حسن صبح ہے ۔ ایک روایت میں ہے کہ جس شخص نے ان میں سے کسی حرف (لغت) میں پڑھا اس نے قرآن پڑھا ۔ حضرت حذیفہ کی روایت میں ہے ہی روایت میں ہو شخص نے ان میں سے کسی حرف (لغت) میں پڑھا اس نے قرآن پڑھا ۔ حضرت حذیفہ کی روایت میں ہو روایت کیا ہوں جس میں مرد،عورت، بچے اور نہایت بوڑھے شامل ہیں جنہوں نے بھی کتا ہی بنیں پڑھی، جبریل نے کہا کہ قرآن سات حرفوں (لغات) پرنازل کیا گیا ہوں ہو رصی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے دیول اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ مجھے ایک سورت ابن مسعود نے زید بن رسول اللہ علیہ فی اس کھرت علی رضی اللہ عنہ ہیں، میں کس کی قرائت ہوں ؟ بہا کہ تم اس کی قرائت ہوں کہا کہ تم اس سے مرفض اس قرائت میں بیٹھے تھے انہوں نے کہا کہ تم اس سے مرفض اس قرائت میں بیٹھے تھے انہوں نے کہا کہ تم سے سے مرفض اس قرائت میں بیٹھے تھے انہوں نے کہا کہ تم سے مرفض اس قرائت میں جہ شخص اس کی قرائت میں بیٹھے تھے انہوں نے کہا کہ تم سے مرفض اس قرائت میں جہ شخص اس کی قرائت ہو سین وجمیل تغیر ہے۔

9۔ ابن جریرالطمر ی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فر مایا کہ'' بیقر آن سات حرفوں (لغات ) پر نازل کیا گیا ہے جس لغت میں پڑھوکوئی حرج نہیں ،کیکن رحمت کے ذکر کوعذاب سے اور عذاب کے ذکر کورحمت سے مخلوط نہ کرؤ'۔

## سات لغات برِنز وِل قر آن کی حکمت

ا۔امت اسلامیخصوصاً امت عربیہ پر آسانی فرمانے کے لیے ایسا کیا گیا قرآن اہل عرب میں نازل ہواان کے متعدد لہجے تھے۔قرآن سب لہجوں کا جامع ہے، ای آسانی کے حصول کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاکی کہ''میری امت پر آسانی فرما''اور''میری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی'' وغیرہ۔

### محقق ابن الجزرى كي تقرير

محقق ابن الجزرى لکھتے ہیں کہ قرآن کریم کے سات حرفوں پرنزول کا سبب اس امت کے لیے تخفیف، پسر اور آسانی ہے، اللہ تعالیٰ نے اس امت کوشرف عطافر مایا، اس پراپی رحمت نازل کی اور اس کو وسعتوں سے نواز ااور اس کو خصوصی فضیلت بخشی، افضل المخلق اور صبیب حق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کو قبولیت سے شاد کا م فر مایا۔ جبر بل علیہ السلام نے آکر کہا کہ اللہ تعالیٰ فرما تا ہے آپ اپنی امت کو ایک حرف پر قرآن پڑھا کیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فر مایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے عفواور مدد کا سوال کرتا ہوں، کیونکہ میری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی، آپ بار بارسوال کرتے رہے تی کہ سات حرفوں تک پڑھنے کی اجازت دی گئی۔

علامہ ابن الجزری کہتے ہیں کہ جیسا کہ ثابت ہے قرآن کریم سات ابواب سے سات حروف پر نازل ہوئی تھیں، کیونکہ حروف پر نازل ہوا ہے اور سابقہ کتب ایک باب سے اور ایک حرف پر نازل ہوئی تھیں، کیونکہ گزشتہ انبیا علیہم السلام صرف پنی قوم کی طرف مبعوث کیے جاتے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق گورے کا لے ، عربی اور بی کی طرف بھیجے گئے ہیں، اہل عرب جن کی زبان میں قرآن کر یم نازل ہواان کی لغات اور زبانیں متعدد اور مختلف تھیں، اور ان کے لیے ایک لغت سے دوسری لغت کی طرف منتقل ہونا دشوار تھا، بلکہ بعض اشخاص کی طرف میا ایک حرف (لہجے) سے دوسرے لہجے کی طرف منتقل ہونا دشوار تھا، بلکہ بعض اشخاص

خصوصاً من رسیدہ لوگوں اور عور توں کے لیے سمھانے اور تد ہیر کرنے کے باوجود بھی ایساممکن نہ تھا،
اور رسول الدّسلی الدّعلیہ وسلم نے جس طرح اشارہ فرمایا اگر ان کوا پی زبان چھوڑ نے پر مجبور کیا
جاتا تو یہ ان کے لیے نکلیف مالا بطاق ہوتی ، طبائع اس کونہ مانتے اور مکلف اس سے عاجز رہے۔

۲ سات حرفوں پر نزول کی حکمت است اسلامیہ کوا کی زبان پر جمع کرنا تھا اور وہ
قریش کی زبان تھی جوموسم جج وغیرہ میں تقریباً تمام قبائل عرب کے جمع ہونے اور آنے جانے سے
عربوں میں بولی جانے والی تمام زبانوں کے مختارات پر مشتمل تھی، ہر لہجے کی خوبیاں اس میں
موجود تھیں، اس لیے قرآن کر بم سات حرفوں پر نازل کیا گیا تا کہ ہم عرب قبائل کی جس لغت میں
جواجی قرآن پڑھیں کہ قریش کی لغت سب کی نمائندگی کرتی تھی، یہ نہایت رفیع حکمت الہی ہے
کیونکہ کسی امت کی وحدت اور اتحاد کے لیے زبان کی وحدت اہم عامل ہے خصوصاً کسی امت کے
ابتدائی دور میں اس کی ترتی اور آگے ہو جے کے ذبان کی وحدت اہم عامل ہے خصوصاً کسی امت کے
ابتدائی دور میں اس کی ترتی اور آگے ہو جے کے ذبان کی وحدت اہم عامل ہے خصوصاً کسی امت کے

## سات حرفوں پرنزول قرآن کے معنی

احرف،حرف کی جمع ہے،حرف کے بہت سے معانی میں،صاحب قاموں کہتے ہیں کہ حرف ہر چیز کا کنارہ،جانب،حد، پہاڑ کا نوکیلاسرااور پروف تجی میں سے ہے،اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وقیمن النگاس من یکھیٹ اللہ علیٰ حَرْفِ ،

اورلوگوں میں کوئی ایبا بھی ہے جوایک کنارے ہوکرعبادت کرتا ہے (سم)

وہ ایک وجہ سے اللہ کی عبادت کرتا ہے، یعنی وہ فراخ دس اور خوش حالی میں اس کی عبادت کرتا ہے تنگدی میں اس کی عبادت نہیں کرتا ، یاوہ دین میں مکمل طور پر داخل نہیں ہوتا، شک اور بے اطمینانی کی کیفیت میں عبادت کرتا ہے۔ اور قر آن سات حروف پر نازل ہوا لیعنی اہل عرب کی لغات میں سے سات لغات پر نازل ہوا ہے، اس کا میہ مطلب نہیں کہ ہر لفظ میں سات وجوہ موجود ہوں ، یا دس یا اس سے زائد وجوہ پائی جا ئیں۔ بلکہ اس کا مطلب سے ہے کہ بیسات لغات متفرق طور پر قر آن کریم میں موجود ہیں۔ واضح رہے کہ حرف، مشترک لفظی سے قبیل سے ہے، مشترک لفظی سے بیمراد ہوتا ہے کہ قر ائن اور مقام کی مناسبت سے سی ایک معنیٰ کو متعین کیا جائے مشترک لفظی سے بیمراد ہوتا ہے کہ قر ائن اور مقام کی مناسبت سے سی ایک معنیٰ کو متعین کیا جائے

حرف کے لفظ سے وجہ ( ڈگر، طریقہ ) مرا ڈیلنے کی دلیل میہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فر مایا کہ قر آن سات حرفوں پرنازل کیا گیا ہے۔

عَلَى كَاحْكُم ال طرف اشارہ كرر ہائے كہ بيآ سانی اور توسع كی شرط پر ہے ليعنی قرآن كر يم كو پڑھنے والے پر آسان كرنے كے ليے اس كوسات طريقوں تك پڑھنے ميں وسعت دى گئى ہے، وہ ان ميں ہے جس حرف كودوسر ہے حرف كے بدلے ميں پڑھ لے اس كوا جازت ہے۔ گئى ہے نوفر ما يا كہ قرآن اس شرط اور اس كشاد كى پرنازل ہوا ہے۔

# حديث ميں وار دلفظ احرف كى تفسير ميں علماء كااختلاف

لفظ احرف کی تشریح اورتغییر میں علاء نے بکثرت قبل وقال کی ہے اور بحث وتحیص میں خاصی نزاعی صورت پیدا کی ہے، ہم ان میں سے بعض آ را پیش کر رہے ہیں اور بعد میں صواب سے قریب تر رائے کی ترجیح ذکر کریں گے۔

ا بعض علاءاس طرف گئے ہیں کہاس سے اہل عرب کی ایسی سات لغات مراد ہیں جو ایک سات لغات مراد ہیں جو ایک معنیٰ رکھتی ہیں، یعنی الفاظ مختلف ہوتے ہیں مگر سب الفاظ کا مفہوم واحد ہوتا ہے، اوراگر ان لغات میں اختلاف نہ ہوتو پھرا کی لفظ لایا جاتا ہے، بیسات قریش، فہریل، ثقیف، ہواز ن، کنانہ، منہم، اور بین کی لغات ہیں۔

۲۔ بعض علماء نے کہا ہے سات حرفوں سے اہل عرب کی وہ سات لغات مراد ہیں جن پر قرآن نازل ہوا ہے، بعنی قرآن کے کلمات، مجموعی طور پراہل عرب کی ان سات فصیح ترین لغات کے اندراندر ہیں۔ اکثر کلمات لغت قریش سے ہیں بعض لغت مذیل یا ثقیف یا ہوازن یا کنانہ یا تمیم یا یمن سے ہیں ۔ بعض علماء کا کہنا ہے یہ قول صحیح ترین اور صواب سے قریب ترین ہے، ہیجی نے اسے سیح کہا ہے، الا بہری کا مختار قول یہی ہے اور صاحب قاموں نے بھی اس پر انحصار کیا ہے۔

ساست حروف سے قرآن کریم میں سات اصناف مراد ہیں، کیکن ان اقوال کے قاتلین کا ان اصناف کی تعیین ادر اسلوب تعبیر میں زبر دست اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں کہ اس سے امر، نہی، حلال ، حرام ، محکم ، متشابہ اورامثال مراد ہیں۔ بعض کے بقول اس سے وعد، وعید، حلال، حرام، مواعظ ،امثال اوراحتجاج مراد ہیں۔ جبد بعض کا کہنا ہے اس سے محکم ، متثابہ ، ناخ ، منسوخ ، خصوص ، عموم اور قصص مراد ہیں۔ (۵) ہمسات حروف ہے ایک کلے اورایک معنیٰ کی سات مختلف وجوہ مراد ہیں مثلا علم ، اقبل ، تعال ، عجل ،اسرع ، قصدی اور نحوی ، سات مختلف الفاظ ہیں لیکن سب کا معنیٰ ایک ہے اور وہ آنے کا امر ہے۔ یقول جمہور فقہا اور محدثین سے منسوب ہے جن میں ابن جریر طبری اور طحاوی وغیرہ شامل ہیں۔

٥ حروف سبعه سے سات امور میں اختلاف مراد ہے:

الف: اساء كے واحد، جمع اوران كے فروع ميں اختلاف مثلاً الله تعالیٰ كا ارشاد ہے: وَ الَّذِيْنِيَ هُمْ مِرْ اَمْ نِيْنِهِ هُرُوعَهُ فِي هِمْ دْعُونَ ﴿

اور (مومن وہ بیں) جوانی امانتوں اور اپنے عہد کی رعایت کرتے ہیں (۲)

أمنيهم كالفظ واحداورجع دونو لطرح يرها كياب-

ب: افعال کی تصریف یعنی مضارع ، ماضی اورا مرمیں اختلا ف۔

الله تعالیٰ کاارشاد ہے:

رَتَبَا بَعِنْ بَيْنَ أَسِفَادِنَا

اے ہمارے رب! ہمارے سفروں کو دراز کردے(۷)

اس لفظ دبّنا کونصب ہے بطور منا دی اور لفظ باعد کوبطور فعل امریڑ ھا گیا ہے۔

اور رَبُّنَا بَعِّدُ لفظ "ربُّ برِر فع باعتبار مبتداا ورلفظ بَعِّد بطور فعل ماضي مضاعف العبن،

جملہ بطور خبر پڑھا گیاہے۔

ج: اختلاف ابدال حرف به حرف مثلًا ارشادالهي:

وَانْظُرُ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِرُهَا

اورتو ( گدھے کی ) ہڈیوں کو بھی دیکھ کہ ہم ان کو کس طرح جوڑتے ہیں ( ۸ ) رویں ''، دیں '' فتی نہ سیار میں میں سال

كوْ'زاءُ' اور' راءُ' به فتح نون \_اورارشادِ باري تعالىٰ

وَّطَلِمِ مَّنْضُوْدِنْ

<sup>(</sup>۵) مناهل العرفان/ص ۲ ۱۷ (۲)المومنون:۸ (۷) سبا:۱۹ (۸)البقره:۲۵۹

اور نه به نه کیلول میں (۹)

كوطلع منضود پرها گياہ، يهال اس اسم اور فعل ميں فرق نہيں ہے۔

يا ابدال لفظ به لفظ مثلاً ارشادالهي:

كَالْعِهْنِ الْمَنْفُونَشِ ۞

اور پہاڑ دھنی ہوئی اون کی ما نند ہوجا ئیں گے۔(۱۰)

كوحضرت ابن مسعود رضى الله عندنے كالصوف المنفوش يڑھا۔

د: تقذيم اورتا خير كا ختلاف حرف مين رمثلاً ارشادر باني: أَفَلَهُ يَهَا يُنْهِ س كياس ير

خاطرجمعی نہیں ہوئی۔(۱۱) کوافلہ یأیس پڑھا گیا۔

كلم مين: مثلًا في قتلون و يقتلون بيهل كوشي برفاعل اور دوسر \_ كوشي برمفعول اوراس

کے برعکس بھی پڑھا گیاہے۔اس طرح

وَجَاءَتْ سَكُرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ

اورموت کی تخی ( قریب) آئینچی ۔ (۱۲)

ه: وجوه اعراب میں اختلاف مشلا ارشادِ باری تعالیٰ

مَاهٰنَ ابْشَرُورْ

یہ بشرنہیں ہے۔ (۱۳)

کوحضرت ابن مسعود رضی الله عنه نے رفع سے بَشَو ّ برا ھا ہے۔

اوراللەتغالى كےارشاد

ذُو العُرشِ المُجِيلُ فَ

عرش کا ما لک (اور ) بڑی شان والا ہے۔ (۱۴)

كوالممجيد كرفع سےلفظ ' ذو' كى صفت كے طور پراور المجيد كوعرش كى صفت

کے اغتبار سے بز (زیر) سے پڑھا گیا ہے۔

(٩) البقره: ٢٥٩ (١٠) القارعة: ٥ (١١) الرعد: ١٣ (١٣) ت: ١٩ (١٣) يوسف: ٣١ (١٨) البروج: ١٥

و: کمی اورزیادتی کااختلاف بارشادالهی ہے:

وَمَاخَلَقَ الذَّكُرُ وَالَّأُنُثَّى ۞

اور (قتم) اس کی جس نے ذکر اور مونث کو بنایا۔ (18)

اس کوماخلق کے حذف کے ساتھ والذکر والانشیٰ پڑھا گیا۔

ز: لېول کا اختلاف میعن مخیم ، ترقیق ، اماله ، اظهار ، ادغام میں اختلاف ، اس کی کثیر

مثالين بن،مثلًا:

## هَلُ آتُلُكَ حَرِايَّةُ مُوْسَى ١

كياآب كو (حفرت)موي (كرواقع) كي فبريينجي \_(١١)

میں امالہ اور عدم امالہ کا اختلاف یہ

امام رازی یمی آخری رائے رکھتے ہیں، ابن قتیبہ، ابن الجزری اور ابن الطیب کا نمر جب بھی اس سے قریب ترین ہے۔علامہ زرقانی نے اپنی کتاب مناهل العرفان میں اسی کو اختیار کیا ہے اور اسے بعض دلاکل سے تقویت دی ہے۔

# ترجع:

صواب سے قریب تر ڈگریبی آخری ند ہب ہے جس کواما مرازی نے ترجیح دی ہے اور جس پر علامہ زرقانی نے اپنی کتاب مناهل العرفان میں اعتاد کا اظہار کیا ہے اور دلائل سے تقویت دی ہے۔ ان میں سے بعض دلائل درج ذیل ہیں:

ا ـ ندکوره بالااحادیث اس ند بب کی مؤید میں ۔

۲۔ وجو وسبعہ سے قراءات کے اختلاف کواس پراستقرا تام حاصل ہوتا ہے۔

س\_ اس رائے سے قابل احتراز شے لازمنہیں آتی۔

حروف سبعہ کی تفصیل اور تشریح میں کھمل آرا آپ کو علامہ زر قانی کی مناہل العرفان میں دستیاب ہوں گی، نیز دیگر مذاہب کارد بھی آپ کو کتاب کے سامات ابوالفضل الرازی کی اللوائح ہے اس مذہب کا خلاصہ قال کررہے ہیں، رازی کہتے ہیں کہ سات

(16) الكيل:٣ (١٦) النازعات:١٥

حروف کے اختلاف پر بحث ان سات امورے باہر نہیں ہے:

- ا۔ اساء کے واحد، تثنیہ، جمع اور مذکر، مؤنث کا اختلاف۔
- ۲\_ تصریف افعال یعنی مضارع ، ماضی اورامر کا اختلاف به

  - ۳\_ کی اور زیادتی کا اختلاف <sub>-</sub>
  - ۵\_ تقتریم اور تاخیر کااختلاف\_
    - ۲۔ إبدال كااختلاف۔
- لغات يعنى لبجول كااختلاف،مثلاً فتح، إماله، ترقيق تتخيم، اظهار اوراد عام وغيره.

# کیااب بھی مصاحف میں سات حروف موجود ہیں؟

ا۔فقہاء،قر اءاورمتکلمین کی ایک جماعت کا بیرند ہب ہے کہاب بھی مصاحف عثانیہ میں بہروف سیعہ موجود ہیں ۔

#### دلائل:

- الف۔ امت کے لیےقر آن کی نقل میں کسی چیز کا جھوڑ نا حائز نہیں۔
- ب۔ صحابہ کرام کا اس پر اجماع ہے کہ حضرت عثان رضی اللہ عنہ کے نقل کر دہ مصاحف حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے تج ریر کر دہ مصاحف سے منقول ہیں۔
- نے۔ گزشتہ بحث سے معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے جمع کردہ مصاحف میں ساتوں حروف موجود تھے، ای طرح ان سے منقول مصاحف عثانیہ میں بھی ساتوں حروف موجود ہیں۔
- د۔ رسول الله صلی الله علیه وسلم کا ارشاد'' میری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی'' صرف عہد صحابہ سے مختص نہیں ،اعجاز قرآن کے ساتھ قرآن کی میں ہولت اور آسانی بھی باقی ہے۔
  ۲۔ سلف اور خلف جمہور علاء اور ائمۂ مسلمین کا مذہب ہے کہ مصاحف عثانیہ حروف سبعہ کی صرف اس شکل پر مشتل ہیں جوعرضۂ اخیرہ (رسول الله صلی الله علیہ وسلم کا جریل علیہ السلام

کے ساتھ حیات طیبہ کا آخری دورِقر آن ) کی جامع ہے۔

۳ علامہ ابن جریر الطبر ی اور ان کے ہم خیال حضرات کا مذہب ہے کہ مصاحف عثمانی حروف سبعہ میں سے صرف ایک حرف پر مشتل ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ حروف سبعہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم ، اور حضرت ابو بکر وعمر رضی الله عنها کے عہد میں تھے، حضرت عثمان رضی الله عنہ کے دور میں امت مسلمہ کی قیادت نے تمام مسلمانوں کو ایک حرف پر جمع کرنا مناسب خیال کیا اور حضرت عثمان رضی الله عنہ نے تمام امت کے لیے ایک حرف میں تمام مصاحف رقم کروائے۔ علامہ زرقانی مناصل العرفان میں فرماتے ہیں کہ جب ہم مصاحف عثمانیہ میں مذکور

علامہ زرقائی مناهل العرفان میں فرماتے ہیں کہ جب ہم مصاحف عثانیہ میں مذکور الصدرسات وجوہ تلاش کرتے ہیں تو وہ فی الواقع اورنفس الامر میں مخطوط ہیں، تو ہم ابن جریر الطبری وغیرہ کی کی والی رائے کو قبول نہیں کرتے اوراس بارے میں فیصلہ کن بات بیرہ جاتی ہے کہ مصاحف کی طور پر یا کہ مصاحف کی طور پر یا بین معنی کہ ان میں سے ہر مصحف کی طور پر یا بعض وجوہ سے ان حروف کی شکل کے مطابق ہے، مجموعی طور پر یہ مصاحف ان میں سے کسی بھی حرف سے خالی نہیں ۔ (۱۷)

علامہ ذرقانی نے اپنے مختار فد ہب کے مطابق ساتوں حروف کی وضاحت کر دی ہے، اور مصاحف عثانیہ میں اب بھی ان حروف سبعہ کی موجود گی بیان کی ہے، ہم ان میں سے صرف ایک مثال ذکر کر رہے ہیں باوجود یکہ انہوں نے وجوہ سبعہ میں سے بعض وجوہ کے عرضۂ اخیرہ میں منسوخ ہونے کا بھی ذکر کیا ہے۔اللہ تعالیٰ کافر مان ہے:

وَالَّذِينَ هُمُ لِامْنِيْهِمُ وَعَهُدِهِمْ رَعُونَ فَ

اور (مومن وہ ہیں) جواپنی امانتوں اور اپنے عہد کی رعایت کرتے ہیں(۱۸)

اس آیت مین لفظ امانی کومفر داور جمع دونوں طرح پڑھا گیاہے ،مصحف عثانی میں اس کا رسم الخط لامانتھم ہے، رسم الخط میں امانی مفر دمرقوم ہے لیکن اس پر چھوٹا الف ( کھڑی زبر ) ہے جواس کے جمع ہونے کا اشارہ کرر ہاہے، اس لفظ پر نقطے اور حرکات نہیں ہیں۔

<sup>(</sup>١٤) منابل العرفان/ص٦٦٢ (١٨) المومنون: ٨

## علامہ طبری کے مذہب پر نقد و نظر

علامہ طبری نے کہا ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں باجماع امت چھ حروف کو منسوخ کردیا گیا اور صرف ایک حرف کو باقی رکھا گیا تا کہ امت مسلمہ کی وحدت برقر اررہے، کیونکہ قر اُت کے اختلاف کی وجہ ہے لوگ ایک دوسرے کو کا فر کہنے لگے اور فتنہ کا اندیشہ بیدا ہوگیا،امت نے اس مشکل کاحل صرف تمام لوگوں کو ایک حرف پرجمع کرنے میں پایا۔

#### علامه طبری کا رد:

جمہورعلاء نے علامہ طبری کے فد جب کی تر دید میں مندرجہ ذیل دلائل ذکر کیے ہیں،

ا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں صحابہ کرام نے قرائت میں اختلاف کیا اور
آپ کے خیال میں اس اختلاف سے فتنہ کا اندیشہ تھا، تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس
مشکل کا کیا حل تجویز فرمایا؟ آپ نے اس کا ایک ہی حل پسند فرمایا کہ آپ نے مختلف قرائوں کو
برقرار رکھا اور صحابہ کرام کو سمجھایا کہ قرائت کے متعدد وجوہ ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور ان پر
آسانی ہیں، گذشتہ احادیث بھی اس کی مؤید ہیں۔

۲ - حدیث میں ہے رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی اور آپ کی امت قیامت تک باتی ہے، ہم آج بھی دیکھ سکتے ہیں کہ بعض اسلامی گرو پوں کے لیے بعض حروف کی ادائیگی مشکل ہوتی ہے اور بعض کیجوں پر عبور نہیں رکھتے اور ان کو صحیح طریقے سے ادائہیں کر سکتے ۔

س-ان حقائق کی روشی میں یہ سطرح ممکن ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام جن کے سرخیل حضرت عثان رضی اللہ عنہ تھے نے کس طرح گوارا کرلیا کہ اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کے لیے رحمت اور تخفیف کا جو باب واکیا تھااس کو بند کردیں۔اوراس اختلاف کے دفعیہ کے ملاج کونظرا نداز کردیں، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علاج کونظرا نداز کردیں، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد حروف کو برقر اررکھا تھا۔

سم رکیا ہم یہ کہنا جا ہے ہیں کدرسول الله صلی الله علیہ وسلم کے اصحاب قر آن کریم کے

چھتروف کے ضیاع پر متنقل ہو گئے یا انہوں نے ایسا سوچا تھا، حالانکہ ان حروف کی تلاوت منسوخ ہوئی تھی نہ عظم منسوخ ہوا تھا، اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ ما جعین قول اور عمل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت نہیں کرتے تھے۔

۵۔اگر بیتروف حضرت عثان رضی اللہ عنہ کے عہد میں منسوخ ہو گئے تو علماء کواس میں اختلاف کی مجال نہتھی ،لیکن ہم اس بارے میں ان کے چالیس مختلف اقوال پاتے ہیں۔

۲۔ بالفرض اگر حروف ِستہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں منسوخ کردیے گئے تو پھر تاریخ میں ان کا ذکر کیوں نہیں حالانکہ صحابہ کرام نے منسوخ التلاوت یا منسوخ الحکم آیات، آیات منسوند، احادیث موضوعہ سب کو بیان کیاہے، اور ہرایک کے وجوہ ذکر کیے ہیں۔

2: کم ہے کم بات ہے ہے کہ صحابہ کرام رسول الله صلی الله علیہ وسلم کے قول اور عمل میں مخالفت پر راضی نہ تھے، ان سے الیی تبدیلی اور کتاب الله میں ننخ نا قابل قبول ہے، کتاب الله میں منسوخ نہ ہونے والے امرکو صحابہ کرام منسوخ کردیں حاشا وکلاً ایساناممکن ہے۔ رضی الله عنہم۔

## زیر بحث موضوع پر شبھات اور ان کا رد

پہلا شبه: حروف سبعہ سے سات معروف ائمہ قراء سے منقول سات قر أتيں ہيں۔ جواب: بيشبكي وجوہ سے باطل ہے:

ا۔ اگرتمہارے اس قول کو سیلیم کرلیا جائے تو رسول الله صلی الله علیہ وسلم کا ارشاد گرامی کہ بیقر آن سات حروف پر نازل کیا گیا ہے ان سات معروف قر اء کی ولادت تک فائدے سے عاری ہوگا۔ لیکن تمہارا قول غلط ہے کہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم ، صحابہ کرام اور تابعین نے ان قراء کی ولادت سے قبل قرآن کریم کوسات حروف میں پڑھا ہے۔

محقق ابن الجزری نے کہا ہے کہ اگر بیصدیث سات مشہور قر اُتوں یاان قراء کی قر اُتوں کی طرف منصرف ہوتی جو تابعین کے بعد پیدا ہوئے ہیں تو بیصدیث مبارکہ ان سات قراء کی طرف منصرف ہوتی ، ان سے قرائت حاصل کرنے کے بعد اس پڑمل درست ہوتا۔ اور صحابہ کرام کے لیے بھی ان سات قراء کی ولادت اور ان کی تعلیم کے بغیر قرائت جائز نہ

ہوتی، وہ ان قراء میں سے کسی کی قراُت کوا ختیا رکرتے تو قراُت صحیح ہوتی اوریہ باطل ہے۔ کیونکہ قراُت اخذ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ثقة امام سے لفظ بہ لفظ قراُت اخذ کی جائے۔اس طرح وہ امام دوسرے امام سے قراُت اخذ کرے اور رہ سلسلہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک جا ہنچے۔

7۔ حروف سبعہ ،قراءات سبعہ پرعموم مطلق کا درجدر کھتے ہیں ، کیونکہ حروف سبعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرائت پر اور ان قراء سبعہ کی قرائت اور ان سے پہلے منسوخ ہونے والی قرائت اور تمام قراءات سے اعم قرائت اور تمام قراءات صبحہ ،منکرہ اور شاذہ پر ششمل ہیں ، جب ہم حروف سبعہ کوقراءات سے اعم کہتے ہیں تو پھرحروف سبعہ نفس قراءات میں سے نہیں ہوگے۔

۳ ۔ یہ چیزعقلاً محال ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام پر قر آن کی ایس قر اُت فرض فر مائیں جوان قراء کواپنانی ہیں جوابھی پیدا ہی نہیں ہوئے سویدرائے قطعاً باطل ہے۔

دوسدا شبه :ان لوگول کا کہناہے کہ قر آن کریم کے سات حروف پرنازل ہونے والی احادیث قر آن کریم میں اختلاف کو ثابت کرتی ہیں جبکہ قر آن خوداس کی فی کر رہاہے، اللہ تعالی کا ارشادہے:

وَلَوْكَانَ مِنُ عِنْدِ غَيْرِاللهِ لَوَجَدُ وَا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا۞

کیا وہ قرآن میں غورنہیں کرتے؟ اوراگروہ (قرآن) اللہ کے سواکسی اور کی طرف سے ہوتا تواس میں بہت اختلاف یاتے۔(19)

سبه : بیقر آن اور حدیث میں تناقض ہے، ہمیں نہیں معلوم ان میں سے سچا کون ہے؟ ۔
جسواب: احادیث سے ثابت ہونے والا اختلاف اس اختلاف سے الگ ہے جس کی قر آن کریم نفی کرر ہا ہے سوقر آن اور حدیث و دنوں صادق ہیں۔ احادیث سے ثابت ہونے والا اختلاف قر آن کریم نفی کرر ہا ہے سوقر آن اور حدیث و دنوں صادق ہیں۔ احادیث سے ثابت ہونے والا اختلاف قر آن کریم کے الفاظ کے نطق اور ادائیگی کا ایسا اختلاف ہے جس کا دائرہ سات حروف تک محدود ہے اور جو نبی صلی الله علیہ وسلم کی تعلیم سے مشروط ہے۔ اس صورت میں احادیث میں مروی اختلاف تلفظ اور ادائیگی کا اختلاف ہے، اور قر آن میں احکام، مفاہیم اور تعلیمات میں تاقض اور اختلاف کی نفی کی گئی ہے۔ (۲۰)

<sup>(19)</sup> النساء: ۸۲ (۲۰) مناهل العرفان/ص ۱۷۹

#### حاصل بحث

شیخ شہاب الدین ابوشامہ کہتے ہیں کہ کیامصحف میں حروف سبعہ کے مجموعہ پرسات قراً تیں ہیں یا ایک حرف پرسات ورائتیں ہیں یا ایک حرف پرساتوں حروف پر ہبنی ہیں ، ابو بکر الطبر کی اور ان کے بعد کے اکثر حضرات نے ایک حرف کی تصریح کی ہے، شیخ شاطبی کا میلان قاضی کے اس قول کی طرف ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے جمع کردہ مصحف میں ساتوں حروف ہیں اور طبری کے اس قول کی طرف بھی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے جمع کردہ مصحف میں ساتوں میں ساتوں قبل کی طرف بھی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے جمع کردہ مصحف میں ساتوں قراً تیں ہیں۔

علامہ ذرکشی نے البر ہان میں کہا ہے کہ بعض متاخرین کا قول ہے کہ قراء سبعہ کی ساتوں قرائیں رسول اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں حضرت عثان رضی اللہ عنہ نے انہی قراءات پر مصحف کو جمع کیا، یہ سات قراً تیں ان قراء کی ترجے دادہ ہیں، ان میں سے ہرایک نے اپنی روایت، علم اور جہت کے مطابق اپنے نزدیک احسن قرات کو اختیار کیا، ای طریقے کو لازم رکھا، ای کو روایت کیا اور اس کی قرات کی، اور یقرات ان کے نام سے منسوب اور مشہور ہوگئی، مثلاً نافع کی قرات اور این کیثر کی قرات کے دوسرے قاری کی قرات سے منع کیا نہ اس کا انکار کیا، بلکہ اس کی قسیدن کی اور اس کو گوارا کیا۔

علامہ ذرکشی مزید لکھتے ہیں کہ موجودہ ادوار میں مسلمانوں کا ان قراء سے سیح روایات پر اعتاد ہے، اور قرآن کریم کا سات حروف پرنزول امت کے لیے اللہ کی طرف سے توسع اور رحمت تھی کیونکہ اگر ہر فریق کواپنی لغت (زبان) ترک کرنے اور اپنے بچپن میں پروان چڑھنے والی عادت مثلاً إمالہ، همز تلیین اور مدوغیرہ سے بازآنے پرمجور کیا جاتا تو وہ مشکل میں پڑجاتے۔

# مشهورقر اءات

بحث کے آخر میں ہم ضروری سجھتے ہیں کہ قراءات کے متعلق مخضر بحث کریں ،اور یہ کہ قر اُتوں کی ابتدا کیسے ہوئی اورمشہور قراءکون سے ہیں؟

#### قراء ات کی تعریف

قراءات،قراً قلی جمع ہے،قوأ یقوأ قرأ قامصدر ہے،اصطلاح میں اس سے انکہ قراء میں سے کسی امام کا قرآن میں ایبانطق مراد ہے جو دوسرے قراء کے نطق کے خلاف ہواور وہ بالا سنا درسول الله صلی الله علیہ وسلم سے ثابت ہو۔

# کیا عہد صحابہ میں قرّاء تھے؟

اس سوال کا جواب ہیہ ہے کہ جی ہاں ، مشہور قراء نے تلاوت میں جن طریقوں کو اپنایا ہے سب عہد صحابہ کی طرف راجع ہیں۔ صحابہ کرام میں سے مشہور قاری حضرت ابی ، حضرت علی ، حضرت زید بن ثابت ، حضرت ابن مسعودا ور حضرت ابوموی الا شعری رضی الله عنہم وغیرہ ہیں۔ ان صحابہ کرام سے مختلف شہروں اور علاقوں کے کثیر صحابہ اور تابعین نے قرائت حاصل کی ، اور سب حضرات اس کی سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے تھے، تا آ نکہ پہلی صدی ہجری میں تابعین کا دور آیا، لوگوں نے فراغت پائی اور قرائت کے ضبط و تدوین میں پوری توجہ دی ، کیونکہ اب تابعین کا دور آیا، لوگوں نے فراغت پائی اور قرائت کے ضبط و تدوین میں پوری توجہ دی ، کیونکہ اس کی ضرورت پیش آگئ تھی۔ اور شریعت کے دیگر علوم کی طرح اس کو بھی ایک علم کا درجہ دے دیا۔

# قراء ات کی نشو ونما کیسے ھوئی ؟

ہم جان چکے ہیں کہ قراء کا عہد صحابہ کرام کے عہد سے تابعین کے عہد ہے، قرآن کریم میں معتمد علیہ وہ قرائت ہے جو ثقہ نے ثقہ سے اور امام نے امام کے توسط سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کی ہو۔ مصاحف بغیر نقطوں اور حرکات کے تھے، لفظ کی شکل وصورت مختلف وجوہ قراءات میں سے ہمکن وجہ کا احتمال رکھتی تھی، ایساا حتمال نہ ہوتا تو ایک مصحف میں لفظ کی ایک وجہ پر ککھا جاتا، پھر دوسرے مصحف میں دوسرے طریق پر اور تیسرے میں تیسرے طور سے، اسی طرح چلئے چلے جائیں۔ سواس میں تعجب کی بات نہیں کہ قرائت اور قرآن کے بارے میں انحصار روایت وادر پڑھانے پر ہے۔ اور یہ نہایت عمدہ طریق کار ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام کا طریق اخذ مختلف نوعیت کا تھا، بعض حضرات نے ایک حرف سے بعض نے دوحرفوں سے اور بعض حفرات نے ایک حرف سے بعض نے دوحرفوں سے اور بعض حفرات نے ایک حرف سے بعض نے دوحرفوں سے اور بعض حفرات نے ایک حرف سے بعض نے دوحرفوں سے اور بعض حفرات نے ایک حرف سے بعض نے دوحرفوں سے اور بعض حفرات نے ایک حرف سے بعض نے دوحرفوں سے اور بعض حفرات نے ایک حرف سے بعض نے دوحرفوں سے اور بعض حفرات نے ایک حرف سے بعض نے دوحرفوں سے دراتی کو ایک علیہ بیا ہے میں میں مختلف نوعیت کا تھا، بعض حضرات نے ایک حرف سے بعض نے دوحرفوں سے دراتی حاصل کیا، پھر وہ اس حالت میں مختلف

علاقوں اور شہروں میں پھیل گئے۔حضرت عثان رضی اللہ عند نے ملک کے اطراف میں جب مصاحف روانہ کئے تو ان کے ساتھ ایسے حضرات کوروانہ کیا جن کی اکثر اور غالب قر اُت مصحف کے مطابق تھی ،مختلف اطراف میں جانے والے صحابہ کی قر اُتوں کا اختلاف تا بعین میں نتقل ہوا اور تا بعین میں آیا ،اور قر اُتوں کا بیا ختلاف مشہورائمہ ورائمہ قر اء تک پہنچا ،انہوں نے قر اُت کے ان اختلاف تا کوضبط کیا ،ان پر پوری توجہ دی اس کی اشاعت کی ۔

علم قرائت کی اوران میں اختلاف کی اٹھان اسی طرح ہوئی ،اگرچہ کثیر مواضع پر اتفاق کے مقابلے میں بیا ختلا فات نہایت معمولی ہیں ، اور بیا ختلا فات بھی ان سات حرفوں کے متعلق ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو نازل فر مایا ہے۔

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم مناهل العرفان کی وہ عبارت نقل کریں جے علامہ زرقانی نے نوبری کی مخطوط کتاب سے نقل کیا ہے، (بیرکتاب الطبیۃ فی القراءات کی شرح ہے اور دارالکتب المصر بید میں موجود ہے) نوبری لکھتے ہیں کنقل قرآن میں اعتاد حفاظ پر ہے، اسی لیے حضرت عثان رضی اللہ عنہ نے ہم صحف کے ساتھ الیے شخص کو بھیجا جس کی اکثر قرات اس مصحف کے موافق تھی ،اور بیضروری نہ تھا، ہرشہر کے لوگوں نے اپنے مصحف کے مطابق پڑھا اور صحابہ کرا م نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو سیکھا تھا لوگوں نے وہ ان صحابہ سے سیکھا، پھراس فن کوالیے لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو سیکھا تھا لوگوں نے وہ ان صحابہ سے سیکھا، پھراس فن کوالیے لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بوسیکھا تھا لوگوں نے وہ ان صحابہ سے بیکھا ہی کر گزاریں اور نبی مائل کے ستار سے قرار پائے ۔ نبی مشقت میں بسر کتے ، تا آئکہ وہ اس فن میں اٹمہ افتد ااور درایت کی صحت میں دو انہوں نے اپنے شہر والوں کو اپنی قرات پر جمع کردیا، ان کی روایت اور درایت کی صحت میں دو تو کسی مختلف نہ ہوئے ،قرات میں ان کی اس جا نکا ہی کی وجہ سے قرائتیں ان کی جانب منسوب ہوئیں اوراس معاطے میں وہ قابل اعتاد اشخاص بن گئے۔

ان حفرات کے بعد بکثرت قراء آئے اور شہروں میں پھیل گئے، ایک گردہ کے بعدد دسرا گروہ،ان کے طبقات معروف ہوئے اوران کی صفات مختلف ہوئیں ،بعض حضرات تلاوت میں روایت اور درایت دونوں اوصاف سے مشہور ہوئے ۔بعض کسی ایک وصف میں اور بعض ایک ے زائداوصاف میں معروف ہوئے ،اس طرح ان میں یکجائی ہے زیادہ اختلاف بڑھا۔اس موقع پر ماہر نقادائمَہ اورصادیدامت میدانِ عمل میں آئے انہوں حاصل شدہ قراءات میں اجتہاد ہے کام لیا ،صیح کو باطل ہے الگ کیا ،حروف اور قراءات کو جمع کیا روایات اوران کے وجوہ کوراویوں کی طرف منسوب کیا ،صیحے ، شاذ ،کثیراور نا درالوقوع کو اپنے وضع کر دہ اصولوں اور ارکان کی روشنی میں پرکھااور جانچا اوران کے لیے تر جیجات کا تعین کیا ۔ (۲۱)

## قراء ات کی تعداد اور اقسام

علامہ سیوطی نے ذکر کیا ہے کہ قراءات درج ذیل ہیں ۔متواتر ہ،مشہورہ ،احاد ، شاذ ، موضوع اور مدرج ۔

قاضی جلال الدین البلقینی نے کہا ہے کہ قراءات کی تین قسمیں ہیں۔متواتر ،آ حاداور شاذ متواتر سات مشہور قرائیں ہیں۔آ حادوہ تین قرائیں ہیں جوان قراءات سبعہ کے بعد دس کا عدد مکمل کرتی ہیں، بیصحابہ کی قرائیں ہیں۔شاذ، تابعین کی قرائیں ہیں جیسے اعمش ، یمیٰ بن و ثاب اور ابن جبیروغیرہ۔

علامہ سیوطی کہتے ہیں سے کلام کمل نظر ہے، اس بارے میں بہترین تقریرا مام القرأ شیخ ابو الخیر بن الجزری نے اپنی کتاب النشر کے شروع میں بیان کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہروہ قر اُت جو کسی نیج سے عربیت کے مطابق ہوا گر چہ اختالاً ہو اور اس کی مستحف کے مطابق ہوا گر چہ اختالاً ہو اور اس کی سندھیج ہو، وہ صحیح قر اُت ہے اس کار دکرنا جائز نہیں اور اس کا انکار حلال نہیں بلکہ وہ ان حروف سبعہ میں سے ہے جن میں قر آن کر یم نازل ہوا ہے، لوگوں پر اس کا قبول کرنا وا جب ہے، خواہ وہ قراءات کے ائمہ سبعہ سے منقول ہو، یا ائمہ عشرہ سے منقول ہو یا دوسر مقبول ائمہ سے منقول ہو، بیا ان کے انگر شرط مفقو د ہوتو اس پر شاذیا باطل کا اطلاق ہوگا خواہ وہ قراءات ائمہ سبعہ سے بیان سے بھی کسی بڑے سے منقول ہو، ائمہ بخقیق خواہ وہ سلف سے تعلق قراءات ائمہ سبعہ سے بیان سے بھی کسی بڑے سے منقول ہو، ائمہ بخقیق خواہ وہ سلف سے تعلق رکھتے ہوں یا خلف سے ،سب کے نز دیک یہی صحیح ہے۔ (۲۲)

الطبید کے مؤلف قر اُت کی قبولیت کے ضابطے میں کہتے ہیں کہ ہروہ قر اُت جونحواور

<sup>(</sup>١٦) مناهل العرفان/ج اص ٢٠٠ (٢٢) مناهل العرفان/ج اص ٩٠٠٩

رسم الخط کے طور پراخمال کا استحقاق رکھتی ہو، اور اس کا اساد ہی جہودہ قرآن ہے۔ یہ تین اس کی صحت کے ارکان ہیں۔ جب ان میں سے کوئی رکن نہ ہووہ قراء تشاذ ہے، خواہ وہ قراءات سبعہ میں موجود ہو۔ قراءات سبعہ، قراءات عشرہ اور قراءات اربع عشرہ مراد لی گئی ہیں، ان میں سے زیادہ مشہور اور معزز قراءات سبعہ ہیں قراءات سبعہ، سات مشہور انکہ کی طرف منسوب ہیں، وہ نافع ، عاصم، حمزہ، عبد اللہ بن عامر، عبد اللہ بن کثیر، ابو عمر و بن العلاء اور علی الکسائی میں قراءات عشرہ میں ان سات کے علاوہ ابو جعفر، یحقوب اور خلف شامل ہیں۔ قراءات اربع عشرہ میں ان سات کے علاوہ ابو جعفر، یحقوب اور خلف شامل ہیں۔ قراءات اربع عشرہ میں ان دی گئر ایک میں دی گئی الیزیدی اور الشنو ذی کی قرات شامل ہیں۔

# فن قراء ات کے پھلے مصنف

علم قراءات اس دور ہے بھی گزرا ہے جب اس کا نام ونشان نہ تھا، اس موضوع پر سب سے پہلے ابوعبید القاسم بن سلاّ م، ابو حاتم البحتانی ، ابوجعفر الطبر ی اور اساعیل القاضی نے کتب تصنیف کیں۔

## قراء ات سبعہ کی شعرت

قراءات سبعہ دوسری صدی ہجری کے آخر میں اسلامی ممالک میں شہرت پذیر ہوئیں، اہل بصرہ نے ابوعمرواور یعقوب کی ،اہل کوفہ نے حمزہ اور عاصم کی ،اہل شام نے ابن عامر کی ،اہل مکہ نے ابن کثیر کی اوراہل مدینہ نے نافع کی قراُت کواپنالیا۔

## قراء ات کی تدوین

قراءات کی تدوین تیسری صدی ہجری کے اواخر میں امام ابن مجاہدا حمد بن مویٰ بن عباس نے کی ،انہوں نے قراءات سبعہ کوجمع کیالیکن انہوں نے کسائی کا نام رہنے دیا اور لیعقوب کا نام حذف کردیا۔

## طريقهٔ تدوين

انہوں نے بیطریق کار مطے کیا کہ صرف ان اشخاص سے روایت کیں گے جوامانت و ضبط میں مشہور ہوں، طویل عرصہ تک قراءات سے منسلک رہے ہوں اور تمام راوی اس سے اخذ

کرنے اور سکھنے میں متفقہ رائے رکھتے ہوں۔

ابن مجاہد کے ان سات قراء پر انحصار سے قراء کا حصر مراد نہیں اور اس کا پیہ مطلب نہیں کہ ہرقاری کے لیے صرف ان قراء سبعہ کی قرائت کی حدود میں خود کومحدود کرنالازم ہے۔

## مشعور قرآء سبعه

قراءات متواترہ مشہور صاحب ضبط واتقان حفاظ سے منقول ہیں، یہ حضرات مشہور قراءات کے امام ہیں، انہوں نے صحابہ کرام کے توسط سے بیقرائتیں رسول الله صلی الله علیہ وسلم سے نقل کی ہیں، یہ حضرات کتاب الله کے علم اور تعلیم میں صاحب فضل و کمال رہے ہیں، رسول الله صلی الله علیہ وسلم کا ارشاد ہے،

تم میں بہتر وہ ہے جس نے قر آن سیکھااور سکھایا۔ شیخ ابوالیسر عابدین نے ان دواشعار میں ان قراء کے نام جمع کئے ہیں: نافع ،ابن کشیراور عاصم ،حمز ہ پھرابوعمروا بن عامر ،الکسائی بلاروک سات امام ہیں

# قرّ اءِسبعه

## ١. عبدالله اليحصى

ا۔ ابن عامر نام عبداللہ الیحصی ،کنیت ابوعمران ، تا بعی ہیں ، ولید بن عبدالملک کے دور خلافت میں دمشق کے قاضی رہے ،قر اُت کی سندیہ ہے از مغیرہ بن الی شہاب المحز و می ازعثان بن عفان رضی اللہ عنداز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ ۱۱ اھ میں دمشق میں فوت ہوئے ، ہشام اور ذکوان ان کی قراُت کے مشہور راوی ہیں۔ان کے متعلق الشاطبیہ کا مصنف کہتا ہے :

> رہا ابن عامر کا گھر دمشق شام سویہ عبداللہ کے باعث عمدہ ٹھکانہ بن گیا۔ ہشام اور عبداللہ بن ذکوان نے ان کی قرائت کوسند کے ساتھ نقل کیا۔

## ۲۔ ابن کثیر

ابو محد عبدالله بن کیشر الداری المکی ، مکه میں قر اُٹ کے امام تھے، تابعی ہیں ، صحابہ کرام

میں سے حضرت عبداللہ بن زبیر، ابوا یوب الانصاری اورانس بن مالک رضی الله عنہم سے ملاقات کی۔ ۱۲۰ ھ میں مکہ میں فوت ہوئے۔ان سے قر أت کے راوی البزی متوفیٰ ۲۵۰ ھاور قنبل متوفیٰ ۲۹۱ ھ ہیں۔ابن کشیر کے بارے میں الشاطبیہ کا مؤلف کہتا ہے:

> اور مکہ میں عبداللہ بن کشر کی اقامت گاہ ہے، جوقوم قراء میں نام آوراور سر بلند ہیں۔ ان سے احمد بزی اور محمد قنبل نے سند کے ساتھ قراکت روایت کی ہے۔

# ٣. عاصم الكوفي

عاصم بن ابی النجو د الاسدی، ان کو ابن بهدله بھی کہا جاتا ہے، کنیت ابو بکر ہے، تابعی ہیں، ۱۲۷ ھا ۱۹۳ ھا ۱۹

اورروش کوفہ میں قرائت کے تین امام ہیں جن کے علم سے کوفہ عود اور لونگ جیسی خوشبو سے مہک اٹھا۔ ابو بکر عاصم اور سبقت لے جانے والے انضل فرد شعبہ کے راوی ہیں پہندیدہ شعبہ ابن عیاش ، ابو بکر اور ضبط وا تقان میں فضلت یا فنہ حقص ہیں۔

## ٤. ابو عمرو

ابوعمروز بان بن العلاء البصرى، شخ الرواة ، ان كا نام يحيٰ اور ابوعمر وبيان كميا گميا ہے۔ ۱۵۴ ه ميں كوفية ميں فوت ہوئے ، ان كى قراءات كے راوى الدورى متو فى ۲۴۲ ھاور السوى متو فى ۲۲۱ ھادر السوى متنف كہتا ہے :

اورامام مازنی ابوعمرو بن العلا بھری خالص عرب قاری ہیں۔جنہوں نے کی ٹیریں اور پیاس دور کرنے کی ٹیریں اور پیاس دور کرنے والے پانی سے سیراب ہوئے۔ابوعمر الدوری اور صالح قاری ابوشعیب السوی نے ان سے قرائت قبول کی۔

## 0. حمزة الكوفي

ابونماره حمزه بن صبیب بن الزیات الفرضی التمیمی ،مولی عکر مه بن ربیج التمیمی ،عباسی خلیفه ابوجعفر المنصور کے دورخلافت میں ۲۵۱ ه میں حلوان میں فوت ہوئے ، بواسطهٔ سلیم ان کی قراءات کے راوی خلف متوفی ۲۲۹ هاورخلادمتوفی ۲۲۰ ه بیں الشاطبیہ کا مصنف کہتا ہے :

> اور حمزہ پاکیزہ ،صابر ، پر ہیزگار امام ،قر آن کریم کو ترتیل سے پڑھنے والا۔ان سے خلف اور خلاد نے بواسط مُلیم روایت کیا ہے،ان کی روایت محفوظ اور قابل اعتاد ہے۔

#### ٦. نافع

ابورویم نافع بن عبدالرحمٰن بن الی تغیم اللیثی ،اصفهانی الاصل تھے، مدینه منورہ کے قراء کے سرخیل ہیں، مدینه طیبہ ہی میں ۲۹اھ میں فوت ہوئے۔ان کے راوی قالون متو فی ۲۲۰ھاور • ورش متوفیٰ ۱۹۷ھ ہیں۔الشاطبیہ میں ہے:

> خوشبودار باطن والے نافع میں جنہوں نے مدینه منورہ کو اپناوطن بنایا ہے اور قالون عیسیٰ اور عثمان ورش میں جنہوں نے نافع کی صحبت سے رفعت و بزرگی کوجمع کرلیا۔

## ۷. الكسائي

ابوالحسن علی بن حمزہ، کوفی نحاق کے امام، احرام میں کمبل پہننے کی وجہ سے ان کو کسائی کہا گیا ہے، ۱۸۹ھ میں خلیفہ ہارون الرشید کے ساتھ خراسان جاتے ہوئے رہے کی ایک بستی رنبویہ میں فوت ہوئے ۔ ان کے رادی ابوالحارث متوفی ۲۴۲ ھاور الدوری متوفی ۲۴۲ ھ میں ۔الشاطبیہ کا مصنف کہتا ہے:

اور على المعروف الكسائى بين كه انهول نے احرام ميں كمبل بہنا تھا۔ ان سے ليث ابوالحارث اور حفص الدورى نے قر أت نقل كى ہے جن كا ذكر گزر چكاہے۔